7

اِسلامیات

یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق

بھونگ مسجد، صادق آباد

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اسلامیات

برائے جماعت ہفتم

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق

ایک قوم، ایک نصاب

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

یہ کتاب یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق تیار کردہ ہے۔ جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔ اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپرز، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

منظور شدہ متحدہ علما بورڈ، پنجاب، لاہور [بمطابق مراسلہ نمبر: ایم یو بی (پی سی ٹی بی / 5 / درسی کتب) 2022 / 50 مورخہ 2022-06-23]

تمام مکاتبِ فکر کے علما کرام پر مشتمل، اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان (ITMP) کی مجوزہ کمیٹی کو وزارتِ وفاقی تعلیم و پیشہ وارانہ تربیت (MoFE&PT)، اسلام آباد نے مورخہ 20 اپریل 2017ء کو بمطابق مراسلہ نمبر 3(8)/2015/E-III نوٹی فائی کیا۔ اس کمیٹی نے ''دی علم فاؤنڈیشن، کراچی'' کے مرتب کردہ قرآن مجید کے ترجمے پر مکمل اتفاق کیا، جسے اس درسی کتاب میں استعمال کیا گیا ہے۔

مصنفین:
- مجید الرحمان ملک
- پروفیسر رانا خدا بخش

ریویو کمیٹی

- ڈاکٹر محمد اُویس سرور — صدر شعبہ عربی و علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج فار بوائز، لاہور کینٹ
- ڈاکٹر عبد الغفور — سینئر سکول ٹیچر، گورنمنٹ ہائی سکول، مندر روڈ، چنیوٹ
- ڈاکٹر منظور احمد — شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان
- محمد جنید سرور — ٹیچر، پنجاب گروپ آف کالجز، لاہور
- ڈاکٹر شاہد فریاد — ماہر مضمون، پنجاب ایگزیمینیشن کمیشن، وحدت کالونی، لاہور
- عبد الحفیظ — نمائندہ؛ قائد اعظم اکیڈمی فار ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ پنجاب، لاہور

ماہر زبان

- پروفیسر طارق حبیب — شعبہ اردو، سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا

سبجیکٹ کوآرڈینیٹرز:

- رانا محمد اکرم — ڈپٹی ڈائریکٹر، شعبہ نصاب، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور
- محمد آصف — سینئر ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

نگران طباعت

- ڈاکٹر فخر الزمان — سینئر ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور
- محمد صفدر جاوید — معاون ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

تیار کردہ: چودھری غلام رسول اینڈ سنز لاہور

تجرباتی ایڈیشن

- ڈائریکٹر (مسوّدات): محترمہ فریدہ صادق
- ڈپٹی ڈائریکٹر (گرافکس): سیدہ انجم واصف
- کمپوزنگ: عرفان شاہد، محمد اظہر
- لے آؤٹ اینڈ ڈیزائننگ: حافظ انعام الحق

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

فہرست

باب	عنوانات	صفحہ نمبر
اوّل	قرآنِ مجید و حدیثِ نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ	1
	(الف) ترجمۂ قرآنِ مجید	1
	(ب) حفظِ قرآنِ مجید	2
	(ج) حفظ و ترجمہ	4
	(د) حدیثِ نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ	6
	(ہ) دعائیں (زبانی)	8
دوم	ایمانیات و عبادات	10
	الف: ایمانیات	10
	(1) عقیدۂ ختمِ نبوّت	10
	(2) فرشتوں پر ایمان	15
	(3) آسمانی کتابوں پر ایمان	18
	ب: عبادات	21
	(1) روزہ اور اس کی فضیلت	21
	(2) نمازِ جنازہ اور دیگر نمازیں	25
	(3) دعا کی اہمیّت و فضیلت	29
سوم	سیرتِ طیّبہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ	32
	(الف) عہدِ نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ماہ و سال (مدنی دور)	32
	(1) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور مدنی معاشرے کا استحکام	32
	(2) غزوۂ خندق	36
	(3) غزوۂ بنو قُریظہ	40
	(4) صلحِ حُدَیبیہ	43
	(5) رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمی سرگرمیاں	48
	(6) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بطورِ داعیِ امن	52
	(ب) اسوۂ رسول خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور ہماری عملی زندگی	56
	(1) حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا صبر و شکر	56
	(2) حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا سادہ طرزِ زندگی اور قناعت	59
	(3) حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا اندازِ گفتگو	63

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

باب	عنوانات	صفحہ نمبر
چہارم	**اَخلاق وآداب**	66
	(الف) میانہ روی	66
	(ب) سخاوت وایثار	70
	(ج) تعلیم اور تعلّم کے آداب	74
	(د) بُری عادات سے اجتناب (ریاکاری اور نمود ونمائش)	77
پنجم	**حسنِ معاملات ومعاشرت**	80
	(الف) حقوق العباد (مہمان، خواتین، مسافر، دوست)	80
	(ب) نظم وضبط اور قانون کا احترام	84
	(ج) کسبِ حلال	88
	(د) قومی املاک ووسائل کے استعمال کے آداب	92
ششم	**ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیرِ اسلام**	96
	(الف) اُمَّہاتُ المومنین (حضرت حفصہ، حضرت زینب بنت خزیمہ، حضرت امّ سلَمہ اور حضرت زینب بنت جحش رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْھُنَّ)	96
	(ب) حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	100
	(ج) حضرت سیّدہ زینب بنت علی رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہا	104
	(د) صحابہ کرام: (حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت اُبی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْھُمْ)	107
	(ہ) صوفیہ کرام: (حضرت بہاء الدّین نقشبند بخاری، حضرت شہاب الدّین سہروردی رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ عَلَیْھِمَا)	112
	(و) علما ومفکرین: (حضرت امام بخاری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ عَلَیْھِمْ)	116
	(ز) فاتحین: (موسیٰ بن نُصیر اور طارق بن زیاد رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ عَلَیْھِمَا)	119
ہفتم	**اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے**	123
	(الف) اسلام میں علم کی اہمیّت	123
	(ب) اسلام اور امنِ عامہ	127
	فرہنگ	131

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

باب اوّل

قرآنِ مجید و حدیثِ نبوی
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

الف ترجمہ قرآنِ مجید

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. جماعت ہفتم کے لیے منتخب سورتوں کے ترجمے کو سمجھ سکیں۔
2. ان سورتوں کے پس منظر اور ان میں بیان کردہ تعلیمات کا جائزہ لے سکیں۔
3. کلمہ اور اس کی اقسام (اسم، فعل، حرف) بیان کر سکیں اور منتخب سورتوں کے قرآنی الفاظ کی پہچان ان بنیادوں پر کر سکیں۔
4. ان سورتوں میں بیان کردہ تعلیمات کو سمجھ کر ان پر عمل کر سکیں۔

جماعت ہفتم میں طلبہ ترجمہ قرآنِ مجید اور انبیائے کرام علیہم السّلام کے بارے میں درج ذیل نصاب پڑھیں گے:

سُوْرَةُ النَّبَأ سے سُوْرَةُ الْهُمَزَة

قرآنِ مجید کی روشنی میں درج ذیل انبیاء کرام علیہم السّلام کا تعارف:

حضرت ابراہیم علیہ السّلام (سُوْرَةُ الْاَنْعَام، آیت 74 تا 90 / سُوْرَةُ الشُّعَرَاء، آیت 69 تا 104 / سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاء، آیت 51 تا 73)

حضرت موسیٰ علیہ السّلام (سُوْرَةُ الْقَصَص، آیت 01 تا 50 / سُوْرَةُ طٰهٰ آیت 09 تا 98 / سُوْرَةُ الشُّعَرَاء، آیت 10 تا 68 / سُوْرَةُ الْاَعْرَاف، آیت 103 تا 155)

حضرت داود علیہ السّلام (سُوْرَةُ الْبَقَرَة، آیت 249 تا 251 / سُوْرَةُ ص، آیت 17 تا 30 / سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاء، آیت 78 تا 82)

نوٹ: ترجمہ قرآنِ مجید کی تعلیم کے لیے الگ سے پیریڈ مختص کیے گئے ہیں۔ اس کا امتحان الگ سے ہوگا، جس کے لیے کل نمبر پچاس مقرّر کیے گئے ہیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- ★ کسی مشہور قاری صاحب کی آواز میں قرآنِ مجید کی تلاوت روزانہ سنا کریں اور تجویدی اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر تلاوت کریں۔
- ★ ترجمہ قرآنِ مجید کی کتاب کو ذوق و شوق سے پڑھیں اور اس میں دی گئی سرگرمیوں کو عمل میں لائیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- ترجمہ قرآنِ مجید کے لیے الگ سے نصاب مقرّر ہے۔ اس نصاب کے مطابق ترجمہ قرآنِ مجید کی تدریس کیجیے۔ جماعت ہفتم کے لیے منتخب سورہ ہائے مبارکہ کے متن سے کلمہ اور اس کی اقسام کی پہچان کروائیں۔
- ترجمہ قرآنِ مجید کی تعلیم کا سلسلہ پورا سال جاری رکھیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

ب حفظِ قرآنِ مجید

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. سُوْرَةُ التِّيْنِ، سُوْرَةُ الْعَلَقِ، سُوْرَةُ الْقَدْرِ اور سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ کو درست تجوید کے ساتھ حفظ کر کے تلاوت کر سکیں۔
2. ان سورتوں کو نمازوں میں اور نمازوں کے علاوہ عمومی زندگی میں زبانی پڑھ سکیں۔

اٰيَاتُهَا ٨	سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ	رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ التِّيْنِ وَ الزَّيْتُوْنِ ۝١ وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝٢ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝٣ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝٤ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ
اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝٥ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝٦ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝٧ اَلَيْسَ اللّٰهُ
بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝٨

اٰيَاتُهَا ١٩	سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ	رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝١ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝٢ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝٣ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ
يَعْلَمْ ۝٥ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰۤى ۝٦ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝٧ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝٨ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝٩ عَبْدًا اِذَا
صَلّٰى ۝١٠ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ۝١١ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝١٢ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ۝١٣ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝١٤ كَلَّا لَىِٕنْ
لَّمْ يَنْتَهِ ۙ۬ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۝١٥ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝١٦ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝١٧ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝١٨ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَ اسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ ۩ ۝١٩

اٰيَاتُهَا ٥	سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ	رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝١ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝٣ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا
بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝٤ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝٥

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

آیاتُہا ۸ | سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃِ مَدَنِیَّۃٌ | رُکُوْعُہَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ﴿۱﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا
مُّطَهَّرَةً ۙ﴿۲﴾ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ؕ﴿۳﴾ وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ؕ﴿۴﴾ وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ؕ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ
الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ؕ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ؕ﴿۷﴾
جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ
خَشِيَ رَبَّهٗ ۠﴿۸﴾

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- ★ قرآنِ مجید کی تلاوت ممتاز قراءِ کرام کی آواز میں سنیں اور تجویدی اصولوں کو مدِنظر رکھ کر پڑھنے کی کوشش کیجیے۔
- ★ قرآنِ مجید کو درست تلفظ سے پڑھنے کی مشق کیجیے۔
- ★ سبق میں دی گئی سورتوں کو بار بار پڑھیں اور ایک دوسرے کو زبانی سنائیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو تجوید کے اصولوں پر مبنی آڈیو یا ویڈیو ریکارڈنگ طلبہ کو سنائیں اور طلبہ سے اس کے مطابق مشق کروائیں۔
- طلبہ کے مابین حسنِ قراءت کا مقابلہ کرائیں اور بہترین قراءت کرنے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں۔
- طلبہ کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے ترجمہ و قرآنِ مجید میں پڑھی گئی سورتوں کے اہم نکات کی فہرست بنوائیں۔
- قرآنِ مجید کی تلاوت کے آداب سے طلبہ کو آگاہ کریں۔
- اساتذہ کرام خود بھی باوضو ہوں اور طلبہ کو بھی اس کا پابند بنائیں تاکہ پاکیزگی اور طہارت کے ساتھ اس عمل کو انجام دیا جائے اور روحانی برکات کا بھی حصول ہو۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

ج حفظ و ترجمہ

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. سبق میں دی گئی دعاؤں کو یاد کر سکیں، ان دعاؤں کے معنیٰ اور مفہوم کو جان سکیں اور ان کو اپنی روز مرّہ زندگی اور بالخصوص نمازوں میں پڑھ سکیں۔
2. مسنون کلمات کو مفہوم کے ساتھ یاد کر کے روز مرّہ زندگی میں پڑھنے کا معمول بنا سکیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی دعا

رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ﴿۲۴﴾ (سورۃ القصص: 24)

ترجمہ: اے میرے ربّ! (واقعی) میں اس خیر (و برکت) کا جو تو نے میری طرف اتاری ہے محتاج ہوں۔

اس دعا میں انسان کی اپنے ربّ کے سامنے بے بسی اور بندگی کا اظہار ہے۔ جب انسان کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ میں بہت کم زور اور میرا ربّ بہت طاقت ور ہے، تو گویا اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہو جاتی ہے۔ انسان اس یقین کے ساتھ زندگی گزارتا ہے تو اسے زندگی میں سکون اور اطمینان نصیب ہو جاتا ہے اور اس کی دُعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔

حضرت نوح علیہ السّلام کی دعا

رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ
وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ (سورۃ نوح: 28)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن ہو کر داخل ہوا اور (سب) مومن مَردوں اور (سب) مومن عورتوں کو بھی اور ظالموں کی ہلاکت ہی میں اضافہ کر۔

اس دُعا میں اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے اور تمام اہلِ ایمان کے لیے مغفرت کی دعا مانگنا سکھایا گیا ہے۔ مغفرت کا معنیٰ ہے: گناہوں کی معافی۔ کسی بندے کے گناہوں کو معاف کر دینا کسی بھی بندے پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عطا ہے۔ اس لیے اس دعا میں سکھایا گیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کو کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔ اس دعا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دعا صرف اپنے لیے نہیں مانگنی چاہیے، بلکہ دوسروں کے لیے بھی مانگنی چاہیے۔ دوسرے لوگوں میں ہماری دعا کے سب سے اوّلین حق دار ہمارے ماں باپ ہیں۔ حضرت نوح علیہ السّلام کی اس دعا میں ظالموں کے لیے تباہی کی فریاد بھی ہے، کیوں کہ جب ظالم لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں تو ان کے مقابلے کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگی جاتی ہے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

کلماتِ طیّبات (مسنون کلمات)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ (مسندِ احمد: 5463)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ پاک ہے اور تعریف اسی کی ہے، اللہ تعالیٰ پاک ہے عظمت والا ہے۔"

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ، بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ (سنن ترمذی: 3524)

ترجمہ: "اے زندہ اور ہمیشہ رہنے والے! میں تیری رحمت کے وسیلے سے تیری مدد چاہتا ہوں۔"

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- ★ سبق میں دی گئی دعاؤں اور کلمات کی خطاطی (کیلی گرافی) کریں اور مناسب جگہ پر آویزاں کریں۔
- ★ متعلّقہ مواقع پر دعائیں پڑھنے کا اہتمام کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

- سبق میں دی گئی سورتیں اور دُعائیں طلبہ کو زبانی یاد کرائیں۔ تعلیمی سال کے دوران یہ سورتیں اور دُعائیں طلبہ سے سنتے رہیں۔
- دعائیں، مسنون کلمات اور ان کا ترجمہ سننے کی مشق اور مقابلہ کروایا جائے جس میں تلفظ اور درست ترجمہ پر خصوصی توجہ کا اہتمام ہو۔ لفظ مسنون کی وضاحت کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

د حدیثِ نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. جماعتِ ہفتم کے نصاب میں شامل سات مستند احادیثِ مبارکہ مع ترجمہ سمجھ کر پڑھیں۔
2. ان احادیث کو سمجھ کر روزمرہ زندگی میں ان کی تعلیمات پر عمل کر سکیں۔

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

قَالَ اللهُ: اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ (صحیح بخاری:5253)

مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللهُ بِهٖ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ

ترجمہ: جو شخص کسی راستے میں حصولِ علم کی خاطر چلا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنّت کی راہوں میں سے ایک راہ پر چلائے گا۔

(سنن ابی داؤد:3641، بحارالانوار، ج1)

اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

ترجمہ: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (صحیح بخاری:33، بحارالانوار، ج74، ص:46)

اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ

ترجمہ: بے شک دینِ اسلام بہت آسان ہے۔ (صحیح بخاری:39، عوالی اللئالی، ج1، ص381)

اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى

ترجمہ: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی دینے والا ہاتھ، لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔) (صحیح بخاری:2533، الکافی، ج4، ص26)

وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ اَخِيهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

(صحیح مسلم:2699، الکافی، ج4، ص26)

لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ

ترجمہ: بہادر وہ نہیں جو پہلوان ہو، اور دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ شخص ہے جو غصّے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

(صحیح بخاری:6114، بحارالانوار، ج71، الوافی، ج5)

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

(i) اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کی کوئی ایک فضیلت بیان کریں۔

(ii) علم حاصل کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

(iii) منافق کی تین نشانیاں کون کون سی ہیں؟

(iv) اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(v) بہادر شخص کون ہے؟

2 خالی جگہ پُر کریں۔

(i) جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا اور ________ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

(ii) بے شک دینِ اسلام بہت ________ ہے۔

(iii) دینے والا ہاتھ، لینے والے ہاتھ سے ________ ہے۔

(iv) اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے ________ کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

3 درج ذیل احادیث کا ترجمہ لکھیں۔

(i) قَالَ اللهُ: اَنْفِقْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَیْكَ

(ii) اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ

(iii) اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی

(iv) وَاللهُ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِی عَوْنِ اَخِیْهِ

(v) لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِی یَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- سبق میں دی گئی احادیث کو ترجمہ کے ساتھ یاد کر کے ایک دوسرے کو سنائیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کریں۔
- اپنا جائزہ لیں کہ اس سبق میں موجود احادیثِ مبارکہ کی تعلیمات میں سے کن کن پر عمل کرتے ہیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو حدیثِ نبوی کی اہمیت سے آگاہ کریں۔ سبق میں دی گئی احادیث درست تلفظ اور ترجمہ کے ساتھ طلبہ کو زبانی یاد کرائیں۔ منافقت کے حوالے سے حدیثِ مبارکہ کی مدد سے معاشرے کا تجزیہ کریں۔
- طلبہ کے درمیان احادیثِ مبارکہ کی بنیادی تعلیمات پر گفت گو کروائیں۔ اہم نکات کا چارٹ تیار کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

۵ دعائیں (زبانی)

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. جماعت ہفتم کے نصاب میں شامل منتخب دعاؤں کو درست تجوید کے مطابق حفظ کریں۔
2. شیطانی وسوسوں سے بچنے کی دعا، آئینہ دیکھنے کی دعا، نظرِ بد سے بچنے کی دعا اور بارہ اسمائے حسنیٰ ترجمہ کے ساتھ حفظ کر کے زبانی پڑھ سکیں۔
3. ان دعاؤں کو زبانی یاد کر کے اپنی روزمرہ زندگی میں موقع محل کے مطابق پڑھنے کے عادی بن سکیں۔

دعائیں:

شیطانی وسوسوں سے بچنے کی دعا

رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٩٧﴾ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿٩٨﴾ (سورۃ المؤمنون: 97-98)

ترجمہ: اے میرے ربّ، میں شیاطین کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے میرے ربّ! میں اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔

آئینہ دیکھنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِيْ فَاَحْسِنْ خُلُقِيْ (مسند احمد: 24392)

ترجمہ: "اے اللہ! تو نے میری تخلیق کو اچھا بنایا ہے، پس تو میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا دے۔"

نظرِ بد سے بچنے کی دعا

اَعُوْذُبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (صحیح مسلم: 2708)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے مکمّل کلمات کے ذریعے ہر اس چیز کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو اس نے پیدا کی ہے۔

بارہ (12) اسمائے حسنیٰ:

اَلْحَكَمُ	اَلْعَدْلُ	اَللَّطِيْفُ
فیصلہ کرنے والا	عدل کرنے والا	مہربان
اَلْخَبِيْرُ	اَلْحَلِيْمُ	اَلْعَظِيْمُ
ہر چیز سے باخبر	بردبار، حلیم	بہت بڑا

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

اَلْغَفُوْرُ	اَلشَّكُوْرُ	اَلْعَلِیُّ
بہت بخشنے والا	بہت بڑا قدر دان	بہت بلند مرتبے والا
اَلْكَبِيْرُ	اَلْحَفِيْظُ	اَلْمُقِيْتُ
بہت بڑا	بہت حفاظت کرنے والا	رزق دینے والا

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- ★ دعاؤں کا چارٹ بنا کر مناسب جگہ پر آویزاں کریں۔
- ★ دعاؤں کی فضیلت اور اہمیّت کے بارے میں تبادلۂ خیال کریں۔
- ★ صبح شام کی دعا روزمرّہ کی بنیاد پر پڑھنے کا معمول بنائیں۔
- ★ سبق میں دی گئی دعاؤں کو ترجمے کے ساتھ یاد کیجیے اور مناسب مواقع پر ان کو پڑھنے کی عادت اپنائیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو دعا کے آداب سے آگاہ کیجیے۔
- سبق میں دی گئی دعائیں درست تلفظ کے ساتھ بچوں کو یاد کروائیں۔
- طلبہ کو ترغیب دیں کہ ان دعاؤں کو عملی زندگی میں شامل کریں۔
- نظرِ بد سے بچنے کے لیے پڑھی جانے والی دعا، بیماریوں سے بچنے کے لیے بھی پڑھی جاتی ہے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

باب دوم

ایمانیات و عبادات

الف ایمانیات

(1) عقیدۂ ختمِ نبوّت

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. ختمِ نبوّت کے معنیٰ و مفہوم جان سکیں۔
2. اس بات سے واقف ہو سکیں کہ عقیدۂ ختمِ نبوّت رسالت کی اہم خصوصیت ہے۔
3. یہ بات سمجھ سکیں کہ عقیدۂ ختمِ نبوّت کا منکر دائرۂ اسلام سے مکمل طور پر خارج ہے۔
4. نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو آخری نبی مانتے ہوئے اس عقیدے کو مضبوط کر سکیں۔
5. اس بات پر پختہ یقین رکھیں کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی لائی ہوئی شریعت آخری، تکمیلی اور جامع شریعت ہے، جس کی بدولت گذشتہ تمام شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔
6. عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفُّظ کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کردار کا جائزہ لے سکیں۔
7. عقیدہ ختمِ نبوّت اور اس کے تقاضے پورے کرتے ہوئے مبلّغِ اسلام بن سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السّلام کو دنیا میں بھیجا۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السّلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہیں۔

عقیدۂ ختمِ نبوّت کا معنیٰ:

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اسی لیے آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ یعنی آخری نبی ہیں۔ جو شخص آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد رسالت یا نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ جھوٹا اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اسلام کے اس بنیادی عقیدے کو عقیدۂ ختمِ نبوّت کہتے ہیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

عقیدۂ ختمِ نبوّت قرآنِ مجید میں مذکور بہت سی آیات سے ثابت ہے۔سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۟

(سورۃ الاحزاب:40)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے:

لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔(صحیح بخاری:3455)

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی خوب صورتی کا سامان کیا، لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی۔اب لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں، لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ہوں۔(صحیح بخاری:3535)

عقیدۂ ختمِ نبوّت، مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ:

ختمِ نبوّت کے بارے میں مسلمانوں کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ آخری نبی ہیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہونے والی کتاب قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی امّت آخری امّت ہے۔آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرت قرآنِ مجید کی عملی تفسیر ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید اور سنّتِ نبوی کو محفوظ فرما دیا ہے۔اب قیامت تک کسی اور نبی یا رسول کی ضرورت نہیں۔نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بعد جو شخص رسالت یا نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے، وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور اس کے ماننے والے بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر دینِ اسلام کی تعلیمات کو مکمل کر دیا ہے۔اس لیے انسانوں کی کامیابی اور نجات کا واحد راستہ قرآنِ مجید پر عمل اور حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت ہے، کیوں کہ حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی آمد سے انبیائے کرام علیہم السّلام کی پچھلی تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں، اب نجات کا واحد راستہ حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اتّباع اور آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی شریعت پر عمل ہے۔

عقیدۂ ختمِ نبوّت اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفّظ کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر قسم کی مصلحت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا۔عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفّظ کے لیے جو سب سے پہلے جنگ لڑی گئی اسے جنگِ یمامہ کہتے ہیں۔یہ جنگ مُسیلمہ کذّاب کے خلاف لڑی گئی۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبوّت کے جھوٹے مدّعی مُسیلمہ کذّاب کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر تیار کیا۔ اسلامی فوج یمامہ پہنچی، جہاں زبردست جنگ ہوئی۔ مُسیلمہ کذّاب کے اکیس ہزار آدمی مارے گئے، مُسیلمہ کذّاب قتل ہوا اور باقی لوگ بھاگ گئے۔ اسلامی لشکر کے بارہ سو (1200) مجاہدین شہید ہوئے جن میں سات سو (700) قرآنِ مجید کے حافظ تھے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے زمانہ میں اسلام کے تحفُّظ و دفاع کے لیے جتنی جنگیں لڑی گئیں، ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی کل تعداد دو سو انسٹھ (259) ہے اور عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفُّظ و دفاع کے لیے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور تابعین رحمۃ اللہ علیھم کی تعداد بارہ سو (1200) ہے۔ یہ جنگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں مُسیلمہ کذّاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے لے کر آج تک امّتِ مسلمہ نے تحفُّظِ ختمِ نبوّت کے معاملے میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

عقیدۂ ختمِ نبوّت کا تقاضا:

عقیدۂ ختمِ نبوت کا اوّلین تقاضا یہ ہے کہ اس کا ہر طرح سے دفاع کیا جائے، اس کے عملی اظہار کے لیے ہم آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے لائے ہوئے دین پر عمل کریں اور اس دین کو دوسروں تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اگر کوئی شخص حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو آخری نبی مانے لیکن آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے دین کو آگے پہنچانے کی کوشش نہ کرے تو گویا وہ عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تقاضے پر عمل نہیں کر رہا۔

دینِ اسلام میں ختمِ نبوّت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ایک ہے جن پر پورے عالمِ اسلام کا ہر زمانے میں اتفاق رہا ہے۔ یہ عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ عہدِ نبوّت سے لے کر آج تک ہر مسلمان کا اس پر ایمان ہے کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ آخری نبی ہیں۔ قرآنِ مجید کی کم و بیش ایک سو آیات اور رحمتِ عالم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی بے شمار احادیث مبارکہ سے یہ عقیدہ ثابت ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم عقیدۂ ختمِ نبوّت پر کامل ایمان رکھیں اور اس عقیدہ سے اپنی نسل نو کو بھی روشناس کرائیں تاکہ دین کو آگے پہنچانے کا عمل جاری رہ سکے۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

مشق

1 درست جواب کا انتخاب کریں۔

i سب سے پہلے نبی ہیں:

(الف) حضرت آدم علیہ السّلام (ب) حضرت ابراہیم علیہ السّلام
(ج) حضرت موسیٰ علیہ السّلام (د) حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

ii حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بعد قیامت تک اب کوئی نبی نہیں آئے گا، اس عقیدہ کو کہتے ہیں:

(الف) عقیدۂ تقدیر (ب) عقیدۂ آخرت (ج) عقیدۂ توحید (د) عقیدۂ ختمِ نبوّت

iii نبوّت کے جھوٹے مدّعی مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے لشکر بھیجا گیا:

(الف) یمامہ کی طرف (ب) یمن کی طرف (ج) بدر کی طرف (د) شام کی طرف

iv جنگِ یمامہ میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی تعداد ہے:

(الف) بارہ سو (ب) تیرہ سو (ج) چودہ سو (د) پندرہ سو

v عقیدۂ ختمِ نبوّت کا اوّلین تقاضا ہے:

(الف) مسجد بنوانا (ب) جہاد کرنا (ج) صدقہ وخیرات (د) ہر طرح اس کا دفاع کرنا

2 مختصر جواب دیں۔

i اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السّلام کو دنیا میں کیوں بھیجا؟

ii عقیدہ ختمِ نبوّت سے کیا مراد ہے؟

iii عقیدہ ختمِ نبوّت کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

iv عقیدہ ختمِ نبوّت کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں۔

v عقیدۂ ختمِ نبوّت کا اوّلین تقاضا کیا ہے؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i قرآن وسنّت کی روشنی میں عقیدہ ختمِ نبوّت بیان کریں۔

ii حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عقیدۂ ختمِ نبوّت کا کیسے تحفّظ کیا؟ تفصیلاً بیان کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

4 خالی جگہ پر کریں۔

i. اللہ تعالیٰ کے پہلے نبی--------------- ہیں۔

ii. اللہ تعالیٰ کے آخری نبی--------------- ہیں۔

iii. جنگِ یمامہ میں --------------- مجاہدین شہید ہوئے۔

iv. جنگِ یمامہ میں اسلامی لشکر--------------- نے تیار کیا۔

v. عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے لڑی گئی سب سے پہلی جنگ کا نام--------------- ہے۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ ختمِ نبوت کے موضوع پر قرآنِ مجید کی آیتِ کریمہ اور مستند احادیثِ مبارکہ مع ترجمہ تلاش کر کے کاپی پر لکھیں اور پھر ان کا چارٹ بھی بنائیں۔ تمام نکات دوستوں کو سنائیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر چالیس (40) ترجمے کے ساتھ طلبہ کو یاد کرائیں۔ اس کا عقیدۂ ختمِ نبوت سے تعلق واضح کریں۔
- عقیدۂ ختمِ نبوت کے عنوان پر تقریری مقابلہ منعقد کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

(2) فرشتوں پر ایمان

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. فرشتوں کے تصوّر اور ان کی تخلیق کے مقصد سے آگاہ ہو سکیں۔
2. یہ سمجھ سکیں کہ فرشتوں پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد کا جز ولازم ہے۔
3. فرشتوں کی صفات خصوصاً معصوم عن الخطا ہونے کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکیں۔
4. قرآن وسنّت میں مذکور چند فرشتوں کے ناموں اور ان کی ذمہ داریوں (مثلاً کراماً کاتبین وغیرہ) کو جان سکیں۔
5. یہ سمجھ سکیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے احکام کی انجام دہی کے لیے فرشتوں سمیت کسی بھی مخلوق کی محتاج نہیں ہے۔
6. اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق یعنی فرشتوں پر ایمان پختہ کرتے ہوئے اپنی عملی زندگی میں ان کے ادب واحترام کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ان کے متعلّق تعظیمی رویّہ اختیار کر سکیں۔
7. یہ بیان کر سکیں کہ فرشتوں کے وجود کا انکار، توہین اور تمسخر اڑانا ایمان کے منافی ہے۔

فرشتوں پر ایمان رکھنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ فرشتوں پر ایمان رکھنے کا قرآنِ مجید میں حکم آیا ہے۔ فرشتوں کا انکار کرنے سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ کا اور اُس کے فرشتوں کا اور اُس کی کتابوں کا اور اُس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا انکار کرے تو یقیناً وہ بھٹک کر بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ (سورۃ النساء:136)

فرشتوں کے بارے میں اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا ہے۔ اس لیے انھیں اللہ تعالیٰ کی ''نوری مخلوق'' کہا جاتا ہے۔ فرشتوں کو کھانے، پینے اور سونے کی حاجت نہیں ہے۔ فرشتے معصوم عَنِ الْخَطا ہیں یعنی ان سے کوئی گناہ نہیں ہو سکتا۔ فرشتے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿٦﴾ (سورۃ التحریم:6)

ترجمہ: وہ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا وہ اُنھیں حکم دیتا ہے اور وہی کرتے ہیں جس کا اُنھیں حکم دیا جاتا ہے۔

فرشتوں کی ذمّہ داریاں:

فرشتے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کئی ایک کام سرانجام دے رہے ہیں، جن میں بارشیں برسانا، ہواؤں کا چلانا، انسان کے اچھے برے اَعمال لکھنا، انھیں رزق پہنچانا وغیرہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں کئی بار فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ فرشتوں کی تعداد کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

حضرت جبریل علیہ السّلام:

حضرت جبریل علیہ السّلام تمام فرشتوں کے سردار ہیں۔ ان کا کام انبیائے کرام علیہم السّلام پر وحی نازل کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

میں ان کی تعریف فرمائی ہے اور انھیں امانت دار اور طاقت ور قرار دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"جو قوّت والا ہے (اور) عرش والے (اللہ) کے نزدیک بلند مرتبہ والا ہے۔ جس کی (آسمانوں میں) اطاعت کی جاتی ہے (اور وہ) وہاں امانت دار ہے۔" (سورۃ التکویر:20-21)

حضرت میکائیل علیہ السّلام: ان کا کام بارش برسانا اور رزق اتارنا ہے۔

حضرت اسرافیل علیہ السّلام: یہ قیامت کے نزدیک صور پھونکیں گے۔

حضرت عزرائیل علیہ السّلام: ان کا کام جانداروں کی روح نکالنا ہے۔ انھیں "مَلَكُ الْمَوْت" یعنی موت کا فرشتہ بھی کہا جاتا ہے۔

کراماً کاتبین: کچھ فرشتے وہ ہیں جنھیں انسانوں کے اَعمال لکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، ان فرشتوں کو کِرَامًا كَاتِبِيْن کہتے ہیں۔

منکر نکیر: وہ فرشتے جو انسان کے مرجانے کے بعد اس سے سوال جواب کرتے ہیں انھیں مُنْكَر نَكِيْر کہا جاتا ہے۔ انھیں "نَكِيْرَيْنِ" بھی کہا جاتا ہے۔

مالک اور رضوان: جو فرشتہ جہنّم کا داروغہ ہے اس کا نام مالک ہے اور جو فرشتہ جنّت کا دربان ہے اس کا نام رضوان ہے۔

ھاروت اور ماروت: ھاروت اور ماروت بھی دو فرشتوں کے نام ہیں جو بابل کی سرزمین پر اتارے گئے تھے۔

قرآنِ مجید میں اور بھی بہت سے فرشتوں کا ذکر آیا ہے جو مختلف قوموں پر عذاب نازل کرنے اور ان کی آزمائش کے لیے اتارے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کے لیے بھی فرشتے مقرّر فرمائے ہیں۔ یہ فرشتے ہمیں نقصان دہ چیزوں سے بچاتے ہیں اور ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہر ہر کام کا مختارِ کل ہے، وہ اپنے کام کرنے کے لیے فرشتوں کا قطعی طور پر محتاج نہیں ہے۔

فرشتوں کا ادب واحترام:

ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ فرشتوں کا احترام کرے اور ان کے لیے تعظیم کے جذبات رکھے۔ فرشتوں کا مذاق اڑانا یا ان کے بارے میں نامناسب باتیں کہنا سخت گناہ کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس نوری مخلوق کے بارے میں زبان سے ہمیشہ اچھی اور باادب بات ہی نکالنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے شعائر اور اسلامی عقائد کا مذاق اڑانا منافقین کا طریقہ ہے، ایک سچا مسلمان کبھی ایسا نہیں کرسکتا۔ جو لوگ اسلامی شعائر اور مقدّس ہستیوں کا مذاق اڑاتے ہیں وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہوتے ہیں۔

ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ فرشتوں پر ایمان رکھے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش کرتا رہے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i فرشتوں کو پیدا کیا گیا ہے:

(الف) آگ سے (ب) مٹی سے (ج) نور سے (د) پانی سے

ii اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لانا ذمّہ داری تھی:

(الف) حضرت جبریل علیہ السّلام (ب) حضرت میکائیل علیہ السّلام (ج) حضرت عزرائیل علیہ السّلام (د) حضرت اسرافیل علیہ السّلام

iii انسان کی موت کے بعد اس سے سوال جواب کرنے والے فرشتوں کو کہتے ہیں:

(الف) کراماً کاتبین (ب) منکر نکیر (ج) مالک اور رضوان (د) ھاروت اور ماروت

iv جانداروں کی روح نکالنے والے فرشتے کو کہا جاتا ہے:

(الف) محافظ (ب) مالک (ج) ملک الموت (د) رضوان

v فرشتوں کی تعداد کا علم صرف ہے:

(الف) حضرت جبریل علیہ السّلام کو (ب) جنّات کو (ج) اللہ تعالیٰ کو (د) انبیائے کرام علیہم السّلام کو

2 مختصر جواب دیجیے۔

i فرشتوں کو نوری مخلوق کیوں کہا جاتا ہے؟

ii حضرت میکائیل علیہ السّلام کی ذمّہ داری کیا ہے؟

iii جہنم کے داروغہ اور جنّت کے دربان فرشتے کا کیا نام ہے؟

iv حضرت اسرافیل علیہ السّلام کی ذمّہ داری کیا ہے؟

v فرشتوں کی کوئی دو ذمّہ داریاں تحریر کیجیے۔

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i فرشتوں کے بارے میں اسلامی عقیدہ کیا ہے؟

ii فرشتوں کے احترام کے بارے میں اسلامی تعلیم کیا ہے؟

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ چند ایسی قرآنی آیات کی فہرست بنائیں جن میں فرشتوں کا ذکر ہو، ان آیاتِ مبارکہ کا تذکرہ جماعت میں کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

- قرآن و سنّت میں مذکور چند فرشتوں کے نام اور ان کی ذمّہ داریوں پر مشتمل ایک فہرست بنانے میں طلبہ کی مدد کیجیے۔
- طلبہ کو فرشتوں پر ایمان کی اہمیّت سے آگاہ کیجیے۔
- احادیثِ مبارکہ میں فرشتوں کے جو واقعات آئے ہیں ان میں سے کچھ طلبہ کو سنائیے۔ حضرت جبریل علیہ السّلام کا وحی لے کر آنا، غزوۂ بدر میں فرشتوں کا اترنا اور اس طرح کے دوسرے واقعات سے طلبہ کے دل میں فرشتوں پر ایمان کا عقیدہ راسخ کیجیے۔ فرشتوں پر ایمان کا دینِ اسلام سے تعلق واضح کیجیے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

(3) آسمانی کتابوں پر ایمان

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. اس بات کو سمجھ کر ایمان پختہ کریں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنے رسولوں پر الہامی کتب اور صحائف نازل کیے ہیں۔
2. آسمانی کتب اور صحائف میں فرق اور ان کے نزول کا مقصد جان سکیں۔
3. سمجھ سکیں کہ قرآنِ مجید ہی اللہ تعالیٰ کی وہ واحد اور آخری کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے۔
4. قرآنِ مجید کی خصوصیات اور اس کی اعجازی شان سے واقف ہو سکیں۔
5. تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھیں اور الہامی کتب میں صرف قرآنِ مجید کو ہی مکمل ضابطہ حیات سمجھتے ہوئے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السّلام کو بھیجا۔ انبیائے کرام علیہم السّلام نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے، صرف اسی کی عبادت کرنے کی دعوت دی اور اچھے کام کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے بہت سے انبیائے کرام علیہم السّلام پر آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔

مشہور آسمانی کتابیں:

جن انبیاء کرام علیہم السّلام پر آسمانی کتابیں نازل ہوئیں، ان میں سے چار انبیائے کرام علیہم السّلام اور ان پر نازل ہونے والی کتابوں کے نام یہ ہیں:

- حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام تورات ہے۔
- حضرت داؤد علیہ السّلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام زبور ہے۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام انجیل ہے۔
- حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہونے والی کتاب کا نام قرآنِ مجید ہے۔ یہ آخری آسمانی کتاب ہے۔

آسمانی صحیفے:

چار مشہور کتابوں کے علاوہ جو چھوٹی چھوٹی کتابیں نازل فرمائی گئیں، انھیں صحیفے کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السّلام پر صحیفے بھی نازل فرمائے۔ قرآنِ مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر نازل ہونے والے صحیفوں کا خاص طور پر ذکر آیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى ۝ (سورۃ الاعلیٰ: 18-19)

ترجمہ: ”یقیناً یہ (تعلیم) پہلے صحیفوں میں (بھی) ہے۔ (یعنی) ابراہیم (علیہ السّلام) اور موسیٰ (علیہ السّلام) کے صحیفوں میں۔“

اسی طرح حضرت شیث علیہ السّلام اور حضرت ادریس علیہ السّلام پر بھی آسمانی صحیفے نازل کیے جانے کا ذکر ملتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

قرآنِ مجید، اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب:

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب ہے۔ قرآنِ مجید کے نازل ہونے کے بعد پچھلی تمام آسمانی کتابیں اور ان کے احکام منسوخ ہو گئے۔

اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے نازل فرمایا ہے۔ قرآنِ مجید کی حفاظت کا ذمّہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (سورۃ الحجر: 9)

ترجمہ: بے شک ہم ہی نے (اس) ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی ضرور حفاظت فرمانے والے ہیں۔

قرآنِ مجید عربی زبان میں ہے۔ قرآنِ مجید کے تیس پارے، ایک سو چودہ سورتیں اور 6236 آیتیں ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت سے پہلے نازل ہونے والی سورتوں کو مکّی سورتیں اور ہجرت کے بعد نازل ہونے والی سورتوں کو مدنی سورتیں کہا جاتا ہے۔ مکّی سورتوں میں عقیدۂ توحید، عقیدۂ رسالت، فکرِ آخرت اور صبر کی تلقین ہے، جب کہ مدنی سورتوں میں بے شمار احکام ملتے ہیں۔

سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات سُوْرَةُ الْعَلَق کا حصّہ ہیں۔ یہ پانچ آیات ہیں۔

تلاوت کے اعتبار سے قرآنِ مجید کی پہلی سورت سُوْرَةُ الْفَاتِحَة اور آخری سورت سُوْرَةُ النَّاس ہے۔

قرآنِ مجید کی سب سے بڑی سورت سُوْرَةُ الْبَقَرَة اور سب سے چھوٹی سورت سُوْرَةُ الْكَوْثَر ہے۔

قرآنِ مجید کی سب سے زیادہ فضیلت والی سورت سُوْرَةُ الْفَاتِحَة اور سب سے زیادہ فضیلت والی آیت، اٰيَةُ الْكُرْسِيّ ہے۔

قرآنِ مجید کی زینت سُوْرَةُ الرَّحْمٰن کو کہا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید کا دل سُوْرَةُ يٰسٓ کو کہا جاتا ہے۔

قرآنِ مجید کی خصوصیات اور اعجازی شان:

ایک مسلمان کے لیے تمام آسمانی کتابوں کو ماننا ضروری ہے، لیکن تمام آسمانی کتابوں میں سے قیامت تک کے لیے قرآنِ مجید ہی ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ قرآنِ مجید تمام جہانوں کے لیے ہدایت کا پیغام ہے۔ انسان کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں پر بھی ایمان لائے اور حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہونے والی کتاب یعنی قرآنِ مجید پر بھی ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ (سورۃ البقرۃ: 4)

اور جو لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ (خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) کی طرف نازل فرمایا گیا اور اس پر (بھی) جو آپ (خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) سے پہلے نازل فرمایا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ معجزات میں سے قرآنِ مجید نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اس کی ہر آیت ایک زندہ و جاوید معجزہ اور حیران کر دینے والی ہے۔ قرآنِ مجید کا اسلوب، الفاظ، فصاحت و بلاغت اور ادبی کمال اتنا بلند ہے کہ نہ کوئی اس کا مقابلہ کر سکا، نہ کر سکتا ہے اور نہ کر سکے گا۔ قرآنِ مجید نے مستقبل کی جو پیشین گوئیاں کیں وہ حرف بحرف پوری ہوئیں۔ اس کی تاثیر ایسی ہے کہ سننے والے اثر لیے بغیر رہ نہیں سکتے۔

جو شخص قرآنِ مجید پر عمل کر لے تو گویا اس نے تمام آسمانی کتابوں پر عمل کر لیا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ قرآنِ مجید کی تلاوت کریں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس پر عمل کریں اور اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچائیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے:

(الف) تورات (ب) زبور (ج) انجیل (د) قرآنِ مجید

ii قرآنِ مجید کی سب سے زیادہ فضیلت والی سورت ہے:

(الف) سُورَۃُ الفاتحہ (ب) سُورَۃُ الرحمٰن (ج) سُورَۃُ یٰسٓ (د) سُورَۃُ الاخلاص

iii قرآنِ مجید کی سب سے چھوٹی سورت ہے:

(الف) سُورَۃُ النّاس (ب) سُورَۃُ قُریش (ج) سُورَۃُ الکوثر (د) سُورَۃُ النصر

iv قرآنِ مجید کی سب سے بڑی سورت ہے:

(الف) سُورَۃُ البقرۃ (ب) سُورَۃُ آلِ عمران (ج) سُورَۃُ الاعراف (د) سُورَۃُ الانعام

v قرآنِ مجید کی سب سے فضیلت والی آیت ہے:

(الف) آیتِ حجاب (ب) آیتِ نور (ج) آیۃ الکرسی (د) آیتِ حج

2 مختصر جواب دیجیے۔

i اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السّلام کو کیوں بھیجا؟

ii آسمانی صحیفوں سے کیا مراد ہے؟

iii مکّی اور مدنی سورتوں کے موضوعات میں کیا فرق ہے؟

iv قرآنِ مجید کی حفاظت کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

v چار آسمانی کتابوں کے نام تحریر کریں۔

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i آسمانی کتابوں اور صحیفوں کے بارے میں اسلامی عقیدہ کیا ہے؟

ii قرآنِ مجید کی خصوصیات اور اعجازی شان تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ ایک ایسا چارٹ بنائیں جس پر ترتیبِ زمانی سے آسمانی کتب اور جن انبیائے کرام علیہم السّلام پر یہ کتب نازل ہوئیں ان کے نام تحریر ہوں۔

★ چند انبیائے کرام علیہم السّلام کے ناموں کی فہرست بنائیں جن پر صحائف نازل کیے گئے۔

برائے اساتذہ کرام:

- قرآنِ مجید کی حفاظت سے متعلق سورۃ الحجر کی آیت 09 ترجمہ کے ساتھ طلبہ کو زبانی یاد کرائیں۔
- طلبہ کو قرآنِ مجید کی حفاظت کے بارے میں آگاہ کیجیے۔ انھیں بتائیے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے قرآنِ مجید کو ہر طرح کی تبدیلی سے محفوظ فرما دیا ہے۔ حفاظتِ قرآن کے ظاہری اور باطنی انتظام سے آگاہ کیجیے۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

(1) عبادات

(1) روزہ اور اس کی فضیلت

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. روزہ کا معنیٰ و مفہوم اور مقصد (تقویٰ) جان سکیں۔
2. روزہ کی اہمیّت و فضیلت سمجھ سکیں۔
3. روزہ کے احکام و آداب سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
4. ماہِ رمضان میں بدنی و مالی عبادات بالخصوص تلاوتِ قرآن مجید، قیام اللیل (تراویح)، شبِ قدر، اعتکاف، سحری، افطار کروانے اور صدقہ و خیرات کی فضیلت کو سمجھ سکیں۔
5. ماہِ رمضان میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے معمولات سے واقفیت حاصل کر کے اپنی عملی زندگی کا حصّہ بنا سکیں۔
6. روزے سے حاصل ہونے والے روحانی، جسمانی اور معاشرتی فوائد کا جائزہ لے سکیں۔
7. مکمل دینی آداب کے ساتھ روزہ رکھنے اور عملی زندگی میں تقویٰ اختیار کرنے والے بن سکیں۔

دینِ اسلام کے مطابق صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی خاطر روکے رکھنا روزہ کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رمضان المبارک کے روزے اس لیے فرض فرمائے ہیں تاکہ ان میں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم (نافرمانی سے) بچ سکو۔

(سورۃ البقرۃ: 183)

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس کسی نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رکھے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (صحیح بخاری: 1901)

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ

روزہ گناہوں کے مقابلے میں ڈھال ہے۔ (صحیح بخاری: 6938)

روزہ رکھنے کے لیے سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے جو کھانا کھایا جاتا ہے، اسے سحری کہتے ہیں۔ سحری کا کھانا بہت برکت والا کھانا ہوتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

ترجمہ: سحری کھایا کرو، کیوں کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔ (صحیح بخاری: 1923)

روزہ غروبِ آفتاب کے بعد افطار کیا جاتا ہے۔ اس وقت جو کھانا کھایا جاتا ہے، اسے افطاری کہتے ہیں۔ دوسروں کو سحری اور افطاری کرانے کا بہت ثواب ہے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

روزے کے احکام وآداب:

رمضان المبارک میں ہر ایسے عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان پر روزہ رکھنا فرض ہے جو مسافر نہ ہو۔ جان بوجھ کر رمضان کا روزہ چھوڑ دینا بہت بڑا گناہ ہے۔

روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں ہے، بلکہ روزہ رکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری والے اعمال بھی لازم ہیں۔ روزے کی حالت میں زبان کی حفاظت کرنا اور اسے گناہوں مثلاً جھوٹ اور غیبت سے بچانا اتنا ہی ضروری ہے جتنا روزہ رکھنا ضروری ہے۔ جو لوگ روزہ رکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں چھوڑتے وہ صرف بھوکے پیاسے ہی رہتے ہیں، انھیں روزے کا اصل ثواب اور برکت حاصل نہیں ہوتی۔

رَمَضان المبارک صلح کا مہینا ہے۔ اس میں جھگڑوں سے بچنے کا بھی خاص حکم دیا گیا ہے۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے: اگر کوئی شخص تم سے لڑائی کرنا چاہے تو اس سے کہہ دو کہ میں روزے سے ہوں۔ (صحیح بخاری:1761)

رمضان المبارک کی فضیلت اور اعمال:

اسلامی مہینوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا مہینا رَمَضان کا مہینا ہے۔ اس مہینے میں جنّت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں نیکیوں کے ثواب کو ستر گنا تک بڑھا دیتا ہے۔ رَمَضان میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح بھی ادا کی جاتی ہے، جس میں مکمل قرآنِ مجید کی تلاوت ہوتی ہے۔ رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات کرنے اور روزہ داروں کو سحری اور افطاری کرانے کا بہت ثواب ہے۔ جو شخص کسی کو روزہ افطار کراتا ہے اسے روزے دار کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے اور روزے دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں کی جاتی۔

رمضان المبارک کے آخری دس دن میں مسجد میں اعتکاف کرنا حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سنّت ہے۔ ان دنوں میں شبِ قدر بھی تلاش کرنی چاہیے۔ شبِ قدر رمضان المبارک کے آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔ یہ بہت ہی خیر و برکت والی رات ہے۔ قرآنِ مجید میں اسے ایک ہزار مہینوں سے بہتر رات قرار دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ (سورۃ القدر:3)

ترجمہ: شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

رمضان میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے معمولات:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ رمضان کا چاند دیکھنے پر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا مانگتے۔ رمضان المبارک کی راتوں میں قیام اللیل (تراویح) اور تہجد کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ سحری کا اہتمام فرماتے اور اپنی امّت کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔ رمضان المبارک میں آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے خصوصی معمولات میں سے حضرت جبریل علیہ السّلام کے ساتھ قرآنِ مجید کا دَور اور آخری دس دنوں کا اعتکاف ہیں۔

حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی عادت مبارکہ تھی کہ صدقہ و خیرات کثرت کے ساتھ کیا کرتے تھے، لیکن رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات کی مقدار باقی مہینوں کی نسبت اور زیادہ بڑھ جاتی۔ اس ماہ میں صدقہ و خیرات میں اتنی کثرت ہو جاتی کہ ہوا کے تیز جھونکے بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت جبریل امین (علیہ السّلام) آ جاتے تو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سخاوت کی برکات کا مقابلہ تیز ہوا نہ کر پاتی۔ (صحیح بخاری:1803)

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

روزے کے مقاصد اور فوائد:

روزے کا بنیادی مقصد تقوٰی کا حصول ہے۔ روزہ انسان میں یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ اس کا ربّ اسے دیکھ رہا ہے۔ اس احساس کا نام ''تقوٰی'' ہے۔ متقی شخص دوسروں کو تکلیف نہیں پہنچاتا۔ اپنے فرائض کو پوری تندہی سے ادا کرتا ہے۔ کام چوری اور بددیانتی نہیں کرتا۔ اس کا وجود پورے معاشرے کے لیے رحمت ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کے پاکیزہ مہینے میں جب امیر و غریب، آقا و غلام، حاکم و محکوم مسلسل ایک ماہ تک روزے رکھتے ہیں تو ان میں برابری اور مساوات کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک ہی وقت میں سحر اور ایک ہی وقت میں افطار سے معاشرے میں برابری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور امیر و غریب کا فرق مٹ جاتا ہے۔

روزہ دار جب سارا دن اللہ تعالیٰ کے لیے بھوکا پیاسا رہتا ہے تو افطاری کے وقت اسے سادہ سے سادہ چیز بھی انتہائی لذیذ محسوس ہوتی ہے، اس سے سادگی اور قناعت کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ اسے یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ لذّت حاصل کرنے کے لیے بہت مہنگے اور قیمتی کھانے کھانا ضروری نہیں ہے۔ گویا کہ روزہ مسلمانوں کو سادگی اور قناعت پسندی کا درس دیتا ہے۔

معدے کا ہر وقت بھرا رہنا بہت سی بیماریوں کو جنم دیتا ہے۔ روزے میں جب انسان کا معدہ دن بھر خالی ہوتا ہے تو انسان کئی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ جسم میں قوّتِ مدافعت پیدا ہوتی ہے۔ انسانی جسم زہریلے اور گندے مواد سے پاک ہو جاتا ہے۔ معدے کا خاص وقت تک اور خاص حد تک خالی رہنا، انسان کو بہت سی بیماریوں سے بچاتا ہے۔

رَمَضان المبارک میں سحر و افطار کی پابندی روزہ دار کو وقت کا پابند بناتی ہے۔ سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد آپ کچھ نہیں کھا اور پی سکتے، اسی طرح جب تک سورج غروب نہ ہو جائے کچھ بھی کھانا اور پینا منع ہے، اگر ایسا کیا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ وقت کے بارے میں یہ احتیاط ہماری زندگی میں نظم و ضبط پیدا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے ہمیں رمَضان المبارک کے مہینے میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس مہینے میں ہمیں اپنے گھر والوں کی خاص طور پر مدد کرنے کی عادت اپنانی چاہیے اور ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر روزے فرض فرمائے ہیں:

(الف) رمَضان کے (ب) شوال کے (ج) محرم کے (د) رجب کے

ii روزہ افطار کیا جاتا ہے:

(الف) اذانِ فجر کے بعد (ب) اذانِ ظہر کے بعد (ج) اذانِ عصر کے بعد (د) اذانِ مغرب کے بعد

iii رمَضان المبارک میں نیکی کے ثواب کو بڑھا دیا جاتا ہے:

(الف) چالیس گنا (ب) پچاس گنا (ج) ساٹھ گنا (د) ستر گنا

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

iv رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں پائی جاتی ہے:

(الف) شبِ معراج (ب) شبِ قدر (ج) شبِ براءت (د) شبِ عید

v رمضان میں نمازِ عشاء کے فوراً بعد جو نماز ادا کی جاتی ہے اسے کہتے ہیں:

(الف) اشراق (ب) چاشت (ج) اوّابین (د) تراویح

2 مختصر جواب دیجیے:

i روزہ کسے کہتے ہیں؟

ii سحری سے کیا مراد ہے؟

iii شبِ قدر کی کوئی ایک فضیلت تحریر کریں۔

iv روزے کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

v روزے کے کوئی سے دو فوائد تحریر کریں۔

3 تفصیلی جواب دیجیے:

i روزہ رکھنے کی اہمیّت وفضیلت پر قرآن و سنّت کی روشنی میں نوٹ لکھیں۔

ii رمضانُ المبارک کے فضائل اور خاص اَعمال پر نوٹ لکھیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- آپ جانتے ہیں کہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔ نفلی روزے کون کون سے ہیں، ان کی ایک فہرست تیار کیجیے۔
- بارہ اسلامی مہینوں کے نام چارٹ پر لکھیں اور اسے کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کن اسلامی مہینوں میں منائی جاتی ہیں، معلوم کر کے جماعت میں بتائیے۔

برائے اساتذہ کرام:

- ماہِ رمضان کا آغاز ہوتے ہی اس کے آداب و احکام اسمبلی اور جماعت میں بتائے جائیں۔
- رمضان المبارک میں کیے جانے والے مسنون اعمال کی فہرست بنوائیں۔
- شبِ قدر کی مسنون دعا یاد کرائی جائے۔
- رمضان المبارک کی برکات وثمرات حاصل نہ ہونے کی وجوہات پر مذاکرہ کروایا جائے۔
- اساتذہ کرام طلبہ میں یہ شعور اُجاگر کریں کہ روزے کا اصل مقصد کیا ہے۔
- طلبہ کو روزے کے ضروری مسائل سے آگاہ کیجیے۔

(2) نمازِ جنازہ اور دیگر نمازیں

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. نمازِ جنازہ کی اہمیت و فضیلت کو جان سکیں۔
2. نمازِ جنازہ کے احکام و آداب سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
3. نمازِ جنازہ کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
4. تعزیت اور قبرستان کے آداب سے آگاہ ہو سکیں۔
5. خسوف و کسوف کی نمازوں کے متعلّق جان سکیں۔
6. تہجد، اشراق، چاشت، اوّابین، استسقاء، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد اور حاجات کی نمازوں اور ان کی فضیلت جانتے ہوئے انھیں پڑھنے کا اہتمام کریں۔
7. مختلف عبادات ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب اور خوشنودی حاصل کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

نمازِ جنازہ اور تعزیت:

نمازِ جنازہ وہ نماز ہے جس میں دنیا سے رخصت ہو جانے والے مسلمان کے لیے دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ اس نماز میں نہ رکوع ہوتا ہے اور نہ سجدہ۔ نماز جنازہ کسی بھی پاک صاف جگہ پڑھی جاتی ہے۔

کسی مسلمان کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنا بہت فضیلت والا عمل ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کے جنازے میں شریک ہوا، اس کے لیے ایک قیراط کے برابر اجر ہے، اور جو اس کی تدفین میں بھی شریک ہوا، اس کے لیے دو قیراط کے برابر اجر ہے۔ کسی نے دو قیراط کا معنیٰ پوچھا تو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: دو قیراط دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہیں۔ (صحیح مسلم: 945)

نمازِ جنازہ ادا کرنے کے مختلف انداز احادیث میں آئے ہیں۔ دنیا بھر میں مسلمان مختلف انداز سے نمازِ جنازہ ادا کرتے ہیں۔ نمازِ جنازہ میں شرکت کا ایک مقصد مسلمان کو دنیا سے اعزاز و اکرام سے رخصت کرنا اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کرنا ہے۔ جنازہ میں شرکت کا ایک مقصد موت کی یاد ہے۔ جنازہ میں شرکت کرنے والے مسلمان کو چاہیے کہ اپنی موت کو یاد کرے اور اپنے اعمال کو بہتر بنانے کی کوشش کرے۔

نمازِ جنازہ کا ایک مقصد میّت کے اہلِ خانہ کے ساتھ تعزیت بھی ہے۔ میّت کے اہل و عیال چوں کہ غم زدہ ہوتے ہیں، اس لیے ان کے پاس تعزیت کے لیے جانا مستحب ہے تا کہ ان کے غم کو ہلکا کیا جا سکے اور ان کو صبر کی تلقین کی جائے۔ مسلمان ایک دوسرے کا غم بانٹتے ہیں تو ان میں محبّت اور اتّحاد کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ مسلمان کی تجہیز و تکفین اور نمازِ جنازہ میں شرکت کا حکم دراصل مسلمانوں میں اجتماعیت اور وحدت پیدا کرنے کے لیے ہے۔

قبرستان میں جانا:

مُردوں کے لیے دعا اور موت کو یاد کرنے کی غرض سے قبرستان جانا مسنون ہے، حدیث میں قبرستان جانے کا مقصد یہ بیان ہوا ہے کہ موت

کی یاد تازہ کی جائے۔قبرستان جانے والے کو چاہیے کہ یہ دعا پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (سنن ترمذی:1053)

ترجمہ: اے قبرستان والو! تم پر سلامتی ہو،اللہ تعالیٰ تمھاری بھی مغفرت فرمائے اور ہماری بھی،تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمھارے پیچھے آنے والے ہیں۔

قبرستان جا کر تمام مرحومین کے لیے مغفرت کی دعا کرنی چاہیے اور اپنی موت کو یاد کرنا چاہیے۔قبروں پر چڑھنا اور ان کی بے ادبی کرنا بہت بری بات ہے۔قبرستان میں ہنسی مزاح کے بجائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دعاؤں میں مشغول رہنا چاہیے۔قبرستان میں کوڑا کرکٹ یا کسی بھی قسم کی گندی چیزیں پھینکنا بہت سخت گناہ کی بات ہے۔

کسوف وخسوف کی نماز:

سورج گرہن کے موقع پر جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے نمازِ کسوف اور چاند گرہن کے موقع پر جو نماز پڑھی جاتی ہے، اسے نمازِ خسوف کہتے ہیں۔ان نمازوں کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب گرہن ہو تو امام کے پیچھے دو رکعتیں پڑھی جائیں،جن میں بہت لمبی قراءت ہو اور رکوع سجدے بھی لمبے ہوں،دو رکعتیں پڑھ کر قبلہ رُو بیٹھے رہیں اور سورج صاف ہونے تک اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔ان نمازوں کو اگر جماعت سے پڑھنا ممکن نہ ہو تو انھیں انفرادی طور پر بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔

ان نمازوں کا مقصد یہ ہے کہ کائنات کے مظاہر میں تبدیلی کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے اور اس سے رحم کی درخواست کی جائے۔

تہجد:

تہجد سے مراد وہ نوافل ہیں جو عشا کی نماز کے بعد سے لے کر صبح صادق سے پہلے تک ادا کیے جاتے ہیں۔رات کے آخری پہر میں تہجد کی نماز ادا کرنا افضل ہے۔حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس نماز کی بڑی فضیلت بیان کی ہے۔نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے تہجد کی نماز میں دو رکعات بھی پڑھیں،چار بھی اور آٹھ بھی۔

اِشراق:

سورج کے روشن ہو جانے کے بعد جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے اسے اشراق کہتے ہیں۔یہ بھی بہت فضیلت والی نماز ہے۔یہ عموماً سورج نکلنے کے آدھ گھنٹے کے بعد ادا کی جاتی ہے۔

چاشت:

نمازِ چاشت کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔جب دن اچھی طرح روشن ہو جاتا ہے تو اس وقت چاشت کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے۔

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب انسان نئے دن کا آغاز کرتا ہے تو اس کے ہر جوڑ کی سلامتی پر صدقہ واجب ہے،ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے،ایک مرتبہ الحمد للہ کہنا صدقہ ہے،ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے،اچھے کام کا حکم دینا صدقہ ہے،برے کام سے منع کرنا صدقہ ہے۔اور ان تمام کے بدلے میں چاشت کے وقت پڑھی جانے والی دو رکعتیں کافی ہیں۔ (صحیح مسلم:720)

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

اوّابین:

نمازِ مغرب کے فرض پڑھ کر چھے رکعتیں پڑھنا مستحب ہیں، ان کو صلوٰۃ الاوّابین اور نمازِ اوّابین بھی کہتے ہیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰۤی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جس شخص نے مغرب کے بعد چھے رکعات پڑھیں، اسے بارہ سال کی عبادت کا ثواب دیا جائے گا۔ (سنن ترمذی: 735)

اِسۡتِسۡقاء:

وہ باجماعت نماز جو بارش طلب کرنے کے لیے کھلے میدان میں پڑھی جاتی ہے اسے نمازِ اِستِسقاء کہتے ہیں۔

تحیۃ الوضوء:

وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے۔ اسے تحیۃ الوضوء کہتے ہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، اس عمل کی برکت سے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰۤی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے جنّت میں ان کے قدموں کی آواز سنی تھی۔

تحیۃ المسجد:

مسجد میں داخل ہونے کے بعد اگر نفل پڑھنے کا وقت میسر ہو تو دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے۔

نمازِ حاجت:

کسی حاجت کے پورا کرنے کے لیے جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے اسے نمازِ حاجت کہتے ہیں۔ نماز حاجت کی ایک مسنون دعا بھی ہے جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

یہ سب نمازیں ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجّہ کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے ہیں۔ ہمیں فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ قیامت کے دن فرض نمازوں میں جو کمی رہ جائے گی وہ نوافل کے ذریعہ پوری کی جائے گی۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i مسلمان کے لیے جس نماز میں دعائے مغفرت کی جاتی ہے، اسے کہتے ہیں:

(الف) نمازِ جنازہ (ب) نمازِ اِستِسقاء (ج) نمازِ خسوف (د) نمازِ کسوف

ii قبرستان میں جانے کا مقصد ہے:

(الف) السلام علیکم کہنا (ب) تنہائی اختیار کرنا (ج) موت کی یاد (د) رشتے داروں کو یاد کرنا

iii مغرب کی نماز کے بعد جو نوافل پڑھے جاتے ہیں، انھیں کہتے ہیں:

(الف) تہجد (ب) اشراق (ج) چاشت (د) اوّابین

iv بارش طلب کرنے کے لیے جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے کہتے ہیں:

(الف) نمازِ تسبیح (ب) نمازِ اِستِسقاء (ج) نمازِ خسوف (د) نمازِ کسوف

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

(v) مسجد میں داخل ہونے کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھے جاتے ہیں، انھیں کہتے ہیں:

(الف) تحیۃ المسجد (ب) تحیۃ الوضو (ج) نمازِ تہجد (د) نمازِ حاجت

2 مختصر جواب دیجیے۔

(i) نمازِ جنازہ پڑھنے کی فضیلت لکھیں۔

(ii) قبرستان کے آداب تحریر کریں۔

(iii) چاشت کی نماز میں کتنی رکعات پڑھی جاتی ہیں؟

(iv) تہجد کی نماز کس وقت پڑھی جا سکتی ہے؟

(v) بارش طلب کرنے کے لیے جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

(i) نمازِ جنازہ، تعزیت اور قبرستان جانے کے آداب تحریر کریں۔

(ii) فرض نمازوں کے علاوہ نفلی نمازوں کے نام اور اوقات لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- نمازِ جنازہ اور دیگر نمازوں کا طریقہ اور ان میں پڑھی جانے والی دعائیں سیکھیں اور اپنے دوستوں کو سکھائیں۔
- فرض، سنت اور نفل میں کیا فرق ہے، معلوم کریں اور دوستوں کو بتائیں۔
- دنیا سے رخصت ہو جانے والے مسلمانوں کی نمازِ جنازہ میں شرکت کیا کریں، نمازِ جنازہ میں شرکت فرضِ کفایہ ہے۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو ترغیب دیجیے کہ وہ نمازِ جنازہ کا طریقہ اور دعا اپنے گھر والوں سے سیکھیں۔
- طلبہ کی مدد کیجیے کہ وہ مسنون اور نفلی نمازوں کی رکعات اور ان کے اوقات کی فہرست بنائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

(3) دعا کی اہمیت وفضیلت

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. دعا کے لغوی و اصطلاحی معنٰی جان سکیں۔
2. دعا کی فضیلت و اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
3. دعا کی قبولیت میں حمد و ثنا اور درود شریف کی فضیلت و اہمیّت سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
4. دعا کے آداب، قبولیتِ دعا کے مواقع اور دعا کی قبولیت کی مختلف صورتوں سے آگاہ ہو سکیں۔
5. قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کی عادت کو اپنائیں۔

دُعا کے لفظی معنٰی ہیں "پکارنا"۔ دُعا عبادت کا نچوڑ ہے، مومن کا ہتھیار ہے۔ بندے کا اپنے رب کے سامنے عاجزی اور انکساری کا اظہار ہے۔ دُعا انسانی فطرت کا حصّہ ہے، جب مصائب اور آزمائشیں چاروں طرف سے گھیر لیں تو ہاتھ اپنے رب کے حضور اٹھ ہی جاتے ہیں۔ دعا کرنے سے انسان کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

دعا مانگنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ضروریات کے پورا کرنے کا جو سب سے زیادہ کارگر طریقہ بتایا ہے، وہ دُعا ہے۔ دُعا اللہ تعالیٰ سے لینے کا ذریعہ ہے۔ دُعا کے ذریعے بڑی بڑی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔ شیطانی حملوں سے بھی پناہ ملتی ہے۔ دُعا بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رابطے کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (سورۃ البقرۃ:186)

ترجمہ: میں (ہر) دعا کرنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھ سے دُعا کرے۔

دعا ایک عبادت ہے، رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "دعا ہی عبادت ہے۔" (جامع ترمذی:2969)

رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: "جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔" (جامع ترمذی:3373)

حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آدمی کو اپنی ساری حاجتیں اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہییں، یہاں تک کہ اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے، تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے۔ اگر نمک کی ضرورت ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے۔ (کنز العمال:3142)

دُعا مانگنا انسان کو ہمیشہ فائدہ پہنچاتا ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مومن کوئی ایسی دُعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات اور قطع رحمی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ضرور عطا ہوتی ہے: جو مانگا ہو، وہی اس کو عطا کر دیا جاتا ہے۔ اس کی دُعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔ آنے والی کوئی مصیبت اور تکلیف اس کی دُعا کے باعث روک دی جاتی ہے۔ (مسند احمد:11133)

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

دعا کی قبولیت اور آداب:

- دُعا مانگنے سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنی چاہیے، دُرود شریف پڑھنا چاہیے۔
- دعا کے آخر میں بھی دُرود شریف پڑھنا چاہیے۔ دعا کے شروع اور آخر میں درود شریف پڑھنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔
- دُعا جب بھی مانگی جائے تو پورے یقین اور اُمید سے مانگی جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ضرور قبول فرمائے گا۔
- دُعا عاجزی اور انکساری سے کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ (سورۃ الاعراف:55)

ترجمہ: اپنے ربّ سے گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے دُعا مانگو۔

- اگر ممکن ہو تو دعا قبلہ رخ ہو کر اور باوضو ہو کر مانگنی چاہیے۔
- رشتہ داروں سے قطع تعلّق کرنے والے اور حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔
- دعا کی قبولیت کے بارے میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ ہمارا کام دعا مانگنا ہے، اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اور جیسے چاہے گا، دعا قبول فرما کر اجر عطا فرما دے گا۔
- ہمیں ساری انسانیّت کے لیے دعا مانگنی چاہیے، کیوں کہ جو شخص دوسروں کے لیے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ (سنن ابوداؤد:1537)
- دُعا صرف جائز کام کے لیے مانگنی چاہیے۔ ناجائز کاموں کے لیے دعا مانگنا سخت گناہ کی بات ہے۔

سب سے زیادہ جامع دعا قرآنِ مجید میں نازل ہونے والی اس دعا کو قرار دیا گیا ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ (سورۃ البقرۃ:201)

ترجمہ: ''اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے۔''

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے زندگی کے مختلف مواقع کے لیے مختلف دُعائیں سکھائی ہیں۔ ہمیں اپنی زندگی میں برکت کے حصول اور برائی سے حفاظت کے لیے ان دُعاؤں کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔

ہمیں اپنے ایمان کی سلامتی، دنیا و آخرت میں کامیابی، ماں باپ کی زندگی، عافیت و تندرستی، مسلمانوں کی بھلائی، حفاظت، عزّت اور ترقی کے علاوہ پاکستان کی سلامتی اور بھلائی کے لیے بھی دُعا کرنی چاہیے۔

مشق

1 درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) دعا کا لفظی معنیٰ ہے:

(الف) رکنا (ب) بندگی (ج) بھیجنا (د) مانگنا

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

ii مومن کا ہتھیار ہے:

(الف) شہرت (ب) خوب صورتی (ج) دعا (د) دولت

iii دعا مانگنے کی بہترین کیفیت ہے:

(الف) بے خودی (ب) عاجزی (ج) حوصلہ مندی (د) بے نیازی

iv دعا قبول نہیں ہوتی:

(الف) امیروں کی (ب) سیاست دان کی (ج) حرام کھانے والے کی (د) سختی کرنے والے کی

v ہمیں دعا مانگنی چاہیے:

(الف) ساری انسانیت کے لیے (ب) صرف اپنے لیے (ج) صرف گناہ گاروں کے لیے (د) صرف دوسروں کے لیے

2 مختصر جواب دیجیے۔

i دعا کا کیا معنیٰ ہے؟

ii دعا کی فضیلت پر ایک آیتِ قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔

iii دعا کی فضیلت پر ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

iv دوسروں کے لیے دعا مانگنے کا کیا فائدہ ہے؟

v دعا کس یقین کے ساتھ مانگنی چاہیے؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i قرآن وسنّت کی روشنی میں دعا کی فضیلت واہمیّت بیان کریں۔

ii دعا مانگنے کے آداب تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- دعا کی فضیلت کو سمجھتے ہوئے اپنی دعا کے قبول ہونے کا کوئی واقعہ سنائیں۔
- روزمرّہ کی زندگی میں مختلف مواقع کی مسنون دعاؤں کو یاد کرکے پڑھنے کو اپنا معمول بنائیں۔
- دعا کے آداب پر مشتمل ایک خوب صورت چارٹ بنائیں۔
- قبولیتِ دعا کے اہم مواقع کی فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو قرآنِ مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں آگاہ کریں کہ حرام کمائی اور حرام خوراک دعا کی قبولیت میں رکاوٹ ہے۔
- طلبہ کو قرآنی دُعا "رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا" (اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما) یاد کرنے کو کہیں اور انھیں اس دعا کی اہمیّت اور فضیلت سے آگاہ فرمائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

باب سوم

سیرتِ طیّبہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

الف عہدِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ماہ وسال (مدنی دور)

(1) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور مدنی معاشرے کا استحکام

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. منافقین (رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی بن سلول وغیرہ) اور ان کے مکروہ کردار اور سازشوں کے متعلّق جان سکیں۔
2. مدینہ منورہ میں یہود کے تین بڑے قبائل (بنونُضیر، بنوقینُقاع، بنوقُریظہ) کی سازشوں کے متعلّق آگاہ ہو سکیں۔
3. غزوۂ بنوقینُقاع اور غزوۂ بنونُضیر کے اسباب اور مختصر واقعات جان سکیں۔
4. یہود کی سازشوں اور ان کے سدِّ باب کے لیے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اقدامات کا جائزہ لے سکیں۔
5. ان غزوات کے نتائج کا جائزہ لے کر اپنی عملی زندگی کے لیے سبق حاصل کر سکیں۔

منافق اس شخص کو کہتے ہیں جو دل میں کفر رکھتا ہو لیکن خود کو مسلمان ظاہر کرے۔ عہدِ نبوی میں منافقین یہودیوں کے ساتھ مل کر اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔

مدینہ منورہ میں بنوخزرج سے تعلّق رکھنے والا ایک شخص عبداللہ بن اُبی بہت مال دار اور اپنی قوم کا سردار تھا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ہجرت سے پہلے مدینہ کے تمام لوگوں نے اسے اپنا سردار بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ انھوں نے اس کے لیے تاج بھی تیار کر لیا تھا۔ وہ جلد ہی اس کی تاج پوشی کرنا چاہتے تھے۔ اسی دوران جب اہلِ مدینہ نے اسلام قبول کر لیا اور آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بھی ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو عبداللہ بن اُبی کے خواب چکنا چور ہو گئے۔ اس کی سرداری اور تاج پوشی والا سلسلہ وہیں رک گیا۔ چناں چہ اس شخص نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے خلاف دل میں دشمنی بٹھا لی کہ ان کی وجہ سے میری سرداری میں رکاوٹ پڑی ہے۔ یہ شخص ساری زندگی اسلام اور مسلمانوں کا دشمن رہا اور حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے راستے میں رکاوٹ ڈالتا رہا۔ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح کے بعد اس نے اور اس کے کچھ ساتھیوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا، لیکن اندر سے وہ اسلام اور رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے شدید دشمن تھے۔ یہی لوگ عہدِ نبوی کے منافق تھے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

منافق شخص زبان سے تو اسلام لانے کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے میں مسلمان ہوں، مگر دل سے اسلام کا دشمن ہوتا ہے۔ ایسے لوگ کافروں سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں ایسے منافقین کو سخت عذاب کی خبر دی گئی ہے۔

یہودیوں کے تین قبائل:

مدینہ منوّرہ میں یہودیوں کے تین بڑے قبائل آباد تھے؛ بنونُضیر، بنوقینُقاع اور بنوقُریظہ

جب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے یہودیوں کے منفی رویے کو جاننے کے باوجود ان کے ساتھ امن و سلامتی کا ایک معاہدہ "میثاقِ مدینہ" طے فرمایا تھا۔ اس معاہدے میں یہودیوں کو جان و مال کا تحفّظ اور مکمل مذہبی آزادی دی گئی تھی۔ اس معاہدے کی اہم ترین شرط یہ تھی کہ مدینہ منوّرہ میں رہنے والے یہودی قریشِ مکّہ اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دیں گے، مظلوم کی مدد کی جائے گی اور اگر کسی دشمن سے جنگ ہوگی تو یہودی بھی مسلمانوں کے ساتھ جنگی اخراجات برداشت کریں گے اور ان کا دفاع کریں گے۔ مدینہ منوّرہ کے یہود نے خوش دلی کے ساتھ اس معاہدے کی تمام شرائط کو قبول کیا اور معاہدے کی دستاویز پر دستخط کر دیے۔

اس معاہدے کے باوجود یہودی کسی نہ کسی طور پر اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ کبھی وہ مشرکینِ مکّہ کے ساتھ مل کر اقدام کرتے اور کبھی منافقین کے ساتھ مل کر سازشیں کرتے۔

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح کے بعد یہودیوں کی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی اور بغض و حسد میں تیزی آ گئی۔ انھوں نے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی کئی کوششیں کیں مگر کامیاب نہ ہوسکے۔

غزوۂ بنوقینُقاع:

یہودیوں کے تین بڑے قبائل میں سب سے زیادہ بدفطرت قبیلہ بنوقینُقاع تھا۔ یہ لوگ مدینہ منوّرہ کے اندر ہی رہتے تھے۔ وہ پیشہ ور سنار، لوہار اور ظروف ساز تھے۔ ان پیشوں کی وجہ سے ان کے پاس خاصی مقدار میں جنگی سامان موجود تھا۔ یہ مدینہ منوّرہ کے سب سے بہادر یہودی تھے۔ ان کی تعداد سات سو (700) سے زیادہ تھی۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان کو اسلام کی دعوت دی، مگر انھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ لوگ مسلمانوں کو اذیت پہنچاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مسلمان خاتون بنوقینُقاع کے بازار میں کچھ سامان لے کر آئی۔ سامان بیچ کر وہ کسی کام سے ایک سنار کی دکان پر گئی۔ یہودیوں نے وہاں اس عورت سے بدتمیزی کی اور اسے بہت پریشان کیا۔ جب ان کی شرارت حد سے بڑھی تو عورت نے شور مچا دیا اور مدد کے لیے دہائی دی۔ ایک مسلمان وہاں سے گزر رہا تھا، اس کو پتا چلا تو اس نے یہودی سنار کو قتل کر دیا۔ یہودی اکٹھے ہو کر آ گئے اور اس مسلمان کو شہید کر دیا۔

شہید مسلمان کے گھر والوں نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے شکایت کی تو آپ نے انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے بنوقینُقاع سے خون بہا طلب کیا اور اُن کے انکار پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ہمراہ بنوقینُقاع کا محاصرہ کر لیا۔ یہودی قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے پندرہ روز تک محاصرہ جاری رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ بنوقینُقاع نے ہتھیار ڈال دیے اور رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ہر فیصلہ قبول کرنے کا اعلان کیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے عبداللہ بن اُبی کے پُرزور اصرار پر ان کی جان بخشی کر دی، البتہ انھیں حکم دیا کہ وہ مدینہ منوّرہ سے نکل جائیں۔ یہ سب لوگ ملکِ شام کے علاقوں میں چلے گئے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

غزوۂ بنو نُضَیر:

جب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ تشریف فرما ہوئے تو آپ نے مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان واضح شرائط پر جو معاہدہ طے کیا۔ بنو نُضَیر بھی اس معاہدے کے رکن تھے، لیکن یہودی قبائل اور خاص کر بنو نُضَیر ہمیشہ منافقانہ رویّہ اختیار کیے رہے۔ یہاں تک کہ چار ہجری میں انھوں نے رسول کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو (معاذ اللہ) شہید کرنے کی سازش کی جس کا بروقت آپ کو علم ہوگیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے مشہور شہ سوار حضرت محمد بن مَسْلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے سے بنو نُضَیر کو پیغام بھجوایا:

"تم لوگوں نے بہت بڑے جرم کی منصوبہ بندی کی ہے، اس لیے تمھارے بارے میں یہ فیصلہ ہے کہ دس دن کے اندر اندر مدینہ چھوڑ کر چلے جاؤ۔ اس کے بعد مدینہ طیّبہ میں جو یہودی نظر آئے گا، قتل کر دیا جائے گا۔"

یہود کو جب آپ کا پیغام ملا تو انھوں نے فوراً منافقوں کے سردار عبد اللہ بن اُبی سے رابطہ کیا۔ اس نے کہا: اپنی جگہ ڈٹے رہو۔ میں تمھارے ساتھ ہوں۔ میرے پاس دو ہزار بہادروں کا لشکر ہے۔ میں اس سے تمھاری مدد کروں گا، دیگر قبائل بھی تمھاری مدد کریں گے۔ بنو نُضَیر کو جب عبد اللہ بن اُبی کا پیغام ملا تو انھوں نے جلاوطن ہونے کا ارادہ ترک کر دیا اور اپنے قلعوں میں پناہ لے لی۔ ادھر مسلمانوں نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔

بنو نُضَیر کی توقّع کے بالکل برعکس ان کی مدد کے لیے عبد اللہ بن اُبی نہ آیا، نہ بنو غطفان اور بنو قُرَیظہ ہی آئے۔ منافقین کو اس قدر حوصلہ نہ ہو سکا کہ وہ کھل کر اہلِ ایمان کے خلاف لڑائی کے لیے میدان میں آ جائیں۔ پندرہ دن کے محاصرے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور انھوں نے ہتھیار ڈال دیے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان پر رحمت و شفقت کا معاملہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اسلحے کے سوا باقی جتنا ساز و سامان اونٹوں پر لاد سکتے ہوں، اپنے بال بچوں سمیت لے جا سکتے ہیں۔

بنو نُضَیر نے اس معاہدے کے بعد اپنے گھروں کو برباد کیا، مکانات اجاڑ ڈالے، اپنے بیوی بچوں کو اونٹوں پر سوار کیا، گھر کا ساز و سامان لادا اور چھے سو اونٹوں کا یہ قافلہ ملکِ شام کی طرف روانہ ہوگیا۔ ان میں سے کچھ لوگ خیبر جا کر آباد ہوگئے۔ مالِ غنیمت کے طور پر بہت سا اسلحہ اور بڑی تعداد میں جنگی سامان اہلِ ایمان کے قبضے میں آ گیا۔ اس طرح مسلمان عسکری اور دفاعی طور پر مضبوط ہوئے اور مدینہ طیّبہ بنو نُضَیر کے ناپاک وجود سے پاک ہوگیا۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

(i) منافقین کے سردار عبد اللہ بن اُبی کے قبیلے کا نام تھا:

(الف) بنو اوس (ب) بنو خزرج (ج) بنو نُضَیر (د) بنو قُرَیظہ

(ii) بنو قینُقاع کا پیشہ تھا:

(الف) سنار (ب) ظروف ساز (ج) سنار، ظروف ساز، لوہار (د) لوہار

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

iii غزوہ میں شکست کے بعد بنوقینُقاع کے لوگ چلے گئے:

(الف) شام (ب) خیبر (ج) فلسطین (د) مکّہ مکرّمہ

iv رسول کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو (معاذاللہ) شہید کرنے کی سازش کی:

(الف) بنوقینُقاع نے (ب) منافقین نے (ج) بنونُضیر نے (د) بنوقُریظہ نے

v بنونُضیر کے قلعے کا محاصرہ جاری رہا:

(الف) پانچ دن (ب) پندرہ دن (ج) پچیس دن (د) پچاس دن

2 مختصر جواب دیجیے۔

i منافق کسے کہتے ہیں؟

ii مدینہ منوّرہ میں یہودیوں کے کون سے تین بڑے قبائل آباد تھے؟

iii بنوقینُقاع کے خلاف کارروائی کا سبب کیا تھا؟

iv بنونُضیر کے خلاف کارروائی کا سبب کیا تھا؟

v مسلمانوں کو بنونُضیر کی شکست کا کیا فائدہ ہوا؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i عبداللہ بن اُبی اور دوسرے منافقین کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ii غزوۂ بنوقینُقاع کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ اساتذہ کی مدد سے قرآن وحدیث میں مذکور منافقین کی چند صفات وعلامات پر مذاکرہ کریں اور اہم نکات دوستوں سے شیئر کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

● طلبہ کی مدد کریں کہ وہ یثرب (مدینہ منوّرہ) کے نمایاں یہودی قبائل اور ان کے سرداروں کے ناموں پر مبنی چارٹ بنائیں اور منافقت کے نقصانات کا جائزہ لیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

(2) غزوۂ خندق

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. غزوۂ خندق کے پس منظر اور اسباب سے آگاہ ہو سکیں۔ (منافقین اور یہود کا کردار)
2. غزوۂ خندق میں رونما ہونے والے واقعات و معجزات خاص طور پر حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ کی شجاعت کے بارے میں آگاہ ہو سکیں۔
3. غزوۂ خندق کے سلسلے میں ہونے والی مشاورت (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور جنگی تیاریوں کے بارے میں جان سکیں۔
4. غزوۂ خندق میں خواتین کے کردار (مثلاً حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا) کے متعلق جان سکیں۔
5. غزوۂ خندق کے نتائج و اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
6. غزوۂ خندق کی کامیابی کے باعث مسلمانوں کو حاصل ہونے والے دینی، معاشی اور سیاسی فوائد کا جائزہ لے سکیں۔
7. غزوۂ خندق سے اپنی زندگی کے لیے عملی نکات حاصل کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

غزوۂ خندق 5 ہجری کو شوال اور ذوالقعدہ کے مہینے میں پیش آیا۔ اس غزوہ میں کافروں نے ایک مہینے تک مدینہ منوّرہ کا محاصرہ کیے رکھا۔ اس دوران ان کے بہت سے لوگ قتل ہوئے، آخر کار وہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ اس طرح اس جنگ کا اختتام مسلمانوں کی فتح پر ہوا۔

اسباب

جنگِ احد کے بعد قریش، یہود اور عرب کے دیگر قبائل کے درمیان طے پایا کہ باہم مل کر اسلام کو ختم کیا جائے۔ ان میں وہ یہود قبائل بھی شامل تھے جنھیں غزوات میں شکست کے بعد مدینہ منوّرہ سے جلاوطن کیا گیا تھا اور وہ انتقام کی آگ میں جل رہے تھے۔

مسلمانوں کے مدینہ منوّرہ میں آباد ہونے سے کفّارِ مکّہ کی شام کے ساتھ تجارت کو خطرات لاحق ہو گئے تھے کیوں کہ شام کا راستہ مدینہ منوّرہ سے گزرتا تھا، بعد میں مسلمانوں نے نجد اور دومۃ الجَندل کو قبضے میں کر لیا تو ان کی عراق کے ساتھ تجارت کو بھی خطرات لاحق ہو گئے۔ جب انھیں اپنی تجارت ختم ہوتی نظر آئی تو انھوں نے مسلمانوں کے خلاف ارد گرد کے قبائل کو جمع کر لیا۔

واقعات

غزوۂ خندق کے لیے کافروں نے ابوسفیان کی قیادت میں دس ہزار (10000) افراد پر مشتمل ایک بڑا لشکر تیار کیا۔ جس میں عرب کے بڑے بڑے قبیلوں کے لوگ شامل تھے۔ ان کے پاس جنگی سامان اور سواریاں بھی بے شمار تھیں۔

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو کفّار کے اس ارادے کا علم ہوا تو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے مشورہ کیا۔ اس وقت مسلمان مجاہدین کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منوّرہ کی حفاظت کی خاطر ایک خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ یہ بات اہلِ عرب کے لیے اگرچہ نئی تھی، تاہم نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس مشورے کو پسند کیا اور خندق کھودنے کا حکم دے دیا۔

خندق کی کھدائی میں رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی دوسرے لوگوں کی طرح کام کیا۔ خندق کی کھدائی کے دوران میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم جوش و خروش سے کام کرتے رہے۔ بیس دن میں یہ خندق مکمّل ہوگئی جو تقریباً پانچ کلومیٹر لمبی اور پانچ ہاتھ گہری تھی۔ چوڑی اتنی تھی کہ ایک گھڑسوار چھلانگ لگا کر بھی اسے پار نہ کر سکتا تھا۔

غزوۂ خندق کے موقع پر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بہت سے معجزے ظاہر ہوئے۔ ایک موقع پر کھانے کی بہت کمی تھی، لیکن حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی دعا کی برکت سے تھوڑا سا کھانا بہت سے لوگوں کے لیے کافی ہو گیا۔ خندق کی کھدائی کے دوران آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو قیصر و کسریٰ کے محلّات دکھائے گئے اور روم و فارس کے فتح ہونے کی خوش خبری سنائی گئی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ بشارت اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو سنائی اور سب کے حوصلے اور بلند ہو گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجھہ کی بہادری:

خندق کی کھدائی مکمّل ہونے کے تین دن بعد دشمن کی فوج مدینہ منوّرہ پہنچ گئی اور خندق دیکھ کر رک گئی۔ ان کی مضبوط اور طاقت ور فوج خندق کی وجہ سے ناکارہ ہوگئی، کئی دن تک ان کے سپاہی خندق کو پار کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

کچھ دن کے بعد عَمرُو بن عبدِ وُدّ کی قیادت میں پانچ سواروں (عَمرُو بن عبدِ وُدّ، عکرمہ بن ابی جہل، ضرار بن الخطاب، نوفل بن عبد اللہ اور ابن ابی وھب) نے خندق کو ایک کم چوڑی جگہ سے پار کر لیا۔

عَمرُو بن عبدِ وُدّ عرب کا مانا ہوا بہادر تھا۔ اسے ایک ہزار آدمیوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ اس نے زوردار آواز میں گرجتے ہوئے چیلنج کیا: مسلمانو! تم میں کوئی ہے میرا مقابلہ کرنے والا؟! پھر وہ طنز کرتے ہوئے کہنے لگا: آئے کوئی میرا مقابلہ کرے، میں اسے جنّت پہنچا دوں۔

اس کا مقابلہ کرنے کے لیے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے۔ جب عَمرُو بن عبدِ وُدّ کے سامنے ہوئے تو اس نے پوچھا تم کون ہو؟ جواب ملا: میں علی بن ابی طالب ہوں۔ عمرو کہنے لگا: پھر تم تو میرے بھتیجے ہو! مگر سنو میں تمھارے ساتھ لڑنا نہیں چاہتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مگر میں تمھارے ساتھ لڑنا چاہتا ہوں۔ اسے ایسے جرات مندانہ جواب کی توقع نہیں تھی۔ طیش میں آکر گھوڑے سے کُودا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عَمرُو بن عبدِ وُدّ کے درمیان زوردار لڑائی ہوئی، مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد فرمائی اور وہ غالب آ گئے۔ انھوں نے عَمرُو بن عبدِ وُدّ کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ دشمن کے دوسرے جنگ جُو جو عمرو کے ساتھ آئے تھے یہ ہولناک منظر دیکھ کر اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ واپس بھاگ گئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی بہادری

غزوۂ خندق میں کفر کا ساتھ دینے میں بنو قُریظہ بھی برابر کے شریک تھے۔ اگر چہ انھوں نے مسلمانوں سے معاہدہ کر رکھا تھا کہ جنگ کی حالت میں وہ نہ صرف مسلمانوں کا ساتھ دیں گے بلکہ ان کا دفاع بھی کریں گے، لیکن غزوۂ خندق میں انھوں نے نہ صرف عہد توڑا، بلکہ عملی طور پر اسلام دشمن جارحانہ کارروائیوں میں بھی شریک پائے گئے۔ مسلمان خواتین اور بچے ایک قلعہ کے اندر جمع تھے۔ ان خواتین میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ اچانک ایک یہودی قلعے کے احوال جاننے کے لیے تیزی کے ساتھ دیوار پر چڑھ گیا۔ اس موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکیلی اس یہودی پر جھپٹ پڑھیں اور ایک موٹا ڈنڈا اس زور سے اس یہودی کے سر پر مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ تلوار لیے ہوئے چکرا کر گرا اور مر گیا۔ پھر آپ نے اسی کی تلوار سے اس کا سر کاٹ کر باہر پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر جتنے یہودی عورتوں پر حملہ کرنے کے لیے قلعہ کے باہر کھڑے تھے بھاگ نکلے۔

دوسری طرف جیسے جیسے کافروں کی فوج کا محاصرہ طویل ہوتا گیا، ان کی ہمّت ٹوٹنا شروع ہو گئی۔ آپس میں پھوٹ پڑ گئی اور وہ ایک دوسرے سے بدگمان ہونے لگے۔

پھر ایک رات اللہ تعالیٰ کی خاص مدد آئی۔ شدید آندھی چلی اور سردی بڑھ گئی۔ کافروں کے خیمے اکھڑ گئے اور ان کی روشنیاں بجھ گئیں۔ اس ساری صورتِ حال میں کافروں نے فرار ہونے میں ہی عافیت جانی اور واپس روانہ ہو گئے۔

بائیس (22) ذوالقعدہ کے دن تک لشکرِ کفّار میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہا اور شدید جانی و مالی نقصان کے باوجود ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔

نتائج

غزوۂ خندق میں چھے مسلمان شہید ہوئے، جب کہ کافروں کے آٹھ سے زیادہ افراد قتل ہوئے۔ مالی نقصان بہت زیادہ تھا۔ یہ مسلمانوں کی شان دار فتح تھی، جس میں خندق کھودنے کی تدبیر بہت کام آئی۔ مشرکین اس جنگ کے اثرات سے کبھی باہر نہ نکل سکے اور دوبارہ کبھی مسلمانوں پر حملہ کرنے کے قابل نہ ہوئے۔ آخر کار سرزمین عرب سے ان کا خاتمہ ہو گیا۔

بنو قُریظہ کے یہودیوں نے اس جنگ میں مسلمانوں سے غدّاری کی تھی اور میثاقِ مدینہ کو توڑ دیا تھا، اس لیے اس جنگ میں ایک یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ یہودیوں پر اعتماد کرنا درست نہیں۔

غزوۂ خندق سیرتِ طیّبہ کا ایک اہم غزوہ ہے۔ اس غزوے کا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ فرمایا ہے۔ اس میں بہت سے دروس اور نصیحتیں موجود ہیں۔ مشورہ، تدبیر، عزم، ثابت قدمی، اطاعتِ رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ، مددِ الٰہی اور جذبۂ جہاد وہ عناصر ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو اس غزوہ میں شان دار فتح سے ہم کنار کیا۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i غزوۂ خندق پیش آیا:

(الف) تین ہجری میں (ب) چار ہجری میں (ج) پانچ ہجری میں (د) چھے ہجری میں

ii غزوۂ خندق میں کھودی گئی خندق کی لمبائی تھی:

(الف) پانچ کلومیٹر (ب) چھے کلومیٹر (ج) سات کلومیٹر (د) آٹھ کلومیٹر

iii غزوۂ خندق میں کافروں کا سپہ سالار تھا:

(الف) ابوجہل (ب) ابوسفیان (ج) عبداللہ بن اُبَی (د) عُقبہ بن ابی معیط

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

iv غزوۂ خندق میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا:

(الف) عمرو بن عبدوُد کو (ب) امیہ بن خلف کو (ج) مرحب کو (د) عکرمہ بن ابی جہل کو

v غزوۂ خندق کے موقع پر میثاق مدینہ سے انحراف کیا:

(الف) بنواوس نے (ب) بنوخزرج نے (ج) بنونُضیر نے (د) بنوقُریظہ نے

2 مختصر جواب دیجیے۔

i غزوۂ خندق کب پیش آیا؟

ii غزوۂ خندق میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خدمت انجام دی؟

iii غزوۂ خندق کا سبب کیا تھا؟

iv غزوۂ خندق میں مسلمان مجاہدین کی تعداد کتنی تھی؟

v غزوۂ خندق کا کیا نتیجہ نکلا؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i غزوۂ خندق کا تفصیلی حال بیان کریں۔

ii غزوۂ خندق میں حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے کیا کارنامہ سرانجام دیا؟

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ غزوۂ خندق میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کردار پر مذاکرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو نقشے یا گوگل میپ وغیرہ کی مدد سے غزوۂ خندق کا جغرافیائی محلِ وقوع سمجھائیں۔
- طلبہ سے غزوۂ خندق کے متعلّق ایک معلوماتی پوسٹر بنوائیں۔
- غزوۂ خندق کا اجمالی خاکہ طلبہ کے سامنے رکھیے اور اس سبق کو بار بار پڑھنے کو کہیں۔
- غزوۂ خندق کے دیگر ایمان افروز واقعات بھی طلبہ کے سامنے رکھیے۔
- طلبہ کو سورۂ احزاب کی وہ آیات ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کو کہیں جن میں غزوۂ احزاب کا ذکر ہے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

(3) غزوۂ بنو قُریظہ

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. غزوۂ بنو قُریظہ کے اسباب (یہود کی بدعہدی وغیرہ) کے متعلق جان سکیں۔
2. غزوۂ بنو قُریظہ کے واقعات کے بارے میں مختصراً واقفیت حاصل کر سکیں۔
3. غزوۂ بنو قُریظہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کردار کی اہمیّت جان سکیں۔
4. غزوۂ بنو قُریظہ کے نتائج کا جائزہ لے سکیں۔
5. یہود کے ساتھ ہونے والی مہمات کے نتیجے میں مسلمانوں کو حاصل ہونے والے دینی، معاشی اور سیاسی فوائد کا جائزہ لے سکیں۔
6. یہود کے ساتھ ہونے والی مہمات کے نتائج سے عملی نِکات (تحمل، معاملہ فہمی وغیرہ) جان کر انھیں اپنی عملی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

بنو قُریظہ مدینہ کا ایک مشہور اور نہایت قدیم یہودی قبیلہ تھا۔ ان کے قلعے مدینہ طیّبہ سے جنوب مشرق کی طرف واقع تھے۔ رسول پاک خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ کے جن یہودی قبائل سے صلح کا معاہدہ کیا تھا ان میں بنو قُریظہ کا قبیلہ بھی تھا۔

اسباب:

غزوہ خندق کے دوران میں مشرکین و یہود نے بنی قُریظہ سے رابطہ کیا اور مسلمانوں کو قتل کرنے کی ترغیب دی۔ یہودیوں نے مسلمانوں سے معاہدہ کر رکھا تھا اس لیے مسلمانوں نے ان کی طرف سے بے فکری اختیار کی ہوئی تھی لیکن بنو قریظہ کے یہودیوں نے غزوۂ خندق کے موقع پر مسلمانوں کو دھوکا دیا اور نو سو (900) افراد مسلمانوں پر حملہ کے لیے تیار ہو گئے۔

بنو قُریظہ کی یہ بدعہدی اور میثاقِ مدینہ سے انحراف غزوۂ بنو قُریظہ کا اہم ترین سبب تھا۔ بنو قُریظہ نے اس وقت مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپا تھا، جب انھیں بنو قُریظہ کے تعاون اور مدد کی سخت ضرورت تھی۔ غزوۂ بنو قُریظہ پانچ ہجری میں پیش آیا۔

واقعات:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ جب غزوۂ خندق سے واپس گھر تشریف لائے تو حضرت جبریل علیہ السّلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے تو ہتھیار اتار دیے ہیں، مگر فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں رکھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اپنے ساتھیوں سمیت بنو قُریظہ کا رخ کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب اور قلعوں میں زلزلہ برپا کر دے گا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو حکم جاری فرمایا کہ تمام لوگ عصر کی نماز بنو قُریظہ میں جا کر پڑھیں۔ تین ہزار (3000) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم بنو قُریظہ کے علاقے میں پہنچے اور ان کے قلعوں کو گھیرے میں لے لیا۔ بنو قُریظہ کا محاصرہ پچیس (25) دن تک جاری رہا۔

ایک دن یہودیوں کے سردار کعب بن اسد نے قلعے کے اندر اپنے بڑے بڑے کمانڈروں اور خاص آدمیوں کو بلوایا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: میرے سامنے تین تجاویز ہیں، انھیں غور سے سنو:

1- اسلام قبول کر لو اور محمد (رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کے دین میں داخل ہو کر جان و مال اور بال بچّوں کو محفوظ کر لو۔ تمھیں خوب معلوم ہے کہ محمد (رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔ ان کا تذکرہ تمھاری اپنی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

2- اپنے بیوی بچّوں کو قتل کر کے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑو، پھر فتح پا لو یا سب مارے جاؤ۔

3- ہفتے کے روز دھوکے سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑو، کیوں کہ انھیں یقین ہوگا کہ آج کے دن یہود حملہ نہیں کریں گے۔

یہودیوں نے کعب بن اسد کی یہ تمام تجاویز مسترد کر دیں اور ان میں سے کوئی بات قبول نہ کی۔

اب بنوقُرَیظہ کے پاس ایک ہی راستہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیں، چناں چہ انھوں نے ہتھیار ڈال دیے اور ان کے مردوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

بنوقُرَیظہ کے لوگوں نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے درخواست کی کہ ان کے ساتھ نرمی اور بھلائی کا سلوک کیا جائے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ کیا خیال ہے کہ اگر تمھارا ہی کوئی دوست تمھارے بارے میں فیصلہ کر دے۔ کہنے لگے: یہ تو بہت اچھی بات ہوگی۔ بنوقُرَیظہ قدیم زمانے سے قبیلہ اوس کے دوست چلے آ رہے تھے۔ پھر یہودیوں کی خواہش پر قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فیصلے کا اختیار سونپا گیا۔ یہودی جانتے تھے کہ وہ بدعہدی اور غداری کر کے بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کر چکے ہیں، اس کی تلافی ممکن نہیں۔ اس کے باوجود انھیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پرانے تعلق کی بنا پر معافی کی امید تھی۔

غزوۂ خندق میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بازو میں تیر لگ گیا تھا جس کا وہ مدینہ منوّرہ میں علاج کروا رہے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے انھیں فیصلہ کرنے کے لیے بلوا لیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کے لوگوں نے ان سے درخواست کی کہ بنوقُرَیظہ کے ساتھ شفقت کا معاملہ فرمائیں، لیکن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وقت آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں سعد کو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا ڈر نہ ہو۔ پھر انھوں نے فیصلہ سنایا:

1- بنوقُرَیظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ 2- ان کی عورتوں اور بچّوں کو قیدی بنا لیا جائے۔

3- ان کے اموال کو مسلمانوں میں غنیمت کے طور پر تقسیم کر دیا جائے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فیصلہ یہودیوں کی شریعت اور ان کی آسمانی کتاب تورات کے عین مطابق تھا۔ تورات میں غداری کی یہی سزا درج ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سن کر فرمایا: سعد! تم نے بالکل وہی فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔ بنوقُرَیظہ کے بارے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کا نفاذ ہوا اور اس کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ خندق کے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے۔

غزوۂ بنوقُرَیظہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کی طاقت و قوّت توڑ دی گئی، جو آستین کا سانپ بن کر مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہے تھے۔ آنے والے واقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ ان لوگوں کا زور ٹوٹنے کے بعد مسلمانوں نے دین کی دعوت کو بہت قوّت اور مضبوطی کے ساتھ پروان چڑھایا۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i غزوۂ بنوقُریظہ پیش آیا:

(الف) تین ہجری میں (ب) چار ہجری میں (ج) پانچ ہجری میں (د) چھ ہجری میں

ii بنوقُریظہ قبیلہ تھا:

(الف) یہود کا (ب) نصاریٰ کا (ج) منافقین کا (د) مسلمانوں کا

iii بنوقُریظہ نے مسلمانوں سے بدعہدی کی تھی:

(الف) غزوۂ بدر میں (ب) غزوۂ خندق میں (ج) غزوۂ تبوک میں (د) فتحِ مکّہ کے موقع پر

iv بنوقُریظہ کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا:

(الف) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (ب) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

(ج) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (د) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

v بنوقُریظہ کا محاصرہ جاری رہا:

(الف) بیس دن (ب) پچیس دن (ج) تیس دن (د) پینتیس دن

2 مختصر جواب دیجیے۔

i بنوقُریظہ کون تھے؟

ii غزوۂ بنوقُریظہ میں مسلمان مجاہدین کی تعداد کتنی تھی؟

iii حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنوقریظہ کا فیصلہ کس کتاب کے مطابق کیا؟

iv حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کیسے ہوئی؟

v غزوۂ بنوقُریظہ کا سب سے بڑا فائدہ کیا ہوا؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i غزوۂ بنوقُریظہ کے اسباب، واقعات اور نتائج تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ غزوۂ بنوقُریظہ کے اہم نِکات اپنی کاپی پر لکھیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- غزوۂ بنوقُریظہ کے متعلق قرآنِ مجید کی آیت طلبہ کو پڑھائیں۔
- پانچ (5) ہجری تک ہونے والے غزوات کی زمانی ترتیب کے ساتھ فہرست طلبہ سے بنوائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

(4) صلحِ حُدَیبیہ

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. صلحِ حُدَیبیہ کے پس منظر اور اسباب کے بارے میں جان سکیں۔
2. صلحِ حُدَیبیہ کے واقعات اور معجزات سے آگاہ ہو سکیں۔
3. بیعتِ رضوان اور اس کے پس منظر سے واقف ہو کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت بیان کر سکیں۔
4. معاہدہ صلحِ حُدَیبیہ کی تحریر کے تناظر میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ کے ادبِ رسول خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے بارے میں جان سکیں۔
5. حضرت ابو جَندَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ کے تناظر میں ایفائے عہد کی اہمیت سمجھ سکیں۔
6. صلحِ حُدَیبیہ میں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کردار کا جائزہ لے سکیں۔
7. صلحِ حُدَیبیہ کی شرائط جان کر ان کا تنقیدی جائزہ لے سکیں۔
8. صلحِ حُدَیبیہ کے مثبت نتائج کے باعث مسلمانوں کو حاصل ہونے والے دینی، معاشی اور سیاسی فوائد کا جائزہ لیتے ہوئے اپنی عملی زندگی کے لیے عملی نکات حاصل کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

ہجرت کے چھٹے سال حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے یہ ارادہ فرمایا کہ اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ ادا فرمائیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ چودہ سو (1400) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ مکّہ مکرّمہ روانہ ہوئے۔ جب مکّہ مکرّمہ کے قریب پہنچے تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو پتا چلا کہ قریش کے مشرکین نے ایک بڑا لشکر تیار کیا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو مکّہ مکرّمہ میں داخل ہونے سے پہلے روکا جائے۔ اس خبر کے ملنے پر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے اپنی پیش قدمی روک دی اور مکّہ مکرّمہ سے کچھ دور حُدَیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔

واقعات

حُدَیبیہ کے مقام سے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر مکّہ مکرّمہ بھیجا تاکہ وہ وہاں کے سرداروں کو بتائیں کہ ہم کسی جنگ کے ارادے سے نہیں آئے۔ ہم صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں اور عمرہ کر کے پُرامن طور پر واپس چلے جائیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکّہ مکرّمہ گئے تو ان کے جانے کے بعد یہ افواہ پھیل گئی کہ مکّہ مکرّمہ کے کافروں نے انھیں شہید کر دیا ہے۔ اس موقع پر حضور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو جمع کر کے ان سے یہ بیعت لی (یعنی ہاتھ میں ہاتھ لے کر یہ عہد لیا) کہ اگر کفّارِ مکّہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تو وہ ان کے مقابلے میں اپنی جانوں کی قربانی پیش کریں گے۔ بعد میں پتا چلا کہ یہ خبر جھوٹی تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکّہ مکرّمہ والوں نے روک لیا تھا۔

اس کے بعد حضور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے قبیلہ خزاعہ کے ایک سردار کے ذریعے سے قریش کے سرداروں کو

یہ پیش کش کی کہ اگر وہ ایک مدّت تک جنگ بندی کا معاہدہ کرنا چاہیں تو آپ اس کے لیے تیار ہیں۔ جواب میں مکّہ مکرّمہ سے کئی سفیر آئے، آخر کار ایک معاہدہ لکھا گیا جس میں یہ طے ہوا کہ حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اور قریش آئندہ دس سال تک ایک دوسرے کے خلاف کوئی جنگ نہیں کریں گے۔ اس معاہدے کو صلح حُدَیبیہ کا معاہدہ کہا جاتا ہے۔

مشرکینِ مکّہ کے نمائندوں نے حدیبیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے محبّت اور آپ کی اطاعت کا عالم دیکھ لیا تھا۔ انھوں نے واپس مکّہ مکرّمہ جا کر بتایا کہ اس جذبے کو شکست دینا ممکن نہیں ہے۔ نمائندے خود بھی چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ بندی کا کوئی معاہدہ ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ادب رسول خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ

جب مسلمانوں کے کافروں کے ساتھ مذاکرت کامیاب ہو گئے اور صلح کی دفعات طے ہو گئیں تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ ان کو تحریر کریں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے انھیں لکھوانا شروع کیا: علی لکھو! بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اس پر قریش کے نمائندہ سہیل بن عمرو کو اعتراض ہوا کہ ہم کسی رحمٰن کو نہیں جانتے۔ آپ اس طرح لکھیں: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ۔ یعنی تیرے نام سے اے اللہ!۔

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے اشارے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ کے الفاظ لکھ دیے۔ اس کے بعد آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: علی! لکھو، یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ (خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ) نے قریش کے ساتھ باہمی صلح کی۔ سہیل بن عمرو نے پھر اعتراض کیا کہ اگر ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتے تو پھر آپ کے ساتھ جھگڑا ہی کیا تھا۔ آپ اس کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، تم لوگ تسلیم کرو یا نہ کرو۔ پھر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ محمد بن عبداللہ ہی لکھ دیں اور محمد رسول اللہ کا لفظ مٹا دیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد رسول اللہ کے الفاظ لکھ چکے تھے، عرض کی: اللہ کے رسول! یہ کیسے ممکن ہے کہ میں محمد رسول اللہ کا لفظ اپنے ہاتھ سے مٹا دوں! اس پر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے خود اپنے دستِ مبارک سے یہ لفظ مٹا دیا۔

حضرت ابوجَندَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایفائے عہد

حدیبیہ کے معاہدے میں کافروں نے ایک شرط یہ بھی رکھی تھی کہ اگر مکّہ مکرّمہ کا کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ منوّرہ جائے گا تو مسلمانوں کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ اسے واپس مکّہ مکرّمہ بھیجیں، اور اگر کوئی شخص مدینہ منوّرہ چھوڑ کر مکّہ مکرّمہ آئے گا تو قریش کے ذمے یہ نہیں ہوگا کہ وہ اسے واپس مدینہ منوّرہ بھیجیں۔ یہ شرط بھی مسلمانوں کے لیے بہت تکلیف دہ تھی اور اس کی وجہ سے وہ یہ چاہتے تھے کہ ان شرائط کو قبول کرنے کے بجائے ان کافروں سے ابھی ایک فیصلہ کن معرکہ ہو جائے۔

ابھی یہ معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ سہیل بن عمرو کے اپنے بیٹے حضرت ابوجَندَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مسلمان ہو چکے تھے، کسی طرح قریش کی قید سے نکل کر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے پاس پہنچ گئے۔ سہیل نے انھیں دیکھ کر کہا: یہ پہلا شخص ہے جسے مسلمان واپس کرنے کے پابند ہوں گے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ابھی تو معاہدے پر دستخط بھی نہیں ہوئے۔ سہیل نے کہا: اگر اسے واپس نہ کیا گیا تو میں معاہدہ کیے بغیر واپس چلا جاؤں گا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ہر حالت میں یہ معاہدہ کرنا چاہتے تھے، اس لیے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت ابوجَندَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: دیکھو! اللہ تعالیٰ تمھارے لیے کوئی

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

اور راستہ نکال دے گا، صبر کرو اور اس آزمائش کو باعث اجر و ثواب سمجھو۔ ہم نے قریش سے معاہدہ کر لیا ہے، اب ہم اپنے وعدے کو توڑ نہیں سکتے۔

(صحیح بخاری:2529)

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روشن کردار

کافروں نے صلح کی یہ شرط بھی رکھی تھی کہ اس وقت مسلمان واپس مدینہ منوّرہ چلے جائیں اور اگلے سال آکر عمرہ کریں۔ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم عمرے کے لیے احرام باندھ کر آئے تھے اور وہ کافروں کے طرزِ عمل سے بہت غم و غصّہ کی حالت میں تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اسی صلح کے نتیجے میں آخر کار قریش کا اقتدار ختم ہو، اس لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے یہ شرائط منظور کر لیں۔

معاہدے کی دستاویز طے ہونے کے بعد آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو تین بار حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے جانور ذبح کر دیں اور اپنے بال منڈوا لیں، عمرہ ادا کیے بغیر واپس جانا مسلمانوں کے لیے بڑا صدمہ تھا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اپنے خیمے میں تشریف لائے، اپنی اہلیہ محترمہ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی پریشانی کا ذکر فرمایا تو اس عظیم اور دانش مند خاتون نے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو مشورہ دیا کہ آپ کسی سے کچھ نہ کہیں، بس اتنا کریں کہ اپنا جانور ذبح کر دیں اور کسی بلند جگہ بیٹھ کر حجام کو بلا کر اپنا سر منڈوا لیں۔

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ باہر تشریف لائے، اپنا جانور ذبح کیا، حجام سے اپنا سر منڈوایا تو لوگوں نے بھی آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی پیروی میں اپنے جانور ذبح کرنا اور بال منڈوانا شروع کر دیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم جہاد کے جذبے سے سرشار تھے اور موت پر بیعت کر چکے تھے، لیکن حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے حکم کے آگے انھوں نے سر جھکا دیا اور صلح پر راضی ہو کر واپس مدینہ منوّرہ چلے گئے اور اگلے سال عمرہ ادا کیا۔

نتائج

اس صلح کے کچھ عرصے بعد ایک واقعہ یہ ہوا کہ ایک صاحب جن کا نام ابو بصیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا، مسلمان ہو کر مدینہ منوّرہ آئے، رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے معاہدے کے مطابق انھیں واپس بھیج دیا۔ انھوں نے مکّہ مکرّمہ جانے کے بجائے ایک درمیانی جگہ پڑاؤ ڈال کر قریش کے خلاف چھاپہ مار جنگ شروع کر دی، کیوں کہ وہ صلح حُدَیبیہ کے معاہدے کے پابند نہیں تھے، وہاں ان کے ساتھ اور بھی چند لوگ مل گئے تھے۔ اس چھاپہ مار جنگ سے قریش اتنے پریشان ہوئے کہ خود انھوں نے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے درخواست کی کہ اب ہم وہ شرط واپس لیتے ہیں، جس کی رو سے مکّہ مکرّمہ کے مسلمانوں کو واپس بھیجنا ضروری قرار دیا گیا تھا، قریش نے کہا کہ اب جو کوئی مسلمان ہو کر آئے تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اسے مدینہ منوّرہ ہی میں رکھیں۔ حضرت ابو بصیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کے ساتھیوں کو اپنے پاس بلا لیں۔ چناں چہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے انھیں مدینہ منوّرہ بلا لیا۔

اس کے بعد یہ ہوا کہ قریش کے کافروں نے دو سال کے اندر اندر حُدَیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کی۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے انھیں پیغام بھیجا کہ یا تو وہ اس کی تلافی کریں یا معاہدہ ختم کریں۔ قریش نے اس وقت غرور میں آکر کوئی بات نہ مانی جس کی وجہ سے حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان کو پیغام بھیج دیا کہ اب ہمارا آپ کا معاہدہ ختم ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ہجرت کے آٹھویں سال دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ مکّہ مکرّمہ کی طرف پیش قدمی فرمائی

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

اور کسی خونریزی کے بغیر مکّہ مکرّمہ فتح ہو گیا۔

صلحِ حُدَیبیہ کے واقعہ کے بعد قرآنِ مجید کی سورت سورۂ فتح نازل ہوئی، جس میں صلحِ حُدَیبیہ کا ذکر آیا اور فتحِ مکّہ کی بشارت دی گئی اور اسے فتحِ مبین (کھلی اور واضح کامیابی) قرار دیا گیا۔ دو سال بعد یہ بشارت سچ ثابت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتحِ مکّہ کی صورت میں عظیم فتح عطا فرمائی جس کا ظاہری سبب صلحِ حُدَیبیہ کا واقعہ تھا۔

صلحِ حُدَیبیہ کے بعد عرب کے لوگ بہت تیزی کے ساتھ مسلمان ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اس واقعے میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ آنے والے جاں نثاروں کی تعداد چودہ سو (1400) تھی۔ جب کہ دو بعد سال مکّہ مکرّمہ کو فتح کرنے کے لیے آنے والے لشکر کی تعداد دس ہزار (10000) کے لگ بھگ تھی۔ گویا ایک مختصر سے عرصے میں بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اسلامی دعوت کو امن کا ماحول مُیسّر آیا اور اس نے تیزی سے ترقی کی۔

حُدَیبیہ کا معاہدہ اسلامی تاریخ کے اہم واقعات میں سے ہے۔ اس معاہدے کے نتیجے میں مسلمانوں کو پہلی بار صحیح معنٰی میں امن مُیسّر آیا اور اسلام کی دعوت کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i صلحِ حُدَیبیہ کا واقعہ پیش آیا:

(الف) ہجرت کے پانچویں سال (ب) ہجرت کے چھٹے سال
(ج) ہجرت کے آٹھویں سال (د) ہجرت کے دسویں سال

ii صلحِ حُدَیبیہ کے موقع پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی تعداد تھی:

(الف) بارہ سو (ب) تیرہ سو (ج) چودہ سو (د) چودہ ہزار

iii حدیبیہ کے مقام سے حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنا سفیر بنا کر مکّہ مکرّمہ روانہ فرمایا:

(الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
(ج) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (د) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

iv حُدَیبیہ کے معاہدے کی مدت طے ہوئی تھی:

(الف) سات سال (ب) آٹھ سال (ج) نو سال (د) دس سال

v فتحِ مکّہ کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی تعداد تھی:

(الف) سات ہزار (ب) آٹھ ہزار (ج) نو ہزار (د) دس ہزار

2 مختصر جواب دیجیے۔

i صلحِ حُدَیبیہ سے پہلے مسلمان مکّہ مکرّمہ کی طرف کیوں روانہ ہوئے تھے؟

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

ii حُدَیبیہ کا مقام کہاں واقع ہے؟

iii صلحِ حدیبیہ کا معاہدہ لکھنے کا اعزاز کن کو نصیب ہوا؟

iv صلحِ حدیبیہ کے موقع پر حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو کیا مشورہ دیا؟

v صلحِ حدیبیہ اور فتحِ مکّہ کے درمیانی وقفہ میں مسلمانوں کی تعداد میں کتنا فرق آیا؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i صلحِ حدیبیہ پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

ii صلحِ حدیبیہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادبِ رسول خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا واقعہ بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابو جَندَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات ہم جماعت ساتھیوں کو سنائیں۔
- صلحِ حُدَیبیہ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر نہیں بلکہ دلیل کے زور پر پھیلا ہے۔ اس موضوع پر ایک تقریر تیار کریں اور کلاس میں پیش کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

- صلحِ حُدَیبیہ کے متعلق ذہنی آزمائش کا ایک مقابلہ منعقد کریں، کامیاب طلبہ کی ستائش کریں۔
- طلبہ میں سیرت طیبہ کے مُطالعے کا ذوق اور شوق پیدا کریں، اہم اور مستند کتب بتائیں۔
- صلحِ حُدَیبیہ کو بنیاد بناتے ہوئے طلبہ کو اتحاد و اتفاق کا درس دیجیے اور اس حوالے سے ایک تقریری مقابلے کا انعقاد کروائیں۔
- طلبہ کو صلحِ حُدَیبیہ کے دیگر ایمان افروز واقعات اور بصیرت آموز دُروس سے آگاہ کیجیے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

(5) رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمی سرگرمیاں

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. معلّمِ انسانیت رسولِ کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے تعلیم و تربیت کے اسلوب کو جان سکیں۔
2. حضرت مُصعَب بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت، خدمات اور تعلیمی سرگرمیوں سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
3. مسجد نبوی خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ میں اسلام کی پہلی درس گاہ صُفّہ، اس کے قیام کے مقاصد اور تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں (مثلاً قرآن، حدیث، تزکیہ نفس، زبانوں کا سیکھنا) سے واقف ہو سکیں۔
4. سیرتِ طیّبہ کی روشنی میں تعلیمی اور تربیتی سرگرمیوں کے واقعات کو سمجھ کر عملی زندگی میں تعلیم کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے پہلی وحی کے نزول کے بعد سے ہی انسانیت کی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دینا شروع فرما دیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مکّہ مکرّمہ میں ہی اسلام قبول کرنے والے لوگوں کو علم حاصل کرنے اور علم کے سکھانے پر مامور کر دیا تھا۔ جب اسلام کی دعوت یثرب (مدینہ منوّرہ) پہنچی تو وہاں کے لوگوں نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے درخواست کی کہ آپ کسی ایسے شخص کو ہمارے پاس بھیج دیں جو ہمیں دین کا علم سکھائے اور ہماری تربیت کرے۔ اس پر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت مُصعَب بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکّہ مکرّمہ سے مدینہ منوّرہ روانہ فرما دیا۔ حضرت مُصعَب بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منوّرہ پہنچ کر تعلیم کا فریضہ سر انجام دینا شروع کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ ہی عرصے میں مدینہ منوّرہ کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت مُصعَب بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اجازت سے مدینہ منوّرہ میں جمعہ کی نماز بھی شروع کر دی تھی۔ گویا کہ مدینہ منوّرہ میں سب سے پہلے امام اور سب سے پہلے استاد ہونے کا اعزاز حضرت مُصعَب بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی قائم کردہ ریاستِ مدینہ کے انتظامی ڈھانچہ میں تعلیم و تربیت کو خصوصی اہمیّت حاصل تھی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نہ صرف خود تعلیم دین اور علمِ نافع کے فروغ پر عمل پیرا تھے، بلکہ جو صحابی بھی دین اسلام اور قرآن مجید کا علم سیکھ لیتے تو وہ اسے آگے پہنچانا شروع کر دیتے۔

عہد نبوی خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ میں جب مملکت اسلامیہ ایک بڑے علاقے تک پھیل گئی تو ایک وسیع تعلیمی نظام قائم کرنا لازم ہو گیا۔ چناں چہ مدینہ منوّرہ سے بڑے بڑے مقامات پر تربیت یافتہ معلّمین روانہ کیے جاتے اور صوبائی گورنروں کو بھی حکم ہوتا کہ وہ اپنے صوبوں کی تعلیمی ضرورتوں کو پورا کریں۔ یمن کے گورنر حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ہدایت نامہ جاری فرمایا کہ وہ قرآن مجید اور اسلامی علوم کی تعلیم کا بندوبست کریں۔

گورنروں کو یہ بھی حکم تھا کہ وہ لوگوں کو وضو، جمعہ کا غسل، باجماعت نماز، روزہ اور حج بیت اللہ کے احکام بتائیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے صوبہ یمن میں ایک ناظم تعلیمات بھی مقرّر فرمایا۔ اسے حکم تھا کہ وہ مختلف اضلاع کا دورہ کرے اور وہاں کی تعلیم اور تعلیمی اداروں کی نگرانی کرے۔

درس گاہِ صُفّہ کی خصوصیات:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مدینہ منوّرہ میں مسجد نبوی کے ساتھ ایک درس گاہ قائم فرمائی جسے صُفّہ کہا جاتا ہے۔ اس درس گاہ میں مسافر اور غریب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا قیام تھا، جو دین کا علم سیکھنے کے لیے وہاں جمع رہتے تھے۔ دین کے ان طلبہ کا قیام و طعام مدینہ والوں کے ذمہ ہوتا تھا۔ یہاں سے علم حاصل کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے دنیا کے کئی ممالک میں علم کے فروغ کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان مبارک صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سب سے زیادہ احادیث کے راوی ہیں۔

صُفّہ کی درس گاہ میں مختلف زبانوں کی تعلیم بھی دی جاتی تھی، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت سی زبانوں مثلاً عبرانی، سریانی، رومی اور قبطی وغیرہ کے ماہر تھے۔

صُفّہ کی درس گاہ میں قرآن مجید کے حفظ اور تفسیر کی تعلیم دی جاتی تھی۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ قرآنِ مجید کی تفسیر فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے فرامین کو محفوظ کر لیتے، جنھیں حدیث کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اس درس گاہ میں تزکیہ نفوس کا فریضہ بھی انجام دیا جاتا تھا، اور طلبہ کو زندگی گزارنے کے وہ آداب بتائے جاتے تھے جن پر عمل کر کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم پوری دنیا کے امام قرار پائے۔

معلّمِ انسانیت خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا طریقۂ تعلیم و تدریس:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ اقدس ساری انسانیت کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو ساری دنیا کی تعلیم و تربیت کے لیے مبعوث فرمایا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیشہ اس فریضہ کو ادا فرمایا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ لوگوں کی ان کے مزاج، عمر اور مقام و مرتبہ کے مطابق تربیت فرماتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بہت محبّت، حکمت و بصیرت اور مناسب ترین انداز میں تعلیم دیتے اور تزکیہ فرماتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنی بات لوگوں پر مسلّط نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کے دلوں میں اتارتے تھے۔

حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تعلیم کے دوران ہلکی پھلکی بات سے دلچسپی کو زندہ رکھتے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سننے والوں کے معیار کا خیال رکھتے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہر شخص سے اس کے معیار کے مطابق گفت گو فرماتے۔ اپنی گفت گو کو عمدہ مثالوں اور روزمرہ مشاہدات سے سجاتے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سامع کی سہولت کے لیے سادہ اور مانوس لہجہ استعمال فرماتے۔

جب آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنے شاگردوں سے خطاب فرماتے تو انھیں آدابِ زندگی سے روشناس فرماتے۔ دورانِ تدریس نرم انداز اختیار فرماتے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے کلام میں عاجزی اور انکساری ہوتی۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے علم حاصل کرنے کے لیے مختلف قبائل اور افراد آتے تو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ان سے ان کے لہجے میں گفت گو فرماتے۔

آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے بطور معلّم صبر و قناعت کا دامن کبھی نہیں چھوڑا۔ بے لوث خدمت کی اور بحیثیت مُعلّم کفّار کے ہر ظلم اور زیادتی کو برداشت کیا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بنائے ہوئے نظامِ تعلیم اور اندازِ تربیت نے دنیا کے لیے علم و فضل کے راستے کھولے، آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ اقدس قیامت تک علم و آگہی کا مینار رہے، جس سے ہر زمان و مکان کے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے، آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ختمِ نبوّت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے علم و دانش کی ایسی شمع کو روشن فرمایا ہے جو قیامت تک آنے والے لوگوں کو علم کا راستہ دکھاتی رہے گی۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i یثرب کے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے بھیجا گیا:

(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

(ج) حضرت مُصعَب بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (د) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

ii مسجدِ نبوی کے ساتھ قائم کی گئی درس گاہ کا نام تھا:

(الف) صُفّہ (ب) ندوہ (ج) دارِ ارقم (د) دار العلوم

iii عبرانی، سریانی، رومی اور قبطی جیسی بہت سی زبانوں کے ماہر تھے:

(الف) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

iv نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اہم بات کو دہراتے تھے:

(الف) تین مرتبہ (ب) چار مرتبہ (ج) پانچ مرتبہ (د) چھے مرتبہ

v نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے علم کی جو شمع روشن فرمائی وہ راستہ دکھاتی رہے گی:

(الف) ایک ہزار سال (ب) دو ہزار سال (ج) تین ہزار سال (د) قیامت تک

2 مختصر جواب دیجیے۔

i نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دینا کب شروع فرمایا؟

ii عہدِ نبوی میں گورنروں کو لوگوں کی تعلیم و تربیت کے بارے میں کیا حکم دیا گیا تھا؟

iii درس گاہِ صُفّہ کہاں قائم کی گئی تھی؟

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

iv) حضرت مُصعَب بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خصوصیت تحریر کریں۔

v) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خوبی تحریر کریں۔

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے نظامِ تعلیم پر نوٹ لکھیں۔

ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ تعلیم و تربیت کو بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- ★ اصحابِ صُفّہ (خصوصاً مختلف شعبوں میں نمایاں خدمات انجام دینے والے) چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں کی فہرست بنائیں۔
- ★ مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کو بدر کے کافر قیدیوں کا فدیہ مقرر کرنے سے علم کی اہمیّت کے بارے میں طلبہ جماعت میں تبادلۂ خیال کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں قائم تعلیمی درس گاہ کے متعلّق آگاہ کریں۔
- چند کاتبینِ وحی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے گرامی، ولدیت، پیدائش و لقب، عمر، مروی احادیث کی تعداد، وفات پر مشتمل چارٹ بنوائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

(6) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بطور داعی امن

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. اسلام میں امن وسلامتی کی اہمیت کے بارے میں شعور حاصل کر سکیں۔
2. اس بات سے واقف ہو سکیں کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات گرامی امن وسلامتی کا محور ہے۔
3. قیامِ امن کے لیے حضور خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی حکمتِ عملی سے واقف ہو سکیں۔
4. سیرتِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے قیامِ امن کے لیے کیے گئے اقدامات کی چند مثالیں جان سکیں۔
5. نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ کو مشعل راہ سمجھ کر اپنی عملی زندگی میں امن وسلامتی کا مظاہرہ کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

اسلام کی آمد سے پہلے جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا اُصول لاگو تھا۔ جس شخص کے پاس طاقت ہوتی وہ جو چاہتا کر گزرتا اور کوئی اسے روک نہ پاتا۔ اس طرزِ عمل نے معاشرے کو اندھیر نگری بنا دیا تھا۔ یتیموں، بیواؤں اور غلاموں پر ظُلم وستم کا بازار گرم تھا، اغوا و بدکاری عام تھی، چوری، ڈاکا زنی اور حق دار کو اس کے حق سے محروم کرنا رواج بن چکا تھا۔ کمزور فریاد کرتا رہتا مگر اس کی فریاد سُننے والا کوئی نہ ہوتا۔ ایسے گھٹن زدہ ماحول میں اللہ تعالیٰ نے سسکتی انسانیت پر رَحم فرمایا اور رَحمتِ عالَم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ امن کے سب سے بڑے داعی بن کر اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے اور حق وصداقت اور امن وعافیت کا پرچم بُلند فرما دیا۔

قیامِ امن، قرآن وسنّت کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر جو دین نازل فرمایا اس میں ناحق قتل کرنے کو بہت بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا اور ایک انسان کی جان بچانے کو ساری انسانیت کی جان بچانے کے برابر قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ

(سورۃ المائدۃ:32)

ترجمہ: "کہ جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان (کے بدلہ) یا زمین میں بغیر فساد مچانے کے قتل کیا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک جان کو بچایا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو بچا لیا"

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس بات کو بہت تاکید کے ساتھ بیان فرمایا کہ کسی شخص کی چیز اس کی دلی خوشی کے بغیر استعمال کرنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے، آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

ترجمہ: "کسی شخص کا مال اس کی دلی خوشی کے بغیر کسی کے لیے حلال نہیں ہے۔" (مسند احمد:20695)

آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے سچّے مسلمان کا تعارف ان الفاظ میں کروایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ (صحیح بخاری:6484)

ترجمہ: "سچا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے سچّے مومن کی یہ نشانی بیان فرمائی:

ترجمہ: "سچا مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے مال اور جانیں محفوظ ہوں" (سنن ابن ماجہ:3934)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلموں کے بے شمار حقوق بیان فرمائے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کی جان، مال اور عزّت وآبرو کی حفاظت تمام مسلمانوں کا مذہبی فریضہ قرار دیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے اسلامی ریاست میں بسنے والے کسی غیر مسلم پر ظلم کیا، یا اس کا حق مارا، یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالا، یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر اس کی کوئی چیز لی تو میں قیامت کے دن اس مسلمان کے خلاف غیر مسلم کے حق میں وکیل بنوں گا۔"

(سنن ابی داؤد:3052)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس بات کی تعلیم دی کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملے تو اسے سلام کرے، اور جسے سلام کیا جائے وہ سلام کا جواب دے۔ سلام دراصل سلامتی کی ایک دعا ہے۔ جب ایک شخص دوسرے کو سلام کرتا ہے تو وہ نہ صرف اسے سلامتی کی دعا دے رہا ہوتا ہے بلکہ اسے یہ پیغام بھی دے رہا ہوتا ہے کہ تمھیں میری طرف سے کوئی تکلیف یا نقصان نہیں پہنچے گا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور قیامِ امن کے معاہدے:

اسلام سے پہلے عرب لوگ معمولی باتوں پر لڑ پڑتے تھے اور یہ لڑائیاں کئی کئی سال تک جاری رہتی تھیں۔ عربوں کی سب سے زیادہ مشہور جنگ کو "حربِ فجار" کہا جاتا ہے، یہ جنگ قریش اور بنو قیس کے درمیان ہوئی تھی۔ قریش اس جنگ میں حق پر تھے، اس لیے حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی اس میں شرکت فرمائی تھی لیکن کسی پر تلوار نہیں اٹھائی۔

اس لڑائی میں دونوں قبیلوں کو بہت نقصان کا سامنا کرنا پڑا اور کئی خاندان برباد ہو گئے، جس پر دونوں قبیلوں کے سرداروں نے آپس میں مشورہ سے ایک معاہدہ کر لیا، اس معاہدہ میں یہ طے پایا کہ:

(۱) وہ آپس میں لڑنے سے بچیں گے۔

(۲) ان میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا۔

(۳) مسافروں اور تاجروں کی حفاظت کی جائے گی۔

اس معاہدے کو "حلف الفضول" کہا جاتا ہے۔

اس معاہدے میں حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی شرکت فرمائی، اعلانِ نبوّت کے بعد آپ اس معاہدے میں شرکت پر خوشی کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اس معاہدے کے بدلے اگر کوئی مجھے سرخ رنگ کے سو اونٹ بھی دے تو میں قبول نہ کروں اور آج بھی ایسے معاہدے کے لیے کوئی مجھے بلائے تو میں حاضر ہوں۔"

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے قیامِ امن کے لیے مدینہ منوّرہ کے یہودیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جسے میثاقِ مدینہ کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے کو دنیا کا پہلی تحریری دستور کہا جاتا ہے۔

اسی طرح آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مشرکینِ مکّہ کے ساتھ بھی صلح کا ایک معاہدہ کیا جسے صلحِ حدیبیہ کہتے ہیں۔ اس معاہدے کا مقصد بھی جنگ کا خاتمہ اور امن کا فروغ تھا۔

قیامِ امن کے لیے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی کوششیں:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے معاشرے کے امن و سکون کو برباد کرنے والوں کو اس عمل سے روکنے کے لیے شرعی سزاؤں کا نفاذ کیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے چوری، بدکاری اور شراب نوشی جیسے گھناؤنے افعال کی سزائیں مقرّر کیں۔ ناجائز طریقے سے ایک دوسرے کا مال کھانے، سُود خوری اور جُوئے کو حرام قرار دیا۔ عرب قبائل میں اتّحاد و اتّفاق پیدا کیا۔ ہر انسان خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، اس سے بدعہدی اور وعدہ خلافی کو ممنوع قرار دیا۔ نہ صرف خود مظلوموں کی دادرَسی کی بلکہ انسانیّت کی بقا کے لیے یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور غریبوں کی کفالت کے فضائل بیان کیے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے عورتوں، بچّوں، غلاموں اور بوڑھوں کے حقوق ذکر کر کے معاشرے کو امن کی راہ پر گامزن فرمایا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اعلانِ نبوّت کے بعد اپنی تیرہ (13) سالہ مکّی زندگی کفّار و مشرکین کے ظُلم و سِتم سہتے ہوئے گزاری، آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ چاہتے تو فتحِ مکّہ کے موقع پر ایک ایک شخص سے ظلم کا حساب لے لیتے مگر اپنے جانی دشمنوں کو بھی مُعاف کر کے عَفْو و دَرْگزر اور امن و امان کی اعلیٰ مثال قائم کی۔

حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے جہاں تلوار اور طاقت سے کام لیا تو وہاں بھی انسانیّت کو اس کی معراج تک پہنچانے، حقوقِ انسانی میں مساوات، عَدْل و اِنصاف اور اَمن و امان کا نظام قائم کرنے کے عظیم مقاصد کارفرما تھے اور اتنا ہی نہیں بلکہ اپنے صَحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی ایسی بہترین تربیت فرمائی کہ بعد میں آنے والے حکمران ان کے نَقْشِ قدم پر چل کر ملکی و قومی اور معاشرتی سطح پر امن و امان قائم کرتے نظر آئے۔ اس کے نتیجے میں جس تیزی کے ساتھ دینِ اسلام کو قبول کیا گیا اور ابھی تک اس کے ماننے والوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i ایک بے گناہ انسان کے قتل کو قرار دیا گیا:

(الف) ایک انسان کے قتل کے برابر (ب) ساری انسانیّت کے قتل کے برابر
(ج) ایک قبیلے کے قتل کے برابر (د) ایک خاندان کے قتل کے برابر

ii کسی دوسرے کی چیز کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے:

(الف) اسے پیسے دیے بغیر (ب) اس سے لکھوائے بغیر
(ج) اس کی دلی خوشی کے بغیر (د) اس سے پوچھے بغیر

iii جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملے تو اسے کہنا چاہیے:

(الف) السلام علیکم (ب) تسلیمات (ج) آداب (د) ہیلو

iv وہ وعدہ پورا کرنا ضروری ہے جو کیا گیا ہو:

(الف) مسلمان سے (ب) غیر مسلم سے (ج) نیک لوگوں سے (د) ہر انسان سے

v عربوں کی سب سے زیادہ مشہور جنگ کا نام ہے:

(الف) بسوس (ب) فجار (ج) عکاظ (د) ذوالقروح

2 مختصر جواب دیجیے۔

i اسلام سے پہلے دنیا میں امن و امان کی کیا صورتِ حال تھی؟

ii امن عامہ کی اہمیّت کے بارے میں ایک حدیثِ نبوی کا ترجمہ لکھیں۔

iii حربِ فجار کے بعد امن کا جو معاہدہ ہوا اس کا کیا نام ہے؟

iv سلام کرنے والا کیا پیغام دے رہا ہوتا ہے؟

v فتحِ مکّہ کے موقع پر مشرکین کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i امنِ عامہ کی اہمیّت پر قرآن و سنّت کی روشنی میں نوٹ لکھیں۔

ii نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے قیامِ امن کے لیے کیا کوششیں فرمائیں؟

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے قیامِ امن کے لیے کیے جانے والے چند معاہدوں کی فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- صلحِ حُدَیبیہ میں رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی امن پالیسی کے تناظر میں امن و سلامتی کی اہمیّت پر مذاکرہ کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

(1) حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا صبر و شکر

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. صبر و شکر کی فضیلت اور اہمیت سے واقف ہو سکیں۔
2. سیرتِ طیبہ (مکّی اور مدنی زندگی) سے صبر کے مختلف واقعات جان سکیں۔
3. سیرتِ طیبہ (مکّی اور مدنی زندگی) سے شکر کے مختلف واقعات جان سکیں۔
4. رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ میں اہلِ بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو صبر و شکر کی ترغیب و تلقین کے واقعات کی اہمیّت جان سکیں۔
5. رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں صبر و شکر جیسی عظیم صفات کو اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
6. صبر و شکر جیسی صفات کو روز مرّہ زندگی میں اپنا کر معاشرے کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنا سکیں۔

صبر اور شکر دو ایسی خوبیاں ہیں کہ جس شخص کو حاصل ہو جائیں اس کی زندگی کا ہر لمحہ اجر و ثواب کا باعث بن جاتا ہے۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مجھے مؤمن کے حال پر تعجب ہوا کہ اس کے لیے تو ہر حال میں خیر ہے۔ یہ بات مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں، کیوں کہ اگر اسے کوئی خوشی اور نعمت ملے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے، یہ شکر ادا کرنا اس کے لیے خیر ہے۔ اگر اسے کوئی پریشانی لاحق ہو تو وہ صبر کرتا ہے، یہ صبر اس کے لیے خیر کا باعث ہے۔ (صحیح مسلم:5318)

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اور صبر:

صبر کا معنی ہے جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اس کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر اعتراض نہ کرے اور حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ (سورۃ البقرۃ:153)

ترجمہ: ''بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

اَلصَّبْرُ ضِيَاءٌ (صحیح مسلم:328)

ترجمہ: ''صبر روشنی ہے۔''

رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے اَخلاق اور اوصاف میں صبر کو خصوصی اہمیّت حاصل ہے۔ ایک روز رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ خانۂ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اچانک عُقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا۔ اس نے آپ کی گردن میں کپڑا

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

ڈالا اور گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ عین وقت پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے۔ اسے کندھے سے پکڑا اور دھکا دے کر ہٹایا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "کیا تم ان کو صرف اس قصور میں مارتے ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا ربّ اللہ ہے"

رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے صبر و تحمل کی سب سے روشن مثال واقعہ طائف ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے پوچھا: "آپ کی زندگی میں احد سے بھی زیادہ مشکل دن کوئی آیا ہے؟" حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "ہاں! وہ دن جب میں طائف کے رہنے والوں کو اسلام کی دعوت دینے گیا تھا، ان لوگوں نے میری بات کی طرف توجہ نہ دی اور مجھے ستایا" طائف کے سفر کے موقع پر حضرت جبریل علیہ السّلام حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس آئے اور کہا: "اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، آپ اسے جو حکم دیں گے یہ پورا کرے گا۔" پھر پہاڑوں کے فرشتے نے آکر حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو سلام کیا اور کہا: "میں پہاڑوں پر مقرر فرشتہ ہوں، اگر آپ چاہیں تو میں طائف کے دونوں پہاڑوں کو ملا دیتا ہوں اور ان لوگوں کو ختم کر دیتا ہوں" حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے طائف والوں پر مہربانی فرماتے ہوئے کہا: "نہیں، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل میں ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔" (صحیح مسلم:1795)

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور شکر:

شکر کا معنیٰ ہے کہ جب انسان کو کوئی نعمت ملے تو وہ اس نعمت کو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سمجھے۔ اس کی وجہ سے غرور اور تکبّر کا شکار نہ ہو، بلکہ عاجزی اختیار کرے۔ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مبارک زندگی نہ صرف صبر کا پیکر تھی، بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا انتہائی شکر ادا فرماتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مسنون دعاؤں میں کثرت کے ساتھ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے الفاظ ملتے ہیں، جس کا مطلب ہے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بعض اوقات اتنی عبادت کرتے کہ پاؤں مبارک میں ورم آ جاتا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ عبادت میں اتنی مشقت کیوں فرماتے ہیں؟ حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں" (صحیح بخاری:1062)

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں کہ مجھے اس دنیا سے کیا لینا، میری مثال تو اس مسافر کی سی ہے جو ایک درخت کے سایے میں آرام کرنے کے لیے ٹھہرا اور پھر اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ (جامع ترمذی:2377)

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ترغیب دی کہ دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو، اس سے شکر کی توفیق ملے گی اور دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والوں کو دیکھو، اس سے مزید نیک عمل کا شوق پیدا ہو گا۔

افراد اور قوموں کی زندگی میں ایسے لمحات آتے ہیں جو بے پناہ کامیابی اور خطرناک ناکامی کے مواقع ہوتے ہیں۔ ایسے مواقع پر خود کو قابو میں رکھنا اور بے صبری اختیار نہ کرنا انسان کی اعلیٰ خوبی ہے۔ صبر و تحمل اور شکر گزاری ہی وہ اعلیٰ صفات تھیں جن کی وجہ سے رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے تیئیس (23) سال کے عرصے میں ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے صبر کو قرار دیا:

(الف) مٹھاس (ب) روشنی (ج) دولت (د) عزّت

ii نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی دعاؤں میں کثرت سے الفاظ ملتے ہیں:

(الف) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (ب) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (ج) اَللّٰہُ اَکْبَرُ (د) سُبْحَانَ اللّٰہِ

iii حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے صبر کی سب سے روشن مثال ہے:

(الف) غزوۂ احد (ب) واقعہ طائف (ج) ہجرتِ مدینہ (د) غزوۂ احزاب

iv مومن کو نعمت ملے تو کرتا ہے:

(الف) صبر (ب) شکر (ج) فکر (د) ذکر

v سفرِ طائف میں حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر ہوا:

(الف) موت کا فرشتہ (ب) بارش کا فرشتہ (ج) پہاڑوں کا فرشتہ (د) جنّت کا دربان

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

2 مختصر جواب دیجیے۔

i صبر کا کیا معنٰی ہے؟

ii شکر کا کیا معنٰی ہے؟

iii صبر سے متعلّق ایک حدیثِ نبوی کا ترجمہ لکھیں۔

iv نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے صبر کی ایک مثال تحریر کریں۔

v نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے شکر کی ایک مثال تحریر کریں۔

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے صبر کے واقعات پر نوٹ لکھیں۔

ii نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی شکر گزاری پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- ★ صبر و شکر کے متعلّق دو آیاتِ کریمہ اور دو مستند احادیثِ مبارکہ مع ترجمہ تلاش کر کے لکھیں۔
- ★ طلبہ اپنی عملی زندگی میں صبر و شکر کا کوئی واقعہ سنائیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ سے غم و خوشی کے مواقع پر صبر و شکر کی مختلف صورتوں کی فہرست بنوائیں۔

(2) حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم
کا سادہ طرزِ زندگی اور قناعت

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. سادگی اور قناعت کا مفہوم بیان کر سکیں۔
2. نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم کی سیرتِ طیّبہ سے سادگی اور قناعت کی مثالوں سے اہم نکات اخذ کر سکیں۔
3. رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم کی سیرت میں اہلِ بیت اطہار، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی سادگی و قناعت کی ترغیب و تلقین سے متعلق واقعات کا جائزہ لے سکیں۔
4. اسوۂ حسنہ کی روشنی میں رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم کے سادہ طرزِ زندگی اور قناعت کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
5. سادگی اور قناعت جیسی صفات کو روزمرہ زندگی میں اپنا کر معاشرے میں اعتدال قائم کرنے کا ذریعہ بن سکیں۔

بناوٹ، تکلّف اور دکھاوے سے بچنا سادگی ہے۔ مال و دولت کو بے جا اُڑانا، مال کی نمائش کرنا اور غیر ضروری جگہوں پر خرچ کرنا سادگی کے خلاف ہے۔

قرآن و سنّت کی روشنی میں سادگی کی اہمیّت و فضیلت:

سادگی کا تعلّق پوری زندگی سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی یہ نشانی بیان فرمائی ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ (سورۃ الفرقان:67)

ترجمہ: "اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی کرتے ہیں اور (ان کا خرچ) ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔"

اپنے پاس موجود نعمتوں کو ضائع کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ترجمہ: کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک (وہ اللہ) حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ الاعراف:31)

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم نے فرمایا: غیر ضروری ناز و نعمت سے بچو۔ (مسند احمد:22105)

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ (سنن ابی داؤد:4161)

ترجمہ: "بے شک سادگی ایمان کا حصّہ ہے۔"

اسوۂ حسنہ اور سادگی و قناعت:

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم کی زندگی سادگی کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم سادہ خوراک استعمال کرتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھاتے تھے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اکثر کھجوروں اور دودھ پر گزارا کرتے تھے۔ گھر میں گوشت پکتا تو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اس میں شوربا زیادہ کرنے کا کہتے اور شوربے میں روٹی ڈبو کر کھاتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا لباس اور آپ کا بستر بھی بہت سادہ ہوتا تھا۔

رہائش میں سادگی یہ ہے کہ انسان بڑے بڑے محلّات کے بجائے ایسے گھر میں زندگی بسر کرے جس میں ضروری رہائش کا انتظام ہو۔ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے قیامت کی جو نشانیاں بیان فرمائی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ لوگ اونچی اونچی عمارتیں بنانے پر فخر کیا کریں گے۔ (صحیح مسلم:08)

لباس کی سادگی یہ ہے کہ ہمارا لباس صاف ستھرا اور سادہ ہو۔ مرد، عورتوں کے اور عورتیں مردوں کے مشابہ لباس استعمال نہ کریں۔ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے لباس کے بارے جو تعلیمات دی ہیں ان کا نچوڑ یہ ہے کہ لباس باپردہ ہو، سادہ ہو اور موسمی ضرورتیں پوری کرتا ہو۔ گھریلو استعمال کی اشیا میں سادگی یہ ہے کہ گھر کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بہت زیادہ مہنگی چیزیں استعمال نہ کی جائیں۔ قیامت کے دن انسان سے پوچھا جائے گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال کو کہاں اور کیسے خرچ کیا۔

مشاہیرِ اسلام کی سادگی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیس لاکھ مربع میل کے حکمران تھے۔ جب بیت المقدس فتح کرنے کے لیے تشریف لے گئے تو آپ کے لباس پر کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ سواری کے لیے صرف ایک اونٹ تھا۔ جس پر آپ اور آپ کا غلام باری باری سوار ہوتے تھے۔ یہ ایسے وقت میں آپ کی حالت تھی جب آپ کے نام سے اس وقت کی طاقتیں فارس اور روم تھر تھراتی تھیں۔ اسی عالم میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا: "ہم وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے سے عزت بخشی ہے۔"

سادگی اور قناعت پسندی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاص خوبی تھی۔ فقر و فاقہ کی زندگی گزارنے کے باوجود جو کچھ ان کے ہاتھ آتا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔ آپ اپنی محنت و مزدوری کی کمائی کا بڑا حصّہ غریبوں، محتاجوں، بیواؤں اور یتیموں کی مدد کے لیے خرچ کر دیتے تھے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھوکے رہتے اور دوسروں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقدِ نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا۔ آپ کی گھریلو زندگی بہت سادہ تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھرپور ساتھ دیا۔ گھر میں عام طور پر فاقہ ہوتا تھا لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کبھی اس کی شکایت نہ کی۔ گھر کا کام کاج خود ہی انجام دیتی تھیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ کسی مجمع میں تشریف لے گئے۔ وہاں بیٹھے ہوئے لوگ احتراماً اٹھ کر کھڑے ہو گئے، مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ناپسند فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''ایسا مت کرو، کیوں کہ میں نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہو کہ لوگ اس کے واسطے کھڑے ہوا کریں، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔'' یونس بن مَیسرہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دمشق کے بازاروں میں دیکھا، آپ کے بدن پر پیوند لگی ہوئی قمیص تھی اور آپ حالات جاننے کے لیے دمشق کے بازاروں کا چکر لگا رہے تھے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

سادگی اختیار کرنے کے فوائد:

- سادگی دل کو راحت اور سکون دیتی ہے۔
- سادہ زندگی گزارنے سے مال میں برکت آ جاتی ہے۔
- سادگی اپنا کر انسان بہت سی پریشانیوں سے بچ جاتا ہے۔
- سادگی اختیار کرنے سے معاشرے میں توازن پیدا ہوتا ہے۔
- سادگی اختیار کرنے سے جو بچت ہوتی ہے، اس سے ضرورت مندوں کی مدد کی جاسکتی ہے۔
- جو لوگ اپنی چیزوں کی نمائش کرتے ہیں وہ دراصل دوسروں کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں، ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔
- خوراک میں سادگی سے انسان بہت سی بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔ سادہ خوراک کھانے سے انسان میں قناعت پیدا ہوتی ہے۔

ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ضرورت کی جگہوں پر ضرورت کے مطابق خرچ کرنا ضروری ہے، یہ سادگی کے خلاف نہیں۔ اگر کوئی شخص ضرورت کی جگہ پر خرچ نہ کرے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

جب کوئی قوم سادگی چھوڑ دیتی ہے اور فضول خرچی کی عادت اپنا لیتی ہے، تو وہ اَخلاقی بُرائیوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ اسلام خوشی اور غم کے موقع پر سادگی اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ہمیں سادگی کو اپنانا چاہیے تاکہ ہم ایک مضبوط قوم بنیں اور ہمارا وطن پاکستان خوش حال ہو جائے۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i فضول خرچی اور دکھاوے سے بچنا ہے:

(الف) سخاوت (ب) سادگی (ج) سچائی (د) دیانت داری

ii سادگی کا تعلّق ہے:

(الف) صرف بچپن سے (ب) صرف جوانی سے
(ج) صرف بڑھاپے سے (د) ساری زندگی سے

iii اللہ تعالیٰ کے نیک بندے خرچ کرتے ہیں:

(الف) لاپروائی کے ساتھ (ب) خوب زیادہ (ج) بہت کم (د) اعتدال کے ساتھ

iv حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے قیامت کی نشانی قرار دیا:

(الف) پکی عمارتوں کو (ب) عمارتوں کی بلندی پر فخر کرنے کو
(ج) عمارتیں بنانے کو (د) عمارتوں کی مضبوطی کو

v لباس باپردہ اور موسمی ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے:

(الف) قیمتی (ب) مہنگا (ج) سستا (د) سادہ

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

2 مختصر جواب دیجیے۔

i. سادگی سے کیا مراد ہے؟
ii. سادگی کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔
iii. سادگی کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔
iv. نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سادگی کی ایک مثال تحریر کیجیے۔
v. سادگی کے دو فائدے لکھیں۔

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i. سادگی کی اہمیّت وفضیلت پر نوٹ لکھیں۔
ii. سیرتِ طیّبہ اور مشاہیرِ اسلام کی زندگی سے سادگی کی مثالیں تحریر کیجیے۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- سادگی اور قناعت سے متعلّق دو مستند احادیثِ مبارکہ تلاش کر کے لکھیں۔
- اپنے اردگرد آپ جو چیزیں سادگی کے خلاف دیکھتے ہیں انھیں ایک جگہ جمع کریں اور آپس میں ان کا مذاکرہ کریں۔
- سادہ زندگی گزارنے کے فائدوں پر مشتمل ایک چارٹ بنائیں اور اسے مناسب جگہ آویزاں کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ سے روزمرّہ زندگی میں سادگی اور قناعت کی عملی صورتوں (کھانا، پینا، لباس وغیرہ) پر مشتمل فہرست بنوائیں۔
- طلبہ کو حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ، صحابہ کرام اور بزرگانِ دین کی سادگی کے مختلف واقعات سنائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

(3) حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا اندازِ گفت گو

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. اسوۂ حسنہ کی روشنی میں رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے آدابِ گفت گو سے واقفیت حاصل کریں۔
2. سیرتِ طیّبہ سے رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے فصیح و بلیغ اندازِ گفت گو کی نمایاں مثالیں بیان کر سکیں۔
3. تعلیم و تربیت میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ گفت گو کو جان سکیں۔
4. رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ سے لوگوں بشمول سامعین کی ذہنی سطح کا خیال رکھتے ہوئے ان سے گفت گو کرنے اور ان کی بات کو توجُّہ سے سننے کے بارے میں جان سکیں۔
5. نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے عمدہ اندازِ گفت گو کو روزمرّہ زندگی میں اپنا سکیں۔
6. ان آداب پر عمل کر کے روزمرّہ زندگی میں سلیقے، شائستگی اور نرم مزاجی سے گفت گو کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بولنے کی طاقت عطا کی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمت ہے جس کے ذریعے ہم اپنی دل کی بات بیان کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سب مخلوقات میں یہ خوبی انسانوں کو حاصل ہے کہ وہ اپنی ہر بات، ہر خیال، ہر رائے اور ہر مشاہدہ دوسرے انسانوں تک پہنچا سکتے ہیں۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ (صحیح بخاری: 2767، بحار الانوار، ج 83، ص 369)

ترجمہ: "اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں گفت گو کرنے کے آداب اور طریقے سکھائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں سیدھی اور صاف بات کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ (سورۃ الاحزاب: 70)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور بالکل سیدھی (سچی) بات کہو۔"

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

"جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔" (صحیح مسلم: 71، الکافی، ج 1، ص 6)

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا اندازِ گفت گو:

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے کلام اور لب و لہجہ میں بہت مٹھاس اور تاثیر تھی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ہر بات میں سادہ اور آسان الفاظ کے ساتھ مکمّل پیغام ہوتا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے الفاظ واضح ہوتے تھے۔ عرب کے لوگ مختلف علاقوں سے تعلّق رکھتے تھے۔ اس لیے ان لوگوں سے ان کے لب و لہجہ اور ذہنی سطح کو مدّ نظر رکھتے ہوئے کلام کرتے تھے۔

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بڑے اطمینان سے گفت گو فرماتے۔ جلدی نہ کرتے۔ بات کو تفصیل سے بیان فرماتے کہ سننے والے کو واضح طور پر بات سمجھ آجاتی اور غور سے سننے والا اسے ہمیشہ کے لیے یاد رکھ سکتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ جلدی جلدی گفت گو نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نہایت واضح اور تفصیلی گفت گو فرماتے۔ پاس بیٹھنے والا اسے یاد کر لیتا تھا۔

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے کلام مبارک کی تاثیر سے اکثر ابولہب بوکھلا جاتا تھا اور جب آپ تبلیغ کی غرض سے لوگوں کے پاس جاتے تو ابولہب شور کرتا جاتا کہ لوگو! محمد (خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) کا کلام نہ سننا یہ جادو کی طرح لوگوں پر اثر کرتا ہے۔

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اہم بات کو تین بار دہراتے تھے تاکہ ہر بات سننے والے کے لیے سمجھنا اور یاد رکھنا آسان ہو جائے۔ جب آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کچھ ارشاد فرماتے تو شمار کرنے والا اگر چاہتا تو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی گفت گو کے ایک ایک لفظ کو شمار کر سکتا تھا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے الفاظ انتہائی جامع و بلیغ ہوتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مختصر بات میں بھی ایک مکمل اور واضح پیغام موجود ہوتا۔ آواز مبارک رعب دار ہوتی۔ اگر آخرت کا ذکر فرماتے تو خود آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر خشیتِ الٰہی طاری ہو جاتی۔ بعض اوقات آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی گفت گو اخلاق و حیا کے اعلیٰ مقام پر ہوتی تھی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بہت اونچی آواز میں گفت گو نہ فرماتے نہ کسی کی عیب جوئی کرتے نہ بے جا کسی کی تعریف کرتے، وہی بات کرتے جو حق ہوتی تھی۔

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ گفت گو کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ غیر ضروری بات نہیں کرتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کم بولتے تھے لیکن جب بولتے تو صرف وہی بات فرماتے جو انتہائی ضروری ہوتی۔ ہمارا دین ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ بری بات کہنے سے، بہت بہتر ہے کہ انسان خاموش رہے۔

آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ گفت گو کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی تھا کہ ہر لفظ الگ الگ ہوتا، سننے والا اسے سمجھ لیتا اور کم ہی مزید سوال کرنے کی ضرورت پیش آتی۔ اگر کوئی پھر بھی سوال کرتا تو اسے مکمل طور پر بات سمجھا دیتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے کلام مبارک کے الفاظ بالکل صاف اور سننے والے کے فہم کے مطابق ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم زمانے بھر کے امام ٹھہرے۔

پوری کائنات میں سب سے اچھا اندازِ گفت گو رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ گفت گو کو اپنانے کی کوشش کریں، اس سے ہماری گفت گو کی طاقت بھی بڑھے گی اور ہماری عزت میں بھی اضافہ ہوگا۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i حدیثِ مبارکہ کے مطابق اچھی بات بتانا ہے:

(الف) صدقہ　(ب) نفل　(ج) فرض کفایہ　(د) واجب

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

ii اچھی بات کہو یا:

(الف) اٹھ کر چلے جاؤ (ب) اچھی بات لکھو (ج) خاموش رہو (د) اچھی بات سوچو

iii رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے کلام کی تاثیر سے بوکھلا جاتا تھا:

(الف) ابوجہل (ب) عتبہ (ج) شیبہ (د) ابولہب

iv نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اہم بات کو دہراتے تھے:

(الف) دو مرتبہ (ب) تین مرتبہ (ج) چار مرتبہ (د) پانچ مرتبہ

v حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی آواز مبارک تھی:

(الف) بہت اونچی (ب) بہت دھیمی (ج) رعب دار (د) بہت تیز

2 مختصر جواب دیجیے۔

i گفت گو کے آداب سے متعلّق ایک آیتِ قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔

ii گفت گو کے آداب سے متعلّق ایک حدیثِ نبوی کا ترجمہ لکھیں۔

iii رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ گفت گو میں سے کوئی سے دو نکات لکھیں۔

iv ابولہب لوگوں کو رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی باتیں سننے سے کیوں منع کرتا تھا؟

v پوری کائنات میں سب سے اچھّا اندازِ گفت گو کس کا ہے؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اچھی گفت گو کی اہمیّت پر نوٹ لکھیں۔

ii رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ گفت گو کی تفصیلات بیان کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- ★ گفت گو کے آداب پر آیاتِ کریمہ اور مستند احادیثِ مبارکہ مع ترجمہ تلاش کر کے لکھیں۔
- ★ کبھی اپنی زبان سے ایسی بات نہ نکالیں جو اخلاق سے گری ہوئی اور فضول ہو۔
- ★ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ گفت گو کے اہم نکات اپنی ڈائری میں تحریر کریں۔ ان آداب کو روزمرّہ زندگی میں اپنانے کی کوشش کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ سے گفت گو کے آداب پر مشتمل چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔
- طلبہ سے جماعت میں ایک مکالمہ کروائیں جس میں آدابِ گفت گو کو مدّنظر رکھنے کی تربیت کی جائے۔
- تدریس کے دوران میں طلبہ کے سامنے رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ گفت گو کو پیش کریں۔
- گالی جو کہ عصرِ حاضر کی ایک بہت بری بیماری ہے، طلبہ کو اس سے بچنے کی بھرپور ترغیب دیجیے۔

باب چہارم

اَخلاق وآداب

الف میانہ روی

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. میانہ روی کے معنٰی اور مفہوم کو بیان کر سکیں۔
2. میانہ روی کی اہمیّت وفضیلت سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
3. سیرتِ طیّبہ سے میانہ روی کی چند مثالیں جان سکیں۔
4. اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی زندگیوں سے میانہ روی کی مثالوں کی اہمیّت سمجھیں۔
5. روزمرّہ زندگی میں میانہ روی کی مختلف صورتوں اور ان کے فوائد سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
6. زندگی کے تمام پہلوؤں کھانا پینا، سونا، کھیلنا، جدید ٹیکنالوجی کا استعمال وغیرہ میں افراط وتفریط کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
7. زندگی کے تمام امور میں میانہ روی اور اعتدال کا راستہ اختیار کر سکیں۔

میانہ روی سے مراد درمیانہ راستہ اختیار کرنا ہے۔ ہر معاملے میں افراط وتفریط اور انتہا پسندی سے بچ کر زندگی گزارنے کو میانہ روی کہتے ہیں۔

قرآن وسنّت کی روشنی میں میانہ روی کی اہمیّت وفضیلت:

دینِ اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ زندگی کے تمام معاملات میں میانہ روی کی راہ اپنانے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی لیے قرآنِ مجید میں مسلمانوں کو ''اُمتِ وسط'' یعنی درمیانی امّت کہا گیا ہے۔ ہمارے دین کی تعلیم یہ ہے کہ ''بہترین کام وہ ہیں جو میانہ روی کے ساتھ کیے جائیں'' نماز ایک افضل عبادت ہے مگر اس کی ادائی میں بھی اعتدال اختیار کرنا چاہیے۔ سخاوت ایک قابلِ قدر صفت ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا بہت اجر ہے، لیکن اسلام نے سخاوت کے معاملے میں بھی بے اعتدالی سے بچنے کی تعلیم دی ہے کہ تم دوسروں کو اتنا مال مت دو کہ خود محتاج بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی کرتے ہیں اور (ان کا خرچ) ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔'' (سورۃ الفرقان:67)

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

اسلام انسان کو بات چیت میں بھی میانہ روی کی ہدایت کرتا ہے تا کہ کسی طرح کا شور وغل پیدا نہ ہو۔ دوسرے لوگ پریشانی سے محفوظ رہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور اپنی آواز نیچی رکھو یقیناً آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔'' (سورۃ لقمٰن: 19)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

انسان کی آدھی معیشت یہ ہے کہ وہ خرچ کرنے میں میانہ روی قائم کرے۔ (المعجم الاوسط: 6744)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے میانہ روی کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ (مسند احمد: 4269)

ترجمہ: وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا جو خرچ کرنے میں میانہ روی کو ملحوظ رکھے۔

اسلام ہمیں باہمی تعلّقات اور اختلافات میں بھی میانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی سے دوستی کرو تو میانہ روی کے ساتھ کرو، ہوسکتا ہے کہ وہ کسی دن تمھارا دشمن بن جائے۔ اور جب کسی سے دشمنی رکھو تو بھی اعتدال کے ساتھ رکھو، ہوسکتا ہے کہ وہ کسی دن تمھارا دوست بن جائے۔ (جامع ترمذی: 1997)

سیرتِ طیّبہ اور میانہ روی:

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے زندگی کے تمام معاملات میں میانہ روی کا دامن تھامے رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین اعمال وہ ہیں جو ہمیشہ کیے جائیں خواہ وہ تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں۔ (صحیح بخاری: 6464)

دنیاوی زندگی کے معاملات تو ایک طرف، اسلام میں عبادات اور نیکی کرنے میں بھی میانہ روی کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم رات بھر نماز پڑھتے ہو اور دن بھر روزہ رکھتے ہو۔ انھوں نے کہا: بے شک ایسا ہی ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ نماز بھی پڑھو اور نیند بھی کرو، روزہ بھی رکھو اور چھوڑو بھی، کیوں کہ تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔ (صحیح بخاری: 1975)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اعتدال اور میانہ روی کا بہترین نظام قائم فرمایا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے امید اور خوف کے درمیان زندگی گزارنے کی تعلیم دی، یعنی انسان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف بھی ہونا چاہیے اور اس کی معافی کی امید بھی ہونی چاہیے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے دشمنوں کو معاف بھی فرمایا، لیکن جن لوگوں کو سزا دینی ضروری تھی، ان کے لیے سزائیں بھی جاری فرمائیں، آپ نے اپنی ذات کے لیے تو کسی سے انتقام نہ لیا لیکن دین و توحید کی حفاظت کے لیے آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے دشمنوں کے خلاف جہاد بھی فرمایا۔

حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بھی گزارتے تھے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں کا اور سب مسلمانوں کا حق بھی ادا فرماتے تھے، آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کبھی کسی کی حق تلفی نہیں فرمائی۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک زندگی سے ہمیں اعتدال، میانہ روی اور توازن کے ساتھ زندگی گزارنے کا بہترین درس ملتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

میانہ روی اختیار کرنے کے فائدے:

میانہ روی اختیار کرنے کے کچھ فائدے درج ذیل ہیں:

- زندگی کے ہر معاملے میں میانہ روی اختیار کرنا عاجزی اور شرافت کو ظاہر کرتا ہے۔
- میانہ روی اختیار کرنے والا نادار نہیں ہوتا۔
- میانہ روی اختیار کرنے والا بری نظر سے محفوظ رہتا ہے۔
- میانہ روی کو چھوڑنے والا ایک دن ضرور پچھتاتا ہے۔
- میانہ روی اختیار کرنے سے تھوڑے وسائل میں اچھا گزارہ ہو جاتا ہے۔ جب انسان چادر دیکھے بغیر پاؤں پھیلاتا ہے تو زیادہ وسائل میں بھی گزر بسر کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔
- میانہ روی اختیار کرنے والا انسان فضول خرچی جیسے گناہ سے بچ جاتا ہے۔
- نمود و نمائش اور دکھلاوا کرنے سے غریب لوگوں کا دل دکھانے کا گناہ ملتا ہے۔
- اختلافی صورت حال میں میانہ روی اختیار کرنے والا لڑائی جھگڑے اور نفرت سے محفوظ رہتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ زندگی کے تمام معاملات میں اعتدال اور میانہ روی کو اپنائیں۔ تعلیم، کھیل کود، تفریح، کھانے پینے اور زندگی کے سب معاملات میں اعتدال کی روش کو چھوڑنا، بہت نقصان کی بات ہے۔ جدید ٹیکنالوجی خاص طور پر ٹی وی، کمپیوٹر اور موبائل فون کے استعمال میں میانہ روی بہت ضروری ہے۔ جو لوگ وقت بے وقت سکرین کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں یا گھنٹوں اس مشغلے میں گزار دیتے ہیں، وہ اپنی صحت اور وقت کا بہت نقصان کر دیتے ہیں۔ کسی بھی کام میں جب حد سے بڑھا جاتا ہے تو نقصان ہوتا ہے۔ طلبہ کو چاہیے کہ وہ موبائل فون کو بہت کم اور صرف انتہائی ضرورت کے وقت استعمال کریں۔ ہمیں جدید ٹیکنالوجی کو اپنی تعلیمی ضرورت کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i میانہ روی کا معنٰی ہے:

(الف) سختی کا راستہ (ب) درمیانہ راستہ (ج) عاجزی کا راستہ (د) برداشت کا راستہ

ii اسلام نے تمام معاملات میں پیش نظر رکھا ہے:

(الف) نرمی کو (ب) سختی کو (ج) میانہ روی کو (د) مالی حیثیت کو

iii اونچی آواز کو تشبیہ دی گئی ہے:

(الف) پانی کے شور سے (ب) کوّے کی آواز سے (ج) گدھے کی آواز سے (د) بادلوں کی گرج سے

iv موبائل فون کے استعمال میں بہت ضروری ہے:

(الف) مہارت (ب) میانہ روی (ج) بہادری (د) چالاکی

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

v میانہ روی اختیار کرنے والا محفوظ رہتا ہے:

(الف) بڑھاپے سے (ب) چور سے (ج) بری نظر سے (د) موت سے

2 مختصر جواب دیجیے۔

i میانہ روی کا مفہوم تحریر کریں۔

ii میانہ روی کے بارے میں ایک قرآنی آیت کا ترجمہ لکھیں۔

iii میانہ روی کے بارے میں ایک حدیثِ نبوی کا ترجمہ لکھیں۔

iv چال میں میانہ روی سے کیا مراد ہے؟

v میانہ روی اختیار کرنے کے کوئی سے دو فائدے لکھیں۔

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i میانہ روی کی فضیلت بیان کریں۔

ii سیرتِ طیّبہ سے میانہ روی کی مثالیں پیش کیجیے۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ "میانہ روی کی عادت طالبِ علم کو کیا فائدہ دیتی ہے؟" اس موضوع پر ایک مباحثے کا انعقاد کریں۔

★ اپنے رہن سہن، کھانے پینے اور زندگی کے دوسرے تمام معاملات کا جائزہ لیں کہ کہیں کسی طرح کی بے اعتدالی آپ کی زندگی کا حصّہ تو نہیں۔ اگر ایسا ہے تو اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

- میانہ روی کے متعلّق مستند حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں مذاکرہ کروائیں۔
- طلبہ سے فہرست بنوائیں کہ افراط وتفریط کی مختلف صورتیں کیا ہوسکتی ہیں۔
- طلبہ کو عملی زندگی سے مثالیں دے کر اعتدال اختیار کرنے کا درس دیں۔
- طلبہ کو اختلاف میں بھی میانہ روی اختیار کرنے کی ترغیب دیں اور انھیں دوسروں کی آرا اور نظریات کا احترام کرنا سکھائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

ب سخاوت و ایثار

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. سخاوت و ایثار کا معنیٰ و مفہوم بیان کر سکیں۔
2. سخاوت، ایثار اور بخل میں فرق جان سکیں۔
3. سخاوت اور ایثار کی اہمیت و فضیلت سے واقف ہو سکیں۔
4. بخل کی وعید اور اس کے نقصانات کو جان سکیں۔
5. سخاوت و ایثار کی مختلف صورتوں (مالی، بدنی اور علمی) کا جائزہ لے سکیں۔
6. اسوۂ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ، اہلِ بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی سیرتِ مبارکہ سے سخاوت و ایثار کی مثالوں کی اہمیت سمجھ سکیں۔
7. معاشرتی زندگی میں سخاوت و ایثار کے فوائد کا جائزہ لے کر انھیں اپنا سکیں۔
8. معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے سخاوت و ایثار جیسی صفات کو اپنا کر اپنا مثبت کردار ادا کر سکیں۔

سخاوت کا معنیٰ دل کی خوشی سے مال خرچ کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر ضرورت مندوں کی مدد کرے۔ وہ ان سے بدلے کی امید نہ رکھے اور اس کا مقصد دکھاوا اور نمائش بھی نہ ہو۔ ایثار کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان اپنی ضرورت کے باوجود دوسروں کو ترجیح دے۔ قرآنِ مجید میں ایسے لوگوں کی تعریف آئی ہے جو اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو مقدم رکھتے ہیں۔

سخاوت اور ایثار دونوں اسلام میں بہت قابلِ تعریف خوبیاں ہیں، جب کہ اسلام میں بخل سے منع کیا گیا ہے۔ بخل کا معنیٰ ہے: لالچ اور کنجوسی کرنا۔ یہ بھی بخل ہے کہ انسان پیسوں کو گن گن کر جوڑ جوڑ کر رکھتا رہے، نہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دل کھول کر خرچ کرے، نہ اپنے گھر والوں پر خوشی سے خرچ کرے اور نہ ہی اپنی ذات پر۔ بخل اور لالچ انسانی شخصیت کے عیب ہیں، جن سے اسلام میں منع کیا گیا ہے۔

سخاوت و ایثار کا تعلّق صرف مال خرچ کرنے سے نہیں ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمت بھی دی ہے اسے دوسروں کی بھلائی کے لیے خرچ کرنا سخاوت و ایثار کہلاتا ہے۔ اس لیے سخاوت مالی بھی ہوتی، بدنی بھی اور علمی بھی۔ مال خرچ کرنا مالی سخاوت ہے، کسی کی خدمت یا فائدے کے لیے بھاگ دوڑ کرنا بدنی سخاوت ہے اور کسی کو علم سکھانا یا اچھی بات بتانا علمی سخاوت ہے۔

اسلام میں سخاوت بہت اہمیّت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال ایک دانے کی سی ہے جس نے اُگائیں سات بالیاں، ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے اور بڑھا تا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے۔ (سورۃ البقرۃ:261)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ ہر روز صبح کے وقت دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں: ''اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اور زیادہ عطا فرما۔'' (صحیح بخاری:1442)

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: رشک دو ہی لوگوں پر جائز ہے ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی اور وہ اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ اس کے مطابق سکھا رہا ہے۔ (صحیح بخاری:73)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مجھ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اس کا حساب نہ کرو، ورنہ وہ بھی تمھیں گن گن کر ہی دے گا۔ (صحیح بخاری:1433)

اسوۂ حسنہ اور مشاہیر اسلام کی زندگی سے مثالیں:

سخاوت حضور خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا وصف خاص ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے انکار کیا ہو۔ (صحیح مسلم:2311)

ایک مرتبہ ایک آدمی نے رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا، آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اسے اتنی زیادہ بکریاں عطا فرمائیں جن سے ایک وادی بھری ہوئی تھی۔ وہ اپنے لوگوں میں گیا اور جا کر ان سے کہا اسلام قبول کرلو، کیوں کہ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اتنا عطا فرماتے ہیں کہ انسان کو غربت کا ڈر نہیں رہتا۔ (صحیح مسلم:2312)

تاریخِ اسلام ہمارے بڑوں کی سخاوت و فیاضی کے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرب کی مال دار خاتون تھیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ساری دولت اسلام کی تبلیغ کے لیے خرچ ہوئی۔ مکّہ مُکَرَّمَہ کی خطرات میں گھری ہوئی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے مال دار مسلمانوں نے بہت سے غلاموں کو کافروں سے خرید کر آزاد کیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سا مال کئی موقعوں پر اسلام کی سربلندی کے لیے خرچ کیا۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنے گھر کا سارا سامان رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس موقع پر گھر کا آدھا سامان لے آئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت نقد رقم کے علاوہ نو سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے تک جا پہنچی۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔ مدینہ مُنَوَّرہ میں میٹھے پانی کا ایک کنواں ایک یہودی کی ملکیت تھا۔ وہ مسلمانوں کو اس کنویں سے پانی نہیں لینے دیتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ہوا تو منھ مانگی قیمت ادا کر کے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

فیاضی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاص خوبی تھی۔ فقر و فاقہ کی زندگی گزارنے کے باوجود جو کچھ ان کے ہاتھ آتا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔ آپ اپنی محنت و مزدوری کی کمائی کا بڑا حصّہ غریبوں، محتاجوں، بیواؤں اور یتیموں کی مدد کے لیے خرچ کر دیتے تھے۔

مہاجرین جو مدینہ منوّرہ آنے کے بعد خود کو تنہا محسوس کر رہے تھے، وہ انصار کے ایثار سے اس قدر متأثر ہوئے کہ اپنا وطن چھوڑنے کا غم بھول گئے۔ انصار اور مہاجرین میں ایسی محبّت اور اتحاد پیدا ہوا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے ایثار اور سخاوت پر قرآنِ مجید میں انصار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی تعریف فرمائی ہے:

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ (سورۃ الحشر:09)

ترجمہ: "اور وہ اپنے آپ پر (اُنھیں) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اُنھیں شدید حاجت ہو۔"

سخاوت کے فائدے اور بخل کے نقصانات:

- سخی شخص کو اللہ تعالیٰ بھی پسند کرتا ہے اور لوگ بھی اس سے محبّت کرتے ہیں۔ بخیل شخص اللہ تعالیٰ کو بھی ناپسند ہے اور لوگ بھی اسے پسند نہیں کرتے۔
- سخاوت کی وجہ سے مال بڑھتا ہے اور بخل و لالچ سے مال کم ہوتا ہے۔
- سخی شخص خوش رہتا ہے جب کہ بخیل ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔
- سخی شخص کے لیے لوگوں کے دل سے دعائیں نکلتی ہیں، جن کی وجہ سے اس کے بگڑے ہوئے کام بھی بن جاتے ہیں۔
- مال خرچ کرنے سے غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد ہوتی ہے، دولت تقسیم ہوتی ہے اور جرائم میں کمی آتی ہے۔
- جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں بہت سی بیماریوں اور حادثات سے محفوظ رہتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ انسانی برادری کے ہر فرد کی ضرورت کو اپنی ضرورت کی طرح محسوس کریں۔ سخاوت و فیاضی سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کریں۔ نادار انسانوں، غریب طلبہ اور مریضوں کے لیے سخاوت سے کام لیں اور انھیں ضروری وسائل فراہم کریں۔ اپنا حق چھوڑ دینا، اپنا مال دوسروں کو دینا، اپنی ضرورت کو روک کر دوسروں کی ضرورت پوری کرنا، یہ سب سخاوت کی مختلف صورتیں ہیں۔

مشق

1 درست ترین جواب کا انتخاب کریں۔

i سخاوت کا معنیٰ ہے:

(الف) خوش رہنا (ب) مال خرچ نہ کرنا (ج) سب کچھ خرچ کر دینا (د) دل کی خوشی سے مال خرچ کرنا

ii بخل کا معنیٰ ہے:

(الف) لالچ اور کنجوسی (ب) صدقہ نہ دینا (ج) زکوٰۃ نہ دینا (د) خوب خرچ کرنا

iii عرب کی ایک مال دار خاتون تھیں:

(الف) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) حضرت امّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(ج) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

iv قابلِ رشک انسان ہے:

(الف) مال دار تاجر (ب) بہت شہرت والا
(ج) سیر و سیاحت کرنے والا (د) اللہ تعالیٰ کے راستے میں دولت خرچ کرنے والا

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

v اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے:

(الف) مال جمع کرنے والے کو (ب) سخاوت کرنے والے کو

(ج) زیادہ کھانے پینے والے کو (د) زیادہ بولنے والے کو

2 مختصر جواب دیجیے۔

i ایثار کا کیا معنیٰ ہے؟

ii سخاوت کی فضیلت پر ایک حدیث نبوی کا ترجمہ لکھیں۔

iii نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سخاوت کا ایک واقعہ لکھیں۔

iv علمی سخاوت سے کیا مراد ہے؟

v بخل کے کاموں میں سے کوئی سے دو کاموں کے نام لکھیں۔

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i سخاوت و ایثار کے مفہوم اور اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

ii اسوۂ حسنہ اور مشاہیر اسلام کی زندگی سے سخاوت و ایثار کی مثالیں تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- سخاوت و ایثار کے مفہوم اور اہمیت پر نوٹ لکھیں۔
- اسوۂ حَسَنَہ اور مشاہیرِ اسلام کی زندگی سے سخاوت و ایثار کی مثالیں تحریر کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ اگر استطاعت رکھتے ہیں تو ان سے جمع شدہ رقم سکول کی جانب سے کسی فلاحی ادارے وغیرہ کو امداد کی صورت میں دیں۔
- طلبہ کو بخل سے بچنے کی مسنون دعا زبانی یاد کروائیں۔
- سخاوت کی اہمیّت اور بخل کی مذمّت کے موضوع پر ایک مباحثے کا انعقاد کیجیے۔
- طلبہ کو نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور بزرگانِ دین کی سخاوت کے مختلف واقعات سنائیں۔
- طلبہ کے سامنے نشان دہی کریں کہ روزمرّہ زندگی میں سخاوت اور ایثار کی ضرورت کن کن مواقع پر پیش آتی ہے۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

ج تعلیم اور تعلُّم کے آداب

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. تعلیم اور تعلّم کا مفہوم جان سکیں۔
2. علم دین کی فضیلت جان سکیں۔
3. تعلیم اور تعلّم کے آداب جان سکیں۔
4. حصولِ علم کے لیے سوال کرنے اور سفر کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
5. استاد اور وسائلِ علم (کتاب، قلم، کاغذ، اسکول اور عملہ وغیرہ) سے محبّت اور ان کے احترام کی اہمیّت سمجھ سکیں۔
6. استاد اور طلبہ کے چند حقوق و فرائض کا جائزہ لے سکیں۔
7. بامقصد اور نافع علم کے حصول کی جدوجہد کر سکیں۔
8. قرآن و سنّت کی تعلیمات کی روشنی میں ایک باادب طالب علم بن سکیں۔

تعلیم کا معنیٰ ہے: علم سکھانا اور تعلّم کا معنیٰ ہے: علم حاصل کرنا۔ علم سکھانے والے کو معلّم یا استاد اور علم سیکھنے والے کو متعلّم یا طالبِ علم کہتے ہیں۔ تعلیم و تعلّم یعنی علم کا سیکھنا اور سکھانا اسلام میں بہت اہمیّت اور فضیلت والا عمل ہے۔ قرآنِ مجید اور حدیث نبوی میں اس عمل کے بہت سے فضائل آئے ہیں۔ علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسان کے درجات کو بھی بلند کرتا ہے۔

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کے درجات بلند فرما دے گا جو تم میں سے (کامل) ایمان لائے اور جنھیں علم دیا گیا۔ (سورۃ المجادلۃ: 11)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک علم رکھنے والا اور علم سے محروم دونوں برابر نہیں ہو سکتے، بلکہ علم والوں کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقام ہے:

ترجمہ: آپ فرما دیجیے کیا برابر ہو سکتے ہیں وہ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے؟ نصیحت تو بس وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔ (سورۃ الزمر: 09)

علم کے حُصول سے جنّت کے راستے آسان ہوتے ہیں۔ نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: "جو شخص علم حاصل کرنے کے راستے پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنّت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔" (صحیح مسلم: 2699)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: فرشتے طالب علم کے پاؤں کے نیچے اپنے پَر بچھاتے ہیں اور زمین و آسمان کی ہر چیز عالم کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہے۔ (سنن ابی داؤد: 3641)

آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ (سنن ابی داؤد: 3641)

ترجمہ: بے شک علما نبیوں کے وارث ہیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

تعلیم یعنی علم سکھانے کے آداب

اسلامی تعلیمات میں نہ صرف علم کے سیکھنے اور سکھانے کی اہمیّت اور فضیلت بیان کی گئی ہے بلکہ اس عظیم کام کے آداب بھی بیان کیے گئے ہیں۔ علم سیکھنے اور سکھانے والوں کو جن آداب کا خیال رکھنا چاہیے ان میں سے چند ایک یہاں درج کیے جا رہے ہیں:

- اخلاص یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حُصول اور انسانیّت کی بہتری کے لیے اس عمل میں شامل ہونا چاہیے۔
- علم سیکھنے والوں کی استعداد اور ذہنی صلاحیت کا خیال رکھنا چاہیے۔
- سختی کے بجائے نرمی کو تعلیم کا ذریعہ بنانا چاہیے۔
- وقت کی پابندی کے ساتھ علم سکھانا چاہیے۔
- اچھی اچھی مثالوں کے ذریعے تفہیم کی کوشش کرنی چاہیے۔
- ہر طالب علم کے ساتھ اس کی استعداد کے مطابق برتاؤ کرنا چاہیے۔
- عمدہ، نفیس اور سلجھے ہوئے انداز میں صاف ستھری گفت گو کرنی چاہیے۔

سوال کرنے کی اجازت دینا تعلیم کے مرحلے کا اہم حصّہ ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو نہ صرف سوال کرنے کی اجازت دیتے تھے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔ ہم تک دین کا بہت بڑا حصّہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے سوالات کے ذریعے سے پہنچا ہے۔

تعلّم یعنی علم سیکھنے کے آداب

علم سیکھنے والوں کو جن آداب کا خیال رکھنا ہے، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

- علم سیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور انسانیّت کی بھلائی کی نیت کرنی چاہیے۔
- استاد کا ادب و احترام ہمیشہ مدّنظر رکھنا چاہیے۔
- جو چیزیں علم کے حُصول کا ذریعہ ہیں جیسے کاپی، کتاب، پنسل، سکول کی عمارت وغیرہ ان سب کا ادب و احترام بھی ضروری ہے۔
- بلا وجہ ناغہ کرنا علم کے حُصول میں بہت نقصان دہ چیز ہے۔
- روز کا کام روز کرنے والے طلبۂ علمی میدان میں آگے نکل جاتے ہیں۔
- اپنے ہم جماعت ساتھیوں سے ہم دردی اور تعاون کا رویّہ رکھنا چاہیے۔
- جو بات سمجھ میں نہ آئے وہ ادب و احترام کے ساتھ اساتذہ سے پوچھ لینی چاہیے۔

علم سیکھنے کے آداب میں سے ایک اہم ادب علم کے حُصول کے لیے سفر کرنا ہے۔ اسلامی تاریخ میں جتنے بھی علما، مفکرّین اور محدّثین گزرے ہیں سب نے علم کے حُصول کے لیے سفر اختیار فرمایا۔ علم حاصل کرنے کے راستے میں چلنے والا در اصل اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چل رہا ہوتا ہے۔

ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ فائدہ مند علم حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ فائدہ مند علم وہ ہوتا ہے جس سے انسانوں کو جسمانی یا روحانی فائدہ حاصل ہو۔ فائدہ مند علم حاصل کرنے والا اور اسے سکھانے والا دونوں اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ اس میں محنت سے انسان دنیا میں بھی عزّت پاتا ہے اور آخرت میں بھی سرخرو ہوتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i علم سکھانے والے کو کہتے ہیں:

(الف) معلّم (ب) متعلّم (ج) مبلّغ (د) موذّن

ii علم سیکھنے والے کو کہتے ہیں:

(الف) استاد (ب) معلّم (ج) متعلّم (د) اتالیق

iii ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ حاصل کرے:

(الف) سائنس کا علم (ب) تاریخ کا علم (ج) طب کا علم (د) فائدہ مند علم

iv علمِ دین کے راستے پر چلنے والے کے لیے آسان کر دیا جاتا ہے:

(الف) دولت کا راستہ (ب) جنّت کا راستہ (ج) حکومت کا راستہ (د) ملازمت کا راستہ

v استاد کو طلبہ سے گفت گو کرنی چاہیے:

(الف) بہت علمی اور مدلل (ب) بہت عامیانہ اور سادہ
(ج) فصیح و بلیغ اور ادبی (د) طلبہ کی استعداد کے مطابق

2 مختصر جواب دیجیے۔

i تعلیم و تعلّم کا کیا معنٰی ہے؟

ii دین کی تعلیم حاصل کرنے کی ایک فضیلت لکھیں۔

iii علم کے حصول کے لیے سفر کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

iv علم کے حصول میں سوال کرنے کی کیا اہمیت ہے؟

v علم سکھانے کے دو آداب لکھیں۔

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i تعلیم و تعلّم کی اہمیت قرآن و سنّت کی روشنی میں بیان کریں۔

ii علم سیکھنے کے کیا کیا آداب ہیں؟

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ حُصول علم کے بارے میں دو آیاتِ کریمہ اور دو احادیثِ مبارکہ ترجمہ کے ساتھ تلاش کر کے لکھیں اور اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے سامنے پیش کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

● صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے سامنے علم حاصل کرتے ہوئے جن آداب کا خیال رکھتے تھے، ان آداب کی فہرست طلبہ سے تیار کروا کر کمرا جماعت میں بیان کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

د

بری عادت سے اجتناب

(ریاکاری اور نمود و نمائش)

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. ریاکاری اور نمود و نمائش کا مفہوم بیان کر سکیں۔
2. ریاکاری کی مذمّت اور وعید کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔
3. ریاکاری کے مختلف مواقع (بدنی و مالی عبادات میں، محافل، عمومی معاملات وغیرہ) سے آگاہ ہو سکیں۔
4. اسوۂ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ، اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی سیرتِ مبارکہ سے ریاکاری اور نمود و نمائش کی مذمّت کے بارے میں اہم تعلیمات جان سکیں۔
5. عملی زندگی میں ریاکاری اور نمود و نمائش سے ہونے والے نقصانات (تکبر، اسراف، حسد، چشم بد، دوسروں کی دل آزاری اور جانی و مالی نقصان وغیرہ) کا جائزہ لے سکیں۔
6. ریاکاری اور نمود و نمائش کے نقصانات جان کر عملی زندگی میں ان سے محفوظ رہنے کی کوشش کر سکیں
7. عبادات میں ریاکاری سے اجتناب کرتے ہوئے خلوص اپنا سکیں۔

ریاکاری کا معنیٰ ہے: کسی نیکی یا عبادت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے بجائے لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے بجالانا۔

نمود و نمائش کا معنیٰ ہے: دوسروں کو متاثر کرنے یا انھیں نیچا دکھانے کی کوشش کرنا۔ ریاکاری، نام و نمود اور شہرت کا بے جا جذبہ، نہایت بری عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے، اسے وہ نیکی ہرگز قبول نہیں جس کے کرنے میں بندہ مخلص نہ ہو۔ اللہ کی رضا چھوڑ کر کسی اور کو خوش کرنے یا دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے کی گئی نیکی ریاکاری کہلاتی ہے۔

قرآنِ مجید میں جابجا ریاکاری کی مذمّت بیان ہوئی۔ اسے باعث عذاب اور نیکی کو ضائع کرنے والا عمل قرار دیا گیا۔ جس نیکی میں بھی ریا شامل ہو جائے وہ نیکی ضائع ہو جاتی ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے۔

''اپنے صدقات کو مت ضائع کرو احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا ہے'' (سورۃ البقرۃ:264)

ایک دوسرے مقام پر ریاکاری کو منافقین کی خصلت قرار دیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں (تو) سُستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھاوا کرتے ہوئے۔'' (سورۃ النساء:142)

اسی طرح قرآن مجید میں ایک اور جگہ ریاکاری اور نمود و نمائش کو کافروں کا شیوہ قرار دیتے ہوئے اہل ایمان کو اس سے روکا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور اُن کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اور (محض) لوگوں کو دکھاتے ہوئے نکلے'' (سورۃ الانفال:47)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ایک حدیث مبارکہ میں ان سات خوش نصیب لوگوں کا تذکرہ فرمایا، جنھیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا، ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو اتنے اخلاص اور خفیہ طریقے سے کسی کی مدد کرے کہ

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ سے کیا خرچ کیا ہے۔ (صحیح بخاری:6479)

ریاکاری منافقوں کی خصلت ہے۔ ریا ایک طرح کا شرک ہی ہے، جیسا کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے۔ (سنن ابن ماجہ:3989، میزان الحکمۃ، ج2، ص1019)

مسلمان کو زندگی کے ہر معاملے میں خودنمائی اور نمود و نمائش سے بچنا چاہیے، ایسا کرنے سے انسان بہت سے فائدے حاصل کر سکتا ہے۔ خوراک میں تکلف اور نمود و نمائش سے بچ کر انسان بہت سی بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔ سادہ خوراک کھانے سے انسان میں قناعت پیدا ہوتی ہے۔ رہائش میں نمود و نمائش اور تکلّف سے بچنا بہت ضروری ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے عمارتوں کی بلندی پر فخر کرنے کو قیامت کی نشانی قرار دیا۔ (صحیح مسلم، حدیث:01)

نمود و نمائش اور ریاکاری کے نقصانات:

نمود و نمائش اور ریاکاری انسانی معاشرے کو بری طرح متاثر کرنے والی چیزیں ہیں۔ اس سے افراد اور معاشرے پر جو برے اثرات مرتّب ہوتے ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

- زندگی میں نمود و نمائش سے کام لینے والا شخص تکبّر اور فضول خرچی جیسے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔
- جو شخص بہت زیادہ نمود و نمائش سے کام لیتا ہے وہ حاسدین کے حسد اور بری نظر کا شکار ہو کر اپنا نقصان کر بیٹھتا ہے۔
- نمود و نمائش سے ان لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے جو مالی وسعت نہیں رکھتے۔
- نمود و نمائش کی آرزو ہی انسان کو قناعت اور صبر و شکر جیسی صفات سے عاری بناتی ہے۔
- نمود و نمائش کی خواہش انسان کو جرائم اور گناہوں کی طرف رغبت دلاتی ہے۔
- نمود و نمائش کی خواہش انسان میں زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کی ہوس پیدا کرتے ہوئے اسے لالچی اور بے ایمان بنا دیتی ہے۔
- انسان جھوٹی شان و شوکت اور دکھاوے کی زندگی حاصل کرنے کے لیے بعض اوقات ایسے ایسے کام بھی کر گزرتا ہے جو اسے انسانیت کے درجے سے گرا دینے کے لیے کافی ہیں۔
- نمود و نمائش اور دکھلاوا کرنے والا شخص دوسروں کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔

اگر ہم اپنے معمولات میں نمود و نمائش کی روش ترک کر کے سادگی اختیار کر لیں تو بہت سے مسائل سے خود کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i کوئی نیکی یا عبادت لوگوں کو دکھانے کے لیے انجام دینا کہلاتا ہے:

(الف) ریاکاری (ب) کفایت شعاری (ج) رواداری (د) خودداری

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

ii تمام اعمال کا دارومدار ہے:

(الف) حالات پر (ب) تاریخ پر (ج) مستقبل پر (د) نیتوں پر

iii صدقات ضائع ہو جاتے ہیں:

(الف) چھپ کر دینے سے (ب) علانیہ دینے سے (ج) رشتہ داروں کو دینے سے (د) احسان جتلانے اور تکلیف پہنچانے سے

iv ایک طرح کا شرک ہے:

(الف) مال کمانا (ب) بزرگوں کی بات ماننا (ج) ریا اور دکھلاوا (د) قبرستان جانا

v نمود و نمائش کرنے سے دل آزاری ہوتی ہے:

(الف) ہمسایوں کی (ب) کم مال و دولت والوں کی (ج) طالب علموں کی (د) تاجروں کی

2 مختصر جواب دیجیے۔

i ریا کاری اور نمود و نمائش سے کیا مراد ہے؟

ii نمود و نمائش اور ریا کاری کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

iii نمود و نمائش اور ریا کاری کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

iv سادہ خوراک استعمال کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

v رہائش میں نمود و نمائش سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i نمود و نمائش اور ریا کاری سے بچنے کی اہمیّت و فضیلت پر نوٹ لکھیں۔

ii نمود و نمائش اور ریا کاری کے نقصانات تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ عملی زندگی سے مثالیں دیں کہ ہم کس طرح نمود و نمائش اور ریا کاری سے بچتے ہوئے اعلیٰ اَخلاق کو اپنا سکتے ہیں۔
★ مختلف تقریبات میں ہونے والی نمود و نمائش کی مثالوں کی فہرست بنائیں۔
★ اپنے اردگرد آپ جو عمل سادگی کے خلاف دیکھتے ہیں انھیں ایک جگہ جمع کریں اور ان پر مذاکرہ کریں۔
★ سادہ زندگی گزارنے کے فائدوں پر مشتمل ایک چارٹ بنائیں اور اسے جماعت میں آویزاں کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بزرگانِ دین کی سادگی کے مختلف واقعات سنائیں۔
- ریا کاری کی مختلف صورتوں کے بارے میں طلبہ کے درمیان ایک مکالمہ کروائیں۔
- ریا کاری کے مختلف مواقع (بدنی و مالی عبادات، محافل، عمومی معاملات) کے بارے میں خاکہ پیش کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

باب پنجم

حسن معاملات و معاشرت

(الف) حُقُوقُ العباد

(مہمان، خواتین، مسافر، دوست)

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. حقوق العباد کی اہمیّت جان سکیں۔
2. میز بانی کی فضیلت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے مہمانوں اور مسافروں کے حقوق سے آگاہی حاصل کر یں سکیں۔
3. دیگر مذاہب کی نسبت اسلام میں خواتین کو دیے گئے خصوصی حقوق کو جان کر ان کے مقام کو سمجھ سکیں۔
4. نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے مختلف لوگوں سے حسن سلوک اور اس کی روشنی میں خواتین کے احترام سے واقف ہوسکیں۔
5. اسوۂ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ، اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی سیرتِ مبارکہ سے مذکورہ حقوق العباد کی مثالوں کا جائزہ لیں لے سکیں۔
6. مذکورہ حقوق العباد کو اپنی عملی زندگی کا حصّہ بناتے ہوئے معاشرے کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنا سکیں۔
7. ساتھیوں (ہم جماعت، رفیق کار، محلے دار، ہم سفر وغیرہ) کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے بننے کی کوشش کر سکیں۔
8. دینِ اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں صوفیہ کرام، بزرگانِ دین، علمائے کرام اور اپنے بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت کرنے والے بن سکیں۔

حقوق العباد کا معنیٰ ہے: بندوں کے حقوق۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ اپنے بندوں کے حقوق بھی لازم فرمائے ہیں۔ ان حقوق کو حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ حقوق العباد میں والدین، اساتذہ، بہن بھائیوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں، ساتھیوں، بچوں، بزرگوں اور خواتین کے حقوق بھی شامل ہیں۔ آخرت کی کامیابی کے لیے جیسے اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا ضروری ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا کرنا بھی لازم ہے۔

مہمانوں کے حقوق

جو شخص کسی سے ملاقات کے لیے اس کے گھر، دفتر یا رہنے کی جگہ آئے وہ اس کا مہمان ہے۔ اس کی عزّت کرنا اور اس کی ضرورت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ہمارے دین میں مہمان کی آمد کو بہت رحمت اور برکت کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی جن خوبیوں کا قرآنِ مجید میں ذکر کیا ہے، ان میں سے ایک خوبی "مہمان نوازی" بھی ہے۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے گھر میں جب کوئی مہمان آتا تو آپ اس کی خدمت میں کوئی کمی نہ چھوڑتے۔ گھر میں جو کچھ موجود ہوتا، اس کے سامنے لا کر رکھ دیتے۔ مہمان نوازی کے متعلّق حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ مہمان کی عزّت کرے'' (صحیح بخاری:6018)

نجران کے مسیحیوں کا ایک وفد مدینہ منوّرہ آیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے انھیں مسجدِ نبوی میں ٹھہرایا اور مہمانوں کی پوری پوری خاطر داری فرمائی۔ انھیں مسجد میں عبادت کی اجازت بھی دی۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۂ آلِ عمران، آیت 62)

ایک دفعہ رسولِ کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے گھر ایک مہمان آیا۔ اس وقت آپ کے گھر میں صرف بکری کا تھوڑا سا دودھ تھا۔ آپ نے وہ سارا دودھ مہمان کو پلا دیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ کے گھر والے کھائے پیے بغیر سو گئے۔ حضرت رملہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اُمّ شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھروں کو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ مہمان خانے کے طور پر استعمال فرماتے تھے، وہاں باہر سے آئے ہوئے مہمان ٹھہرتے اور ان کی خدمت کا عمدہ انتظام کیا جاتا۔

ایک مرتبہ ایک صحابی کے گھر ایک مہمان آ گیا۔ ان کی بیوی نے بتایا کہ گھر میں صرف اتنا کھانا ہے جو بچّوں کے لیے کافی ہو۔ صحابی نے بیوی سے کہا کہ بچّوں کو کسی طرح بہلا کر سلا دو اور جب مہمان کھانے پر بیٹھے تو چراغ بجھا دینا تاکہ وہ سمجھے کہ ہم بھی ساتھ کھا رہے ہیں۔ اس طرح سارا کھانا مہمان کو کھلا دیا اور خود بھوکے رہ گئے۔ صبح کو حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابی سے فرمایا: تمھاری مہمان نوازی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی۔ (صحیح مسلم:2054)

خواتین کے حقوق:

خواتین کا احترام کرنا، انھیں ان کے حقوق فراہم کرنا اور ان کو معاشرے میں برابری کا مقام دینا اسلامی شریعت کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں خواتین کے بہت سے حقوق بیان فرمائے ہیں، قرآن مجید کی ایک سورت کا نام سورۃ النساء ہے، نساء کا معنیٰ ہے: عورتیں۔ سورۃ النساء میں تفصیل کے ساتھ خواتین کے حقوق اور ان سے متعلّق شرعی احکام کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کی برکت سے ان تمام بری رسموں اور خیالات کو ختم فرما دیا جن کے مطابق عورتوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا تھا اور کم تر مخلوق خیال کیا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر عورت کو عورت ہونے کی حیثیت سے بے پناہ تقدُّس عطا فرمایا ہے۔ عورت جب ماں، بہن، بیوی یا بیٹی کے رُوپ میں ہو تو اس کا احترام اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں تمھیں عورتوں کے ساتھ حسنِ سُلُوک کی وصیت کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری:3331)

ہر خاتون کا حق ہے کہ اس کی عزّت کی جائے، اسے احترام دیا جائے اور اس کا حق ضائع نہ کیا جائے۔ جو معاشرے عورت کو عزّت نہیں دیتے وہ برباد ہو جاتے ہیں۔ بیٹے اور بیٹی دونوں کی تعلیم ماں باپ کی یکساں ذمّہ داری ہے۔ بہت سے لوگ بیٹیوں کو پڑھانے میں سستی یا لاپروائی سے کام لیتے ہیں، جو شریعت کی روشنی میں ناجائز ہے۔ بچیوں کی اچھی تعلیم و تربیت کرنے والے کو قیامت کے دن حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ساتھ نصیب ہوگا۔ بہنوں اور بیٹیوں کو وراثت میں حصّہ دینا اسی طرح فرض ہے، جس طرح نماز، روزہ اور دوسری عبادات فرض ہیں۔ جو لوگ عورتوں کو وراثت میں حصّہ نہیں دیتے وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بیٹیوں سے بہت محبّت کرتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے عرب کے لوگ بیٹی کی پیدائش کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، لیکن آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو بتایا کہ جو شخص بیٹی سے محبّت

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

کرے گا اور اس کی اچھی تربیت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جنّت میں میرے قریب رکھے گا۔

ایک مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس ایک بہت خوبصورت ہار لایا گیا جس میں قیمتی پتھر لگے ہوئے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ یہ ہار میں اپنے گھر والوں میں سے اسے دوں گا جو مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ پھر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ننھی بیٹی حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلوایا اور وہ ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔

مسافر کے حقوق

مسافر اس شخص کو کہتے ہیں جو حالتِ سفر میں ہو۔ اسلام نے مسافروں کے ساتھ بھلائی اور ہمدردی کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ وہ گھر سے باہر بھی راستے اور سفر کی تکالیف سے محفوظ رہ سکیں۔ قرآنِ مجید میں مسافروں کا خیال رکھنے اور ان پر خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ مسافر کو راستہ بتانے پر صدقے کا ثواب ملتا ہے۔ (سنن ابی داؤد:4816)

مسافر کا سامان اٹھوانے میں اس کی مدد کرنے پر بھی صدقے کا ثواب ملتا ہے۔ (صحیح بخاری:2891)

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے راستوں کو خراب کرنے اور آنے جانے والوں کے لیے انھیں مشکل بنانے سے سختی سے منع فرمایا۔ جہاد کے ایک سفر میں کچھ لوگوں کے خیمے راستے میں آ گئے تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جن لوگوں کے خیمے راستے میں آئے ہیں وہ اپنے خیمے ہٹا لیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے جہاد کو قبول نہیں کرے گا۔ (سنن ابی داؤد:2629)

قرآنِ مجید اور احادیث نبویہ میں مسافر کے بہت سے حقوق بیان کیے گئے ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(1) مسافر کو عزّت اور دعا کے ساتھ رخصت کرنا۔	(2) ضرورت کے وقت مسافر کا بوجھ اٹھا لینا۔
(3) مسافر کو کھلانا اور اس پر خرچ کرنا۔	(4) ضرورت کے وقت طبی امداد فراہم کرنا۔
(5) مسافر کو راستہ بتانا۔	(6) سفر سے واپسی پر خندہ پیشانی کے ساتھ مسافر کا استقبال کرنا۔

دوستوں کے حقوق

کچھ لوگ ہمارے رشتہ دار اور مستقل ہمسایے نہیں ہوتے، بلکہ ہماری کلاس میں پڑھتے ہیں، یا کھیل کے میدان میں ہمارے ساتھ ہوتے ہیں یا مسجد میں ہمارے ساتھ ہوتے ہیں یا ہمیں ان سے سفر میں واسطہ پڑتا ہے۔ یہ سب لوگ ہمارے تھوڑی دیر کے ساتھی ہوتے ہیں، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور انھیں تکلیف سے بچانا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ ہمارا دین ہمیں ہمارے ساتھیوں کے بارے میں بھی اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔

قرآنِ مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کا ذکر فرما کر ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس آیت میں یہ بھی فرمایا:

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ (سورۃ النساء:36)

"اور پاس بیٹھنے والے کے (ساتھ بھی اچھا سلوک کرو)"

ساتھیوں اور دوستوں سے اچھا سلوک کرنا اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مبارک سنت ہے۔ ایک مرتبہ ایک سفر میں سواریاں کم تھیں اور لوگ زیادہ تھے، حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے تین لوگوں کو ایک سواری عطا فرمائی، سب اس پر باری باری سفر کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تھے کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سواری پر سوار رہیں اور ہم پیدل چلیں، لیکن نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے منع فرمایا اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اپنی باری آنے پر سوار ہوتے اور اپنی باری پر پیدل چلتے تھے۔ (مسند احمد:3901)

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

جب کوئی انسان اپنے ساتھیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے تو اس سے پتا چلتا ہے کہ اس کی اچھی تربیت ہوئی ہے اور وہ اچھا انسان ہے۔
اسلام نے بندوں کے حقوق کی بہت تاکید کی ہے۔ خاندان اور معاشرے کا سکون ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں پوشیدہ ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے ساتھ بندوں کے حقوق ادا کرنے پر زور دیا ہے۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i قرآنِ مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ایک خوبی بیان کی گئی ہے:

(الف) تیراندازی (ب) مہمان نوازی (ج) خطابت (د) گھڑسواری

ii النساء کا معنیٰ ہے:

(الف) ستارے (ب) فرشتے (ج) نعمتیں (د) عورتیں

iii بیٹیوں اور عورتوں کو وراثت میں سے حصّہ دینا ہے:

(الف) فرض (ب) مستحب (ج) مباح (د) رواج

iv مسافر کو رخصت کرنا چاہیے:

(الف) کھانا دے کر (ب) کتابیں دے کر (ج) عزّت و دعا کے ساتھ (د) مال و اسباب دے کر

v ساتھیوں اور دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے پتا چلتا ہے:

(الف) صاحبِ علم ہونے کا (ب) مال دار ہونے کا (ج) اچھی تربیت کا (د) دینی گھرانے کا

2 مختصر جواب دیجیے۔

i مہمان کے اکرام کی ایک فضیلت تحریر کریں۔

ii خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک کی کیا فضیلت ہے؟

iii بچیوں کی تعلیم کے بارے میں اسلام کا نکتہ نظر کیا ہے؟

iv مسافروں سے حسنِ سلوک کا کیا فائدہ ہے؟

v ساتھیوں کے ساتھ حسنِ سلوک پر ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i مسافروں کے کیا حقوق ہیں؟

ii اسلام نے عورتوں کے لیے کون کون سے حقوق مقرّر کیے ہیں؟

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- خواتین، مہمانوں، مسافروں اور ساتھیوں کے حقوق کے موضوع پر آپس میں تبادلہ خیال کریں اور اہم نکات نوٹ کریں۔
- طلبہ اظہارِ خیال کریں کہ وہ جماعت اور محلے میں اپنے دوستوں کا خیال کیسے رکھتے ہیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- اسلام میں خواتین کے حقوق اور خواتین کے مقام و مرتبہ کے بارے میں مذاکرہ کریں۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

ب نظم وضبط اور قانون کا احترام

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. نظم وضبط کے معنیٰ و مفہوم جان سکیں۔
2. نظم وضبط کی ضرورت و اہمیت سے واقف ہو سکیں۔
3. اسوۂ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ، اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی سیرت مبارکہ سے نظم وضبط کی مثالوں کو جان سکیں۔
4. نظامِ کائنات اور اسلامی عبادات (باجماعت نماز، روزہ، حج وغیرہ) سے نظم وضبط کا سبق سیکھ سکیں۔
5. ملکی قوانین کو سمجھتے ہوئے ان پر عمل درآمد کے فوائد کا جائزہ لے سکیں۔
6. انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نظم وضبط اور قانون کی بالادستی اور احترام کے فوائد و اثرات کو سمجھتے ہوئے انھیں اپنی زندگی کا حصّہ بنا سکیں۔

دنیا میں ہر کام کسی نہ کسی ضابطے اور قانون کے تحت ہوتا ہے۔ اسی کا نام نظم وضبط ہے۔ روزمرّہ زندگی میں ضابطے اور ادب کا خیال رکھنا نظم وضبط کی پابندی کہلاتا ہے۔ معاشرتی نظم وضبط قائم کرنے اور شخصی و اجتماعی حقوق و فرائض کے تحفّظ کے لیے ریاست جو قوانین وضع کرتی ہے، ان کی پابندی کرنا احترامِ قانون کہلاتا ہے۔

قانون معاشرے میں نظم وضبط قائم رکھنے کے لیے بنایا جاتا ہے، تاکہ ہر شخص مقررہ حدود کے اندر رہ کر اپنے وسائل سے فائدہ اٹھائے اور ملکی ترقّی کے لیے کام کرے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مختلف پیغمبر اور نبی بھیجے تاکہ انسانوں کو زندگی گزارنے کا بہترین نظام دیا جائے اور انھیں قاعدے اور قانون کے مطابق زندگی بسر کرنے کا عادی بنایا جائے۔ نظم وضبط اچھی زندگی گزارنے کی بنیادی شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نظم وضبط کے قیام اور احترامِ قانون کا حکم قرآنِ مجید میں دیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ (سورۃ النساء:59)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور (اُس کے) رسول (خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کی اطاعت کرو اور اُن کی جو تم میں سے صاحبِ اختیار ہیں۔

معاشرتی جرائم، سرکشی، نظم وضبط کا درہم برہم ہونا، فساد اور بے امنی، سب قانون کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا، جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یا فساد کے پھیلنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (سورۃ القصص:77)

ترجمہ: بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی ناک کٹا حبشی بھی تمھاری قیادت کرے تو اس کی بھی اِطاعت کرو۔ (صحیح بخاری:655)

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

نظامِ کائنات اور اسلامی عبادات سے نظم وضبط کا درس:

ہم اپنے گرد و پیش نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ ایک خاص قاعدے اور قانون کا پابند ہے۔ سورج، چاند، ستارے سب ایک قانون میں بندھے ہوئے ہیں۔ زمین ایک خاص رفتار سے گھوم رہی ہے۔ دن رات ایک خاص اُصول کے ساتھ باری باری ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ نباتات، جمادات اور حیوانات سب ایک قانون کے تابع ہیں۔ خود انسانی جسم کے اعضا بھی کسی ضابطے کے پابند ہیں۔ اس پابندی میں کہیں خرابی پیدا ہو جائے تو انسانی جسم مختلف امراض کا شکار ہو جاتا ہے یا کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

اسلام کے تمام احکام میں نظم وضبط کی روح کارفرما ہے۔ نماز نظم وضبط کی دلکش تصویر ہے۔ باجماعت نماز ادا کرنے سے اِطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ روزہ نظم وضبط کا سبق دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مسلمان صبح سے شام تک حلال چیزوں کی موجودگی میں سخت بھوک پیاس کو برداشت کرتا ہے، وہ خواہشات اور جذبات کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ روزہ ضبطِ نفس اور اَخلاق کی پاکیزگی میں بھی کردار ادا کرتا ہے۔ حج بھی نظم وضبط کا بہترین عملی نمونہ ہے۔ تمام حجاج ایک ہی طرز کا لباس پہنتے ہیں، خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں، ایک ہی امام کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں اور مناسکِ حج ادا کرتے ہیں۔

اُسوۂ حَسَنہ اور مشاہیرِ اسلام کا کردار:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات کے مطابق قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ ایک مرتبہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی۔ وہ عورت اپنے قبیلے میں نمایاں مقام رکھتی تھی، لہٰذا انھوں نے نبی مکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں اس کی سفارش کرنا چاہی۔ اس کے لیے آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ایک محبوب صحابی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب کیا گیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے بات کی تو آپ نے ناگواری کا اظہار کیا اور فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو؟ پھر آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خطبہ دیا، جس میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی معزز چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تھا تو اس پر حد جاری کرتے تھے" (صحیح بخاری: 3475)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں ایک مسلمان اور ایک یہودی مقدمہ لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ یہودی حق پر ہے تو آپ نے فوری طور پر مسلمان کے خلاف اور یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ (موطا امام مالک: 1206)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایک مرتبہ آپ کی زرہ گم ہو گئی۔ وہ زرہ ایک یہودی کے پاس تھی، آپ خلیفۂ وقت تھے، لیکن آپ نے قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ قاضی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گواہ طلب کیے۔ انھوں نے کہا کہ اس زرہ کے میری ملکیت میں ہونے کے گواہ میرا بیٹا اور میرا ایک غلام ہے، لیکن ان کی گواہی میرے حق میں قبول نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا قاضی نے فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ یہودی اس سارے واقعے سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔

فوائد وثمرات:

اسلام نے صرف احکام وقوانین دینے پر ہی اِکتفا نہیں کیا، بلکہ اپنی ہر تعلیم میں اس بات کا لحاظ رکھا ہے کہ اس کے ذریعے سے لوگوں میں نظم

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

وضبط اور سلیقہ پیدا ہو۔ جو کام بد نظمی سے کیا جائے اس سے صرف ظاہری بدنمائی ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات اس کام کے خاطر خواہ نتائج بھی حاصل نہیں ہو پاتے۔

معاشرے کی ترقّی اور فلاح و بہبود کے لیے قانون کا احترام اور نظم وضبط کی پابندی کرنا بے حد ضروری ہے۔ ان کے بغیر معاشرہ انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔

نظم وضبط کی اہمیّت و افادیت کا اندازہ ہم اپنی سماجی زندگی پر سرسری نظر ڈال کر بھی لگا سکتے ہیں۔ مثلاً تعلیمی اداروں میں نظم وضبط کا ہونا اشد ضروری ہے۔ سکول یا کالج کی کسی جماعت میں بھی نظم وضبط کے بغیر تدریس ناممکن ہے۔

عام مشاہدہ ہے کہ ٹریفک جام ہونے کی سب سے بڑی وجہ بد نظمی ہوتی ہے۔ جرائم تبھی جڑ پکڑتے ہیں جب قانون شکنی عام ہو جاتی ہے۔ لڑائی جھگڑے تب زور پکڑتے ہیں جب زندگی نظم وضبط کی پابند نہیں رہتی۔ صحت کی خرابی کے پیچھے بھی کھانے پینے اور آرام میں نظم وضبط نہ ہونے کا سبب کارفرما ہوتا ہے۔ کسی بھی فوج کی تمام تر قوت کا راز نظم وضبط میں ہے۔

ہم زندہ اور باوقار قوم ہیں، ہمیں کامیاب زندگی گزارنے کے لیے قدم قدم پر نظم وضبط کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

مشق

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا:

(الف) فساد مچانے والوں کو (ب) مال کمانے والوں کو (ج) حکمرانوں کو (د) صنعت کاروں کو

ii مالی عبادت ہے:

(الف) روزہ (ب) نماز (ج) زکوٰۃ (د) ذکر اللہ

iii کائنات کا نظام پابند ہے:

(الف) انسانوں کا (ب) حکمِ الٰہی کا (ج) موسموں کا (د) ہواؤں کا

iv ٹریفک جام ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہے:

(الف) تیز رفتاری (ب) سست روی (ج) تنگ سڑکیں (د) بد نظمی

v چوری کرنے والی عورت کا تعلق تھا:

(الف) بنو مخزوم سے (ب) بنو تمیم سے (ج) بنو عدی سے (د) بنو امیّہ سے

2 مختصر جواب دیجیے۔

i نظمِ وضبط سے کیا مراد ہے؟

ii احترامِ قانون سے کیا مراد ہے؟

iii حج نظم وضبط کا درس کیسے دیتا ہے؟

iv نظم وضبط اور احترامِ قانون کے بارے میں ایک حدیثِ نبوی لکھیں۔

v نظم وضبط اختیار کرنے کے دو فائدے لکھیں۔

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i نظم وضبط اور احترامِ قانون کی اہمیّت بیان کریں۔

ii احترامِ قانون کے بارے میں اسوۂ حسنہ سے مثالیں بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- ★ کائنات میں نظم وضبط سے متعلّق دو قرآنی آیات مع ترجمہ چارٹ پر لکھ کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔
- ★ طلبہ کتاب کے متن کے علاوہ نظامِ کائنات اور اسلامی عبادات سے نظم وضبط کی دیگر مثالیں تلاش کر کے جماعت میں سنائیں۔
- ★ طلبہ جائزہ لیں کہ وہ اپنی روزمرّہ زندگی (گھر، سکول، محلہ، کھیل کا میدان، عوامی مقامات وغیرہ) میں کس طرح نظم وضبط پر عمل کر سکتے ہیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- اسلامی نظامِ زندگی میں نظم وضبط کی اہمیّت پر چند مزید مثالیں پیش کریں۔
- طلبہ کے سامنے ملکی قوانین (ٹریفک قوانین، امنِ عامہ وغیرہ) کے فوائد پر اظہارِ خیال کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

ج کسبِ حلال

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. کسبِ حلال کا معنٰی و مفہوم بتا سکیں۔
2. کسبِ حلال کی فضیلت و اہمیّت سمجھ سکیں۔
3. اسوۂ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ، سیرتِ اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی روشنی میں کسبِ حلال کی مثالوں کی اہمیّت سمجھ سکیں۔
4. کسبِ حلال کے مختلف ذرائع سے واقف ہو سکیں۔
5. کسبِ حرام کے مختلف ذرائع خصوصاً سود، رشوت، ظلم، غصب، جوئے، ملاوٹ اور ذخیرہ اندوزی وغیرہ کی حرمت کے بارے میں جائزہ لے سکیں۔
6. کسبِ حلال کے فوائد اور کسبِ حرام کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
7. کسبِ حرام سے بچتے ہوئے کسبِ حلال اختیار کرنے والے بن سکیں۔

کسبِ حلال کا معنٰی ہے: حلال اور جائز ذرائع سے روزی کمانا۔ روزی کا حصول ہر انسان کی ضرورت ہے۔ اسلام میں اس ضرورت کو جائز ذرائع سے پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق رزقِ حلال حاصل کرنے کی فکر توکُّل اور تقویٰ کے منافی نہیں ہے، بلکہ مسلمان کو کسبِ حلال کا حکم دیا گیا ہے تا کہ وہ معاش کی فکر سے آزاد ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکے اور اسے کسی کے آگے ہاتھ بھی نہ پھیلانا پڑے۔

کسبِ حلال کی فضیلت:

اسلام میں روزی کمانے کا ہر وہ ذریعہ حلال ہے جس کی بنیاد انصاف اور سچائی پر ہو اور اس میں کسی کو نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو، جیسے تجارت، ملازمت، کھیتی باڑی، مزدوری اور صنعت کاری وغیرہ۔ البتہ اسلام میں سودی کاروبار، بے حیائی والے ذرائعِ آمدن، شراب کا کاروبار، بت سازی اور جوئے وغیرہ کی اجازت نہیں ہے۔

دینِ اسلام نے محنت سے کام کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ محنت کرنے اور خود اپنی روزی کمانے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں حلال کھانے کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمھیں عطا کی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔ (سورۃ البقرۃ:172)

حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے بھی محنت سے روزی کمانے کا حکم دیا اور اسے ایک مسلمان پر فرض قرار دیا تا کہ وہ دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: حلال روزی طلب کرنا دوسرے فرائض کے بعد ایک اہم فریضہ ہے۔ (سنن کبریٰ:127)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنی امّت کے لوگوں کے دلوں میں محنت کی عظمت واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: کسی شخص نے اس سے بہتر کھانا نہیں کھایا، جو اس نے اپنے ہاتھوں سے کمایا ہو۔ (صحیح بخاری:2070)

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جس شخص نے اس حال میں رات گزاری کہ سارے دن کی محنت اور کام کاج کی وجہ سے وہ بری طرح تھک گیا تھا تو وہ رات اس کے لیے مغفرت کی رات ہوگی۔ (کنز العمال:9215)

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے یہ بھی فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السّلام اپنے ہاتھوں کی محنت سے روزی کماتے تھے۔ (صحیح بخاری:2072)

عملی مثالیں:

محنت کر کے روزی کمانا انبیائے کرام علیہم السّلام کی سنّت ہے۔ انبیائے کرام علیہم السّلام نے مختلف کام کیے۔ حضرت آدم علیہ السّلام کھیتی باڑی کرتے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السّلام کپڑے سینا جانتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السّلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک بڑی کشتی بنائی۔ حضرت ہود علیہ السّلام تجارت کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام گلہ بان بھی تھے اور کسان بھی۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام، حضرت شعیب علیہ السّلام اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام بھی مختلف کام کر کے اپنی روزی کماتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السّلام کو لوہے کے کام میں کمال حاصل تھا۔ وہ تلواریں اور زرہیں بناتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بھی اپنے ہاتھ سے کام کرنے اور محنت و مشقّت میں کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے۔ اعلانِ نبوّت سے پہلے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے تجارت کی غرض سے ملک شام کے سفر بھی کیے۔

ہجرت کے بعد مدینہ منوّرہ میں سب سے اہم کام مسجدِ نبوی کی تعمیر تھا۔ اس میں آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ مل کر کام کیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اپنے گھر کے کام کاج خود کر لیا کرتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بکریوں کا دودھ نکال لیتے، کھانا تیار کر لیتے، کپڑوں کو پیوند لگا لیتے۔

غزوۂ احزاب میں خندق کی کھدائی بڑا مشکل کام تھا۔ اس کھدائی کے مشکل ترین مقامات پر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خود اس میں عملی طور پر حصّہ لیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ اصل عظمت محنت میں ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ محنت کش اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بھی تجارت اور محنت مزدوری کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار مال دار صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان کے تجارتی قافلے چلتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ اپنا مال تجارت بغداد بھجوایا کرتے تھے، آپ اس تجارت کا نفع جمع فرماتے اور پھر اس سے اپنی ضروریات مثلاً کھانا کپڑا خریدتے اور باقی اپنے اساتذہ و محدثین کی خدمت میں حاضر کرتے اور عرض کرتے کہ اسے اپنی ضروریات میں خرچ فرمالیجیے۔

دنیا کے بہت سے حصّوں میں مسلمان تاجروں کے ذریعے اسلام پھیلا، لوگوں نے ان کے تجارتی معاملات کو دیکھا اور مشاہدہ کیا کہ یہ کیسے بااخلاق لوگ ہیں اور وہ ان کے اخلاق سے متاثر ہو کر مسلمان ہوتے چلے گئے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

فوائد وثمرات

انسان کی عزّت اسی میں ہے کہ وہ محنت کرے اور دوسروں کا محتاج نہ بنے۔ اسلام نے حلال مال کمانے اور کھانے پر بہت زور دیا ہے۔ جو افراد اور قومیں محنت سے جی چراتی ہیں وہ زمانے کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتی ہیں۔ کسبِ حلال سے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

- حلال کھانے والے کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔
- وہ اپنے لیے اور اپنے خاندان والوں کے لیے ضروریاتِ زندگی کا جائز انتظام کر سکتا ہے۔
- حلال روزی کے لیے محنت سے عزّتِ نفس اور خودداری پروان چڑھتی ہے اور دلی اطمینان نصیب ہوتا ہے۔
- خود ہاتھ سے کام کرنے کے نتیجے میں غرور اور تکبُّر نہیں رہتا اور انسان میں تواضع پیدا ہوتی ہے۔
- حلال روزی کے لیے محنت کرنے سے انسان تن درست رہتا ہے اور مشکل حالات کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہتا ہے۔
- حلال روزی کے لیے محنت کرنے والا دوسروں کی محتاجی سے بچ جاتا ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم محنت کو اور کسی پیشے کو حقیر نہ سمجھیں، بلکہ محنت کو اپنا شعار بنائیں۔ مزدور، محنت کش اور کاریگر کا احترام کریں۔ ان کی دل شکنی اور دل آزاری سے گریز کریں۔ ان کے کام کو آسان اور کام کی جگہ کو آرام دہ بنائیں۔

مشق

1 مناسب ترین جواب کا انتخاب کریں۔

i. اسلامی شریعت کی روشنی میں حلال روزی کمانا ہے:

(الف) فرض (ب) مستحب (ج) نفل (د) مستحب

ii. حضرت ہود علیہ السّلام کا پیشہ تھا:

(الف) زراعت (ب) صنعت (ج) تجارت (د) شکار کرنا

iii. حلال روزی کمانے والا بچ جاتا ہے:

(الف) لوگوں کی محتاجی سے (ب) محنت سے (ج) تھکاوٹ سے (د) موت سے

iv. ہجرت مدینہ کے بعد سب سے اہم کام تھا:

(الف) میثاق مدینہ کا (ب) مؤاخات کا (ج) مسجد نبوی کی تعمیر کا (د) غزوۂ بدر کا

v. محنت کش دوست ہے:

(الف) لوگوں کا (ب) فرشتوں کا (ج) اللہ تعالیٰ کا (د) محنتی لوگوں کا

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

2 مختصر جواب دیجیے۔

i کسبِ حلال سے کیا مراد ہے؟

ii کسبِ حلال کے بارے میں ایک آیتِ قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔

iii کسبِ حلال کے بارے میں ایک حدیث مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

iv کوئی سے دو انبیاء کرام علیہم السّلام کے پیشے تحریر کریں۔

v کسبِ حلال کے کوئی سے دو فائدے لکھیں۔

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i کسبِ حلال پر قرآن وسنّت کی روشنی میں نوٹ لکھیں۔

ii کسبِ حلال کے بارے میں مشاہیرِ اسلام کے عمل پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- کسبِ حلال سے متعلّق دو قرآنی آیات اور دو مستند احادیثِ مبارکہ مع ترجمہ کاپی میں لکھیں اور جماعت میں سنائیں۔
- کسبِ حلال اور کسبِ حرام کے مختلف اثرات پر غور وفکر کریں اور کسبِ حرام کے منفی اثرات جماعت میں بتائیں۔
- کسبِ حلال کے جائز ذرائع پر مشتمل چارٹ تیار کر کے جماعت میں آویزاں کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

- کسبِ حلال کے فوائد وثمرات پر مزید روشنی ڈالیں۔ ان مشاہیر کا خاص طور پر طلبہ کو تعارف کرائیں جنھوں نے محنت میں مقام حاصل کیا۔
- طلبہ سے کسبِ حلال کے فوائد اور کسبِ حرام کے نقصانات پر مشتمل فلیش کارڈز بنوائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

د قومی اَملاک و وسائل کے استعمال کے آداب

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. قومی املاک و وسائل کی اہمیّت کے بارے میں آگہی حاصل کر سکیں۔
2. قومی املاک و وسائل کے استعمال میں امانت داری کی اہمیّت کو سمجھ سکیں۔
3. قومی املاک و وسائل کے استعمال کے احکام و آداب جان سکیں۔
4. اسوۂ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ، سیرتِ اہلِ بیت اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے قومی املاک و وسائل میں امانت داری کی مثالیں جان سکیں۔
5. قومی املاک و وسائل کی حفاظت کے فوائد اور ضیاع کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
6. قومی املاک و وسائل کا استعمال امانت داری اور دیانت داری سے کرنے والے بن سکیں۔
7. قومی املاک و وسائل کی حفاظت اور ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔
8. قومی املاک و وسائل کو نقصان پہنچانے کو ایک جرم سمجھ سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

قومی اَملاک و وسائل سے مراد وہ چیزیں ہیں جو عوام کی ملکیت ہوتی ہیں۔ عوامی ملکیت اور عوامی وسائل میں تمام سرکاری جگہیں، سڑکیں، پارک، سرکاری جنگلات، سرکاری گاڑیاں، بجلی اور گیس وغیرہ شامل ہیں۔ ان چیزوں پر سب لوگوں کا حق ہوتا ہے۔

جس شخص کو بھی کوئی عہدہ، منصب، ذمّہ داری یا اقتدار سونپا گیا ہے، یہ اس کے لیے ایک اعزاز سے زیادہ ذمّہ داری کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کے بارے میں قیامت کے دن اس سے سوال کیا جائے گا۔ ایک گھر کی ذمّہ داری سے لے کر پوری سلطنت کی ذمّہ داری کے بارے میں قیامت کے دن سوال کیا جائے گا۔ ارشادِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہے:

"تم میں سے ہر ایک ذمّہ دار ہے۔ ہر ایک سے اس کی ذمّہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔" (صحیح بخاری: 844)

تعلیماتِ نبویہ کے مطابق ہر صاحبِ منصب سے قیامت کے دن اس کی ذمّہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اپنی ذمّہ داریوں کو پورا کرنے والے قیامت کے دن سرخرو ہوں گے۔ خیانت کرنے والے اور رعایا کا حق مارنے والے بدترین انجام سے دوچار ہوں گے۔ سرکاری اَموال و وسائل کی جواب دہی انفرادی اموال و وسائل سے زیادہ سخت ہے، کیوں کہ ایک فرد کا حق کھایا تو قیامت کے دن ایک کو جواب دینا ہوگا اور اگر پوری عوام کے حقوق پر ڈاکا ڈالا تو قیامت کے دن ان سب کو جواب دینا ہوگا۔

سرکاری وسائل ایک امانت:

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات کے مطابق سرکاری عہدے اور وسائل سرکاری ملازمین کے پاس ایک امانت ہوتے ہیں۔ اس امانت میں خیانت کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے امانت میں خیانت کرنے والے کو منافق قرار دیا اور فرمایا: "منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدے کی خلاف ورزی کرے،

اور جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے'' (صحیح بخاری:6095)

ایک مرتبہ ایک سرکاری اہل کار کا انتقال ہو گیا، رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے درخواست کی گئی تو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے انکار کر دیا اور فرمایا: ''تم ہی اس کی نماز جنازہ پڑھو، اس نے خیانت کی ہے'' جب تلاشی لی گئی تو اُس کے سامان میں سے کچھ موتی نکلے جن کی قیمت دو درہم کے برابر بھی نہیں تھی۔ (سنن ابوداؤد:2335)

اس واقعہ سے جہاں ایک طرف یہ معلوم ہوا کہ سرکاری وسائل میں خیانت کرنے والے رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی نظر میں ایسے مجرم ہیں کہ آپ امّت پر بے پناہ رحمت اور شفقت کے باوجود ان کی نمازِ جنازہ ادا کرنے پر بھی تیار نہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکاری وسائل میں ادنیٰ سی خیانت بھی نا قابل معافی جرم ہے، کیوں کہ ان موتیوں کی قیمت دو درہم کے برابر بھی نہیں تھی۔

سرکاری وسائل میں خیانت کا جرم نگاہِ نبوی میں اس قدر سنگین ہے کہ اس کا مرتکب اللہ تعالیٰ کے مہمان خانے یعنی جنّت میں داخل ہونے کا استحقاق نہیں رکھتا۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی کوئی ذمّہ داری عطا کی اور اس کا انتقال اس حال میں ہوا کہ وہ اس ذمّہ داری میں خیانت اور کھوٹ سے کام لے رہا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنّت کو حرام فرما دیں گے۔ (صحیح بخاری:6618)

سرکاری اَملاک میں چوری کا وبال:

بہت سے لوگ سرکاری وسائل اور سرکاری زمینوں پر قبضے کو گناہ نہیں سمجھتے۔ حالاں کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سرکاری بجلی یا گیس چوری کرنا، سڑکیں خراب کرنا، سرکاری جگہوں پر قبضہ کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ایک بالشت بھر زمین پر بھی ناحق قبضہ انسان کی آخرت کو تباہ کرنے کے لیے کافی ہے۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے زمین کا کچھ حصّہ ناحق ہڑپ کیا قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا'' (صحیح بخاری:2272)

سرکاری املاک و وسائل کی لوٹ کھسوٹ، چوری کی بدترین صورت ہے۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے چوری کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' (صحیح بخاری:6783)

اگر کوئی شخص کسی کی چوری کرتا ہے تو قیامت کے دن چوری کرنے والے کو اپنی نیکیاں اسے دینی پڑیں گی یا اس کے گناہ چور کے نامہ اَعمال میں ڈال دیے جائیں گے۔

سرکاری ملازمت میں خیانت کی صورتیں:

سرکاری ملازمت میں خیانت کی کچھ صورتیں یہ ہیں:

(1) وقت ضائع کرنا اور اوقات مقرّرہ کی پابندی نہ کرنا۔

(2) اپنے فرائض اور ذمّہ داریوں کو ادا کرنے میں کوتاہی اور سستی سے کام لینا۔

(3) اختیارات سے تجاوُز کرنا۔

(4) سرکاری وسائل کا ذاتی مقصد کے لیے یا لا پروائی کے ساتھ استعمال کرنا۔

(5) اقربا پروری یعنی اپنے نااہل قریبی لوگوں کو ان عہدوں پر لگانا جن کا وہ حق نہیں رکھتے۔

(6) اِستحصال یعنی لوگوں کو اپنی ذات کے فائدے کے لیے استعمال کرنا۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

(7) بدعنوانی اور خیانت کا ارتکاب کرنا۔

(8) رشوت کا لین دین کرنا۔

(9) نااہل افراد کی سفارش کرنا یا ان کے بارے میں سفارش قبول کرنا۔

(10) جھوٹ بول کر چھٹی لینا۔

سرکاری وسائل کو امانت داری سے استعمال کرنا ہر شہری پر فرض ہے۔ سرکاری زمینوں پر قبضہ کرنے کا گناہ کسی کی ذاتی زمین پر قبضہ کرنے سے بھی زیادہ ہے۔ گیس یا بجلی چوری کرنا سخت گناہ ہے۔ سرکاری جنگلات میں سے درخت کاٹنا یا لکڑی چوری کرنا چوری کی بدترین شکلوں میں سے ایک ہے۔ جو شخص کسی کی انفرادی ملکیت سے چوری کرتا ہے وہ قیامت کے دن ایک شخص کو جواب دے گا اور جو عوامی مال پر ڈاکا ڈالتا ہے اسے قیامت کے دن پورے عوام کو جواب دینا ہوگا۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i سرکاری عہدے اور وسائل سرکاری ملازمین کے پاس ہیں:

(الف) بہ طور ایک امانت (ب) نام و نمود کا ذریعہ (ج) بہ طور تعلیمی قابلیت کا پھل (د) بہ طور باپ دادا کی وراثت

ii قیامت کے دن چوری کرنے والے کو دینا پڑیں گی:

(الف) اپنی ملکیت (ب) اپنی نیکیاں (ج) اپنی صلاحیتیں (د) اپنی جانیں

iii سرکاری وسائل کی لوٹ کھسوٹ بدترین قسم ہے:

(الف) چوری کی (ب) بدعنوانی کی (ج) کرپشن کی (د) وبال کی

iv نااہل قریبی لوگوں کو ایسا عہدہ عطا کرنا جس کے وہ اہل نہ ہوں کہلاتا ہے:

(الف) حق شناسی (ب) اقربا پروری (ج) دُور اندیشی (د) دانائی و دانش مندی

v سرکاری وسائل اور املاک کو امانت داری سے استعمال کرنا ذمہ داری ہے:

(الف) ملازمین کی (ب) شہری لوگوں کی (ج) دیہاتی لوگوں کی (د) ہر شہری کی

2 مختصر جواب دیجیے۔

i سرکاری املاک و وسائل سے کیا مراد ہے؟

ii عوامی عہدہ اور وسائل کی حیثیت کیا ہے؟

iii چوری کی مذمّت پر ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

iv عوامی وسائل کی اہمیّت کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

v سرکاری وسائل کو کیسے استعمال کرنا چاہیے؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i سرکاری املاک و وسائل کے بارے میں قرآن و سنّت کی تعلیمات پر روشنی ڈالیں۔

ii سرکاری ملازمت میں خیانت کی کیا کیا صورتیں ہیں؟

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ سرکاری وسائل (سرکاری گاڑی، سٹیشنری، بجلی، گیس، پانی، لیپ ٹاپ، کمپیوٹر، جنگلات وغیرہ) کے ناجائز استعمال کی صورتوں کا جائزہ لیں اور اس عمل سے بچنے پر تبادلۂ خیال کریں اور اہم نکات کا چارٹ تیار کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

● قومی املاک و وسائل کی اہمیّت اور ان کے احکام و آداب پر طلبہ کے مابین مکالمہ کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

باب ششم

ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیرِ اسلام

الف اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن

(حضرت حفصہ، حضرت زینب بنت خزیمہ، حضرت امّ سلمہ اور حضرت زینب بنت جحش رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ)

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کا اجمالی تعارف حاصل کر سکیں۔
2. قرآنِ مجید کی روشنی میں اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے مقام سے آگاہ ہو سکیں۔
3. مذکورہ اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی سیرت و کردار اور ان کی دینی و معاشرتی خدمات سے آگاہ ہو سکیں۔
4. مذکورہ اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے ذوقِ علم و عبادت سے واقف ہو سکیں۔
5. مذکورہ اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی دینی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
6. مذکورہ اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی گھریلو زندگی کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی کو اُن کے اسوہ کے مطابق مثالی بنا سکیں۔

اُمّہات المؤمنین (ایمان والوں کی مائیں) سے مراد حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ازواج یعنی بیویاں ہیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تمام ازواجِ مطہرات ایمان والوں کے لیے ماں کا درجہ رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ (سورۃ الاحزاب: 06)

ترجمہ: "اور آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ازواج (مطہرات) اُن کی مائیں ہیں"۔

جیسے کوئی اپنی ماں کی عزّت کرتا ہے اس سے بڑھ کر اسے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ازواجِ مطہرات کی عزّت اور احترام کرنا چاہیے کیوں کہ اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھنّ دنیا کی سب سے زیادہ خوش نصیب خواتین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی نسبت عطا فرمائی ہے۔

اس سبق میں ہم اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھنّ میں سے چند ایک کی شخصیت اور مناقب کے بارے میں پڑھیں گے:

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت حفصہ بنت عمر رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہا بعثتِ نبوی سے پانچ (05) سال قبل پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر فاروق رضی

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انھی دنوں میں اسلام قبول کیا جب آپ کے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول فرمایا۔ اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک لگ بھگ دس سال تھی۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے اپنا پیام نکاح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بھجوایا، جسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخوشی قبول فرمایا۔ چناں چہ تین ہجری شعبان المعظم کے مہینے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح چار سو (400) درہم حق مہر کے عوض نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ کر دیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: اے حفصہ! ابھی ابھی جبریل امین علیہ السّلام میرے پاس آئے ہیں اور مجھ سے کہا: بے شک وہ (حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بہت زیادہ روزے دار اور کثرت سے راتوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور قیام کرنے والی ہیں اور وہ جنّت میں بھی آپ کی اہلیہ ہیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے بہت سے علوم سیکھے۔ آپ سے ساٹھ (60) احادیث منقول ہیں۔

اُمُّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شعبان المعظم پینتالیس (45) ہجری میں مدینہ منوّرہ میں وفات پائی۔ مدینہ منوّرہ کے حاکم مروان بن حکم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جنّۃ البقیع میں دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے پہلو میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دفن کیا گیا۔

حضرت زینب بنت خُزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ام المؤمنین حضرت زینب بنت خُزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب "اُمُّ المساکین" یعنی مساکین کی ماں ہے۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ وہ غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ بہت ہمدردی اور بھلائی کا معاملہ فرماتی تھیں۔ آپ کے پاس جو کچھ آتا آپ غریب اور فقیر لوگوں میں تقسیم فرما دیتی تھیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے نکاح کے صرف دو تین ماہ کے بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنّۃ البقیع میں سپردِ خاک ہوئیں۔

حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اور حضرت زینب بنت خُزیمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا وصال حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے سامنے ہوا، باقی ازواج حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے وِصال کے وقت زندہ تھیں۔

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

اُمُّ المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصل نام "ہند بنت ابی اُمَیَّہ" ہے۔ امّ سلمہ کنیت ہے۔ آپ کی پرورش اَبواُمَیَّہ جیسے سخی باپ کی آغوشِ تربیت میں بڑے ناز و نعمت سے ہوئی۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت زینب بنت خُزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد اُمُّ المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور ان کو اسی گھر میں ٹھہرایا جس میں حضرت زینب بنت خُزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رہا کرتی تھیں۔

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت دانش مند اور سمجھ دار خاتون تھیں۔ صلح حُدَیبیہ کے موقع پر جب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو ایک معاملہ پیش آیا تو وہ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہترین رائے سے ہی حل ہوا۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی پوری زندگی اسلام کی خدمت اور نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت وفرماں برداری میں بسر کی۔ آپ سے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حدیث کا علم حاصل کیا۔

مدینۂ منوّرہ میں چوراسی (84) برس کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

اُمُّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی پھوپھی کی بیٹی بھی ہیں۔ پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں، ان سے طلاق کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے کروادیا۔ اس نکاح کا واقعہ قرآنِ مجید کی سورۃ الاحزاب میں مذکور ہے، جو ان کی بہت بڑی خصوصیت ہے۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سخاوت میں بہت مشہور تھیں، جو کچھ ہوتا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیتیں۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ ہزار درہم بھیجے۔ آپ نے وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں غریبوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کر دیے۔

حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے وِصال کے بعد آپ کی اَزواجِ مطہرات میں سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ایک مرتبہ اپنی اَزواجِ مطہرات سے فرمایا تھا: تم میں سے وہ مجھے جلد ملے گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی یہ بات سُن کر اُمّہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں۔ ان میں سب سے لمبا ہاتھ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا۔ جب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی وفات کے بعد اُمّہات المومنین میں سے سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو اُمّہات المومنین سمجھ گئیں کہ لمبے ہاتھ سے مراد سخاوت اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سخاوت وفیّاضی میں سب سے آگے تھیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وِصال ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کرایا: اے اہلِ مدینہ! اپنی ماں کے جنازے میں شرکت کرو، چناں چہ جنازے میں اہلیانِ مدینہ نے کثرت سے شرکت کی۔ جس دن آپ نے وفات پائی وہ سخت گرمی کا دن تھا۔ اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر پر ایک شامیانہ لگوادیا تاکہ قبر کی تیاری اور تدفین میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختصر سا خطبہ بھی ارشاد فرمایا جس میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری، غسل، تجہیز وتکفین اور تدفین کے بارے اُمّہات المومنین رضی اللہ عنھن کا پیغام سنایا اور نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات بیس (20) ہجری کو ہوئی، آپ کی عمر ترپن (53) سال کے قریب تھی۔

اُمّہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی مبارک زندگی سے رہ نمائی حاصل کر کے آج کی خواتین ملک وقوم کی تعمیر وترقّی، علم کے فروغ اور دین کی تبلیغ میں اپنا موثّر کردار ادا کرسکتی ہیں۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

(i) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد ہیں:

(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(د) حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

(ب) اُمُّ المساکین لقب ہے:

(الف) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا (ب) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا
(ج) حضرت زینب بنت خُزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا (د) حضرت امّ سلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا

(ج) حضرت امّ سلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصل نام ہے:

(الف) ہند بنت ابی امیّہ (ب) ماریہ قبطیہ (ج) سودہ بنت زمعہ (د) رملہ بنت ابی سفیان

(د) صلحِ حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو بہترین مشورہ دیا:

(الف) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (ب) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
(ج) حضرت امّ سلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (د) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

(ھ) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے نکاح کا ذکر ہے:

(الف) سورۃ البقرۃ میں (ب) سورۃ آلِ عمرٰن میں (ج) سورۃ الاحزاب میں (د) سورۃ الحجرات میں

2 مختصر جواب دیجیے۔

i اُمّہات المؤمنین کن ہستیوں کو کہا جاتا ہے؟
ii حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حق مہر کتنا تھا؟
iii حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی؟
iv حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب اُمّ المساکین کیوں پڑا؟
v حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فرمایا؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف تحریر کریں۔
ii حضرت امّ سلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالاتِ زندگی بیان کریں۔
iii حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ سبق میں مذکور اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی حیاتِ طیّبہ پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں، جس میں ان کا نام، ولدیت، پیدائش، قبیلہ، عمر، مروی احادیث کی تعداد اور وفات شامل ہوں۔

برائے اساتذہ کرام:

- اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن سے متعلّق جماعت میں ذہنی آزمائش کے مقابلے کا اہتمام کریں۔
- صلحِ حدیبیہ کے حوالے سے حضرت اُمّ سلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ بیان کیجیے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

ب حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی جان سکیں۔
2. آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و کردار سے تفصیلاً واقف ہو سکیں۔
3. رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کے متعلق جان سکیں۔
4. آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفات، عبادت، ریاضت، مصالحت اور سیاسی تدبّر کے روشن پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
5. حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینِ اسلام خصوصاً قیامِ امن کے لیے حکمتِ عملی اور خدمات کو سمجھ کر ان کی سیرت کو اپنی عملی زندگی کا حصّہ بنا سکیں۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے تیسرے سال رمضان المبارک میں پیدا ہوئے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے آپ کو گھٹی دی اور آپ کا نام رکھا۔ حضرتِ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے نواسے، حضرت علی کرم اللہ وجھہ وحضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بڑے صاحب زادے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بھائی ہیں۔

فضائل ومناقب:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے آپ کو اور آپ کے بھائی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنّتی نوجوانوں کا سردار قرار دیا اور فرمایا:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (سنن ترمذی: 3768، بحار الانوار، ج 43، ص 263)

جنّتی نوجوانوں کے سردار حسن اور حسین ہیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اپنے نواسوں سے بہت محبّت فرماتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اکثر انھیں اپنے ساتھ رکھتے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے کسی ضرورت سے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے دروازے پر دستک دی، آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ باہر تشریف لائے تو آپ نے چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے چادر اٹھائی تو میں نے دیکھا کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اٹھا رکھا تھا۔ پھر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

''یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان دونوں سے محبّت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبّت فرما اور ان سے بھی محبّت فرما جو ان دونوں سے محبّت رکھتے ہیں۔'' (جامع ترمذی: 3769)

ایک رات نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ عشاء کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سجدے کے لیے سر جھکاتے تو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پشت مبارک پر چڑھ جاتے۔ جب آپ سجدے سے سر اٹھاتے تو انھیں شفقت سے پکڑ کر زمین پر بٹھا دیتے۔ پھر جب دوبارہ سجدہ کرتے تو وہ دونوں پھر سے آپ کی پشت مبارک پر چڑھ جاتے۔ نماز کے

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

دوران میں آپ نے ایک سجدہ لمبا کر دیا۔ نماز کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ! نماز میں آپ نے ایک سجدہ بہت لمبا کیا، ہم سمجھے شاید کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے یا پھر آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہے''۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ نے فرمایا:

''میرے بیٹے نے مجھے سواری بنا لیا تھا، مَیں نے اس کی خواہش پوری ہونے تک سجدے سے اٹھنا پسند نہ کیا۔'' (سنن نسائی:1141)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ بھی فرمایا:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (صحیح بخاری:2704، بحار الانوار 43، ص298)

میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی پیشین گوئی کو اس وقت پورا فرمایا جب حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دی۔

ذوقِ عبادت اور معمولاتِ زندگی:

عبادتِ الٰہی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ وقت کا بڑا حصّہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں صَرف فرماتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے آپ کے حالات دریافت کیے، اس نے بتایا کہ فجر کی نماز کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک جائے نماز پر بیٹھے رہتے ہیں، پھر آنے جانے والوں سے ملتے ہیں، دن چڑھے چاشت کی نماز پڑھ کر اُمّہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے پاس سلام کرنے کو جاتے ہیں، پھر گھر سے ہو کر مسجد چلے آتے ہیں۔ مکّہ مکرّمہ کے زمانہ قیام میں معمول تھا کہ عصر کی نماز خانہ کعبہ میں ادا کرتے تھے اور پھر طواف میں مشغول ہو جاتے۔

صدقہ وخیرات اور فیاضی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندانی وَصف تھا، لیکن جس فیاضی سے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی دولت خرچ کرتے تھے اس کی مثالیں کم کم ملیں گی۔ تین مرتبہ اپنے کُل مال کا آدھا حصّہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔ ایک مرتبہ ایک شخص بیٹھا ہوا دس ہزار درہم کے لیے دعا کر رہا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُن لیا، گھر جا کر اس کے پاس دس ہزار نقد بھجوا دیے۔ آپ کی اس فیاضی سے دوست ودشمن یکساں فائدہ اٹھاتے تھے۔

خدمتِ خلق:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا کام چھوڑ کر دوسروں کی حاجت پوری فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنی کوئی ضرورت لے کر گیا، آپ مُعتکِف تھے، مگر اعتکاف سے نکل کر اس کی حاجت پوری کر دی، لوگوں نے اعتکاف یاد دلایا تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "کسی بھائی کی حاجت پوری کر دینا میرے نزدیک ایک مہینے کے (نفلی) اعتکاف سے بہتر ہے۔"

وفات:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وِصال مدینہ منوّرہ میں ہوا۔ آپ کے جسدِ مبارک کو مدینہ منوّرہ کے قبرستان جنّۃ البقیع میں، آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے پہلو میں سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت معمولی واقعہ نہ تھا، یہ غم کا ایک ایسا موقع تھا جس پر مدینہ منورہ میں گھر گھر صفِ ماتم بچھ گئی، بازار بند

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

ہو گئے اور گلیوں میں سناٹا چھا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں روتے ہوئے پکار پکار کر کہتے تھے: "لوگو! آج خوب رو لو کہ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا محبوب دنیا سے اٹھ گیا۔"

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہم اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی محبّت میں گزاریں۔ حالات کیسے بھی ہوں دین پر عمل کرنے والا انسان ہی کامیابی پاتا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور اپنے والد ماجد حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے اپنے تعلّق کو اپنے عمل سے ثابت کیا۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے:

(الف) تین ہجری میں (ب) چار ہجری میں (ج) پانچ ہجری میں (د) چھے ہجری میں

ii "میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔"
اس حدیث کا مصداق ہیں:

(الف) حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت عبداللہ بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت ابراہیم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

iii حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محبوب ترین مشغلہ تھا:

(الف) خدمتِ خلق (ب) سیاحت (ج) تجارت (د) عبادت

iv حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنا بہتر ہے:

(الف) زکوٰۃ سے (ب) صدقے سے (ج) نماز سے (د) ایک مہینے کے نفلی اعتکاف سے

v حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپردِ خاک کیا گیا:

(الف) بغداد میں (ب) کوفہ میں (ج) مدینہ منورہ میں (د) مکّہ مکرّمہ میں

2 مختصر جواب دیجیے۔

i حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کب ہوئی؟

ii حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک فضیلت بیان کریں۔

iii نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا پیشین گوئی فرمائی تھی؟

iv مسلمان کی حاجت پوری کرنے کا کیا اجر و ثواب ہے؟

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

v حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فرمایا؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب تحریر کریں۔

ii حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اَخلاق وعادات پر نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارہائے نمایاں کی فہرست بنائیں اور جماعت میں سنائیں۔
- حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام ومرتبہ کے بارے میں احادیث تلاش کر کے لائیں اور ہم جماعت ساتھیوں کو بتائیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کی مدد کریں کہ وہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی پر نوٹ لکھیں، جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش، لقب، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔
- حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سے صلح جوئی اور امن کے بارے میں ہم کیسے رہ نمائی حاصل کر سکتے ہیں؟ جماعت میں اس موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

ج حضرت سیّدہ زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی کے بارے میں آگاہ ہوں۔
2. حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقام و مرتبہ اور سیرت و کردار کو سمجھ سکیں۔
3. حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صفات، عبادت و ریاضت، علم و شجاعت اور فصاحت و بلاغت سے آگاہ ہو کر سبق سیکھیں۔
4. حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دینِ اسلام کے لیے خدمات کو سمجھ کر ان کے اسوۂ حسنہ کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

حضرت سیّدہ زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانچ جمادی الاُولیٰ پانچ ہجری کو مدینہ منوّرہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کی نواسی، حضرت علی و حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بڑی بیٹی اور جنّتی نوجوانوں کے سردار حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سگی بہن ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت عقل مند، دانا اور سخی تھیں۔ اعلیٰ درجے کی گفت گو آپ کی امتیازی خصوصیت ہے۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب زینب الکبریٰ ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد ماجد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے کوفہ تشریف لے گئیں۔ وہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت کے بعد مدینہ منوّرہ واپس تشریف لے آئیں۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کی زیارت کرنے اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم سے دین سیکھنے کا موقع ملا۔ جب سات سال کی تھیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نانا حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کا وِصال ہو گیا۔ ابھی یہ زخم تازہ ہی تھا کہ چند ماہ بعد آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

نکاح اور اولاد:

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد حضرت علی کَرَّمَ اللہ وجہہٗ نے اپنے بھتیجے حضرت عبدُ اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نِکاح کیا۔ ان سے آپ کے ہاں چار بیٹوں حضرت علی، حضرت عون اکبر، حضرت عبّاس، حضرت محمد اور ایک بیٹی حضرت اُمِّ کلثوم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی وِلادت ہوئی۔

صبر اور اِستقامت:

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کربلا کے قیامت نُما سانحہ میں اپنے بیٹے، بھتیجے حتیٰ کہ جان سے عزیز بھائی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید ہوتے دیکھے، لیکن اس کے باوجود ایک لمحے کے لیے بھی بے صبری کا مظاہرہ نہیں کیا اور آپ کی اِستقامت میں ذرّہ برابر بھی لرزش نہیں آئی۔

ایک مرتبہ ایک شامی نے کربلا کی ظاہری برتری کو اپنی فتح کی دلیل بناتے ہوئے طنز کا زہریلا تیر چلایا تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نے اسے منہ توڑ جواب دیا، پھر اللہ تعالیٰ کے انعامات پر یوں حمد بجا لائیں:

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ذریعے سے ہمیں عزّت بخشی اور ہمیں خوب پاکیزہ بنایا۔" (الکامل فی التاریخ: ج 3، ص:435)

اس فرمان میں حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قرآنِ مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا جس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا (سورۃ الاحزاب:33)

"بے شک اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے (ہر قسم کی) ناپاکی دُور کر دے، اے (نبی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے) اہل بیت! اور تمھیں خوب اچھی طرح پاکیزگی عطا فرمائے۔"

حق گوئی:

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت کا اہم ترین پہلو آپ کی حق گوئی اور بہادری ہے۔ واقعہ کربلا کے بعد آپ نے جو خطبے دیے، انھوں نے اُمتِ مسلمہ میں ایک نئی روح بیدار کی۔ یزید کے دربار میں ان کے ایک خطبے نے شہرہ آفاق حیثیت حاصل کی۔ اس خطبے میں فرماتی ہیں:

"تُو (یزید) جتنا چاہے مکر وفریب کر لے اور بھرپور کوشش کر کے دیکھ لے مگر تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تو نہ تو ہماری یاد لوگوں کے دلوں سے مٹا سکتا ہے اور نہ ہی وحی الٰہی کے پاکیزہ آثار ختم کر سکتا ہے۔ تو یہ خیال اپنے دل سے نکال دے کہ ظاہر سازی کے ذریعے سے ہماری شان ومنزلت کو پا لے گا۔ تو نے جس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا ہے اس کا بدنما داغ اپنے دامن سے نہیں دھو پائے گا۔ تیرا نظریہ نہایت کمزور اور گھٹیا ہے۔ تیری حکومت میں گنتی کے چند دن باقی ہیں۔ تیرے سب ساتھی تیرا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ تیرے پاس اس دن کی حسرت و پریشانی کے سوا کچھ بھی نہیں بچے گا، جب اعلان ہو گا کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔"

حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال پندرہ (15) رجب باسٹھ (62) ہجری کو شام کے شہر دمشق میں ہُوا اور وہیں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مبارک زندگی میں ہمارے لیے یہ درس ہے کہ ہم ہمیشہ حق کا ساتھ دیں۔ جو لوگ حق کے راستے میں تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی شان کو دنیا اور آخرت میں بلند فرماتا ہے۔ ان کی قربانی کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ باطل اگر وقتی طور پر جیت بھی جائے، ہمیشہ کی شکست اس کا مقدّر بن جاتی ہے، لیکن حق پر ثابت قدم رہنے والے کبھی ناکام نہیں ہوتے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خواتین کو قوم وملّت کی تعمیر وترقّی میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

(i) حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں:

(الف) مکّہ مکرّمہ میں (ب) مدینہ منوّرہ میں (ج) کوفہ میں (د) دمشق میں

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

ii حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب ہے:

(الف) حمیرا (ب) زہراء (ج) اُمُّ المساکین (د) اُمُّ المصائب

iii جب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا وصال ہوا تو حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر تھی:

(الف) چھے سال (ب) سات سال (ج) آٹھ سال (د) نو سال

iv حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت کا اہم ترین پہلو ہے:

(الف) سخاوت (ب) علمی خدمات (ج) خانہ داری (د) حق گوئی اور بہادری

v حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا:

(الف) دمشق میں (ب) کوفہ میں (ج) مدینہ منورہ میں (د) مکّہ مکرّمہ میں

2 مختصر جواب دیجیے۔

i حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والدین کریمین کے نام تحریر کریں۔

ii حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کن سے ہوا؟

iii سانحہ کربلا کے بعد حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خطبات کا کیا اثر ہوا؟

iv حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟

v اہلِ بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت اور اخلاق پر نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی امتیازی خصوصیات کی فہرست بنائیں اور جماعت میں سنائیں۔

برائے اساتذہ کرام:

● حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت اور صفات و کردار کے بارے میں جماعت میں مذاکرے کا اہتمام کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

د صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(حضرت عبداللہ بن عبّاس، حضرت اُبی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. سبق میں مذکور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالاتِ زندگی و مقام و مرتبہ سے اجمالی طور پر واقف ہوں۔
2. مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی امتیازی خصوصیات کے بارے میں جان لیں۔
3. مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اَخلاق وصفات سے واقفیت حاصل کریں۔
4. مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دینی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
5. ان کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگی کو بہتر بنا سکیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ مبارک ہستیاں ہیں جنھیں ایمان کی حالت میں حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی زیارت نصیب ہوئی۔ انبیاءِ کرام علیہم السّلام کے بعد سب سے بلند مرتبہ والی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت ہے۔ انھوں نے اسلام کی خاطر ہر طرح کے ظلم اور تکلیف کو برداشت کیا۔ اس سبق میں ہم چند ایک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات اور مناقب پڑھیں گے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے چچا زاد بھائی اور صحابی ہیں۔ قرآنِ مجید کی تفسیر میں آپ کا بہت بلند مقام ہے۔ آپ کا لقب ترجمان القرآن ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِ ابْنَ عَبَّاسٍ الْحِكْمَةَ وَ عَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ (مسند احمد: 11791)

ترجمہ: اے اللہ، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکمت اور تفسیر کا علم عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی اس دعا کو قبول فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے مثال علم عطا فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد بیان کرتے ہیں:

''ایک مرتبہ حج کے موقع پر عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیا اور اس میں سورۃ النّور کی تفسیر بیان کی، میں کیا بتاؤں کہ وہ تفسیر کیا تھی، اس سے پہلے نہ میرے کانوں نے سنی، نہ آنکھوں نے دیکھی تھی، اگر اس تفسیر کو فارس اور روم والے سن لیتے تو پھر اسلام سے انھیں کوئی چیز نہ روک سکتی'' (مستدرک حاکم: 3/537)

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

حضرت عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وِصال اڑسٹھ (68) ہجری میں ہوا۔ سیدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجھہ کے صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد فرمایا:

"آج اس امّت کا ایک عالمِ ربّانی دنیا سے رخصت ہو گیا۔" (سیر اعلام النبلاء:4/180)

حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت "اَبُو المنذر" ہے اور یہ کنیت خود نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے انھیں عطا فرمائی تھی۔ (اسد الغابہ:1/89)

جن خوش نصیب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے دَورِ مبارک میں قرآنِ مجید کو جمع کیا، حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سرفہرست ہیں۔

رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن سیکھنے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری:3808)

حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "قرآنِ مجید کے سب سے بڑے قاری اُبی بن کعب ہیں۔" (ترمذی:3791)

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آج مسلمانوں کا سردار دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (تذکرۃ الحفاظ:1/18)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت اَبُو سعید ہے۔ جب حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس وقت حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر گیارہ سال تھی۔ (اسد الغابہ:2/185)

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ مدینہ تشریف لائے تو لوگ مجھے آپ کی خدمت میں لے گئے اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو بتایا کہ قبیلہ بنی نجار کے اس لڑکے کو قرآنِ مجید کی سترہ (17) سورتیں یاد ہیں، میں نے وہ سورتیں حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو سنائیں تو آپ بہت خوش ہوئے۔ (الاصابۃ:1/642)

آپ کی ذہانت، قوّتِ حافظہ اور دینی علوم کے شوق کو دیکھتے ہوئے حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حکم فرمایا: تم یہود کی زبان سیکھو، مجھے اپنے خطوط میں ان پر بھروسا نہیں۔ (الاصابۃ:1/642)

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم کو مانتے ہوئے خوب محنت کر کے صرف دو ہفتوں میں یہود کی زبان سیکھ لی، اس کے بعد آپ حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف سے خطوط لکھتے اور آنے والے خطوط پڑھ کر حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو سناتے۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے دَور میں کاتبِ وحی رہے، حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے وصال کے بعد عہدِ صدیقی میں جمع قرآن کا مرحلہ پیش آیا، تب بھی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید جمع کرنے پر مامور ہوئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں جب قرآن کو ایک لغت پر جمع کر کے اطراف عالم میں پھیلایا گیا تو اس کام کے لیے بھی ایک نمایاں نام حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا تھا۔ گویا کتابتِ قرآن، جمعِ قرآن اور نشرِ قرآن تینوں میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار اہم رہا۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال پینتالیس (45) ہجری میں ہوا۔ ان کے انتقال پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”آج اس امّت کا بہت بڑا عالم دنیا سے چلا گیا۔ امید ہے اللہ تعالیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا جانشین بنا دیں گے۔“ (اسد الغابۃ: 1/187)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام ”عبدالرّحمٰن“ ہے۔ ان کا تعلّق یمن کے قبیلہ دوس سے تھا، اس لیے آپ کو دوسی کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے کا اعزاز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو ”سلطان الحدیث“ کہا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث کثرت سے بیان کرتے تھے، کسی نے اتنی زیادہ احادیث یاد رکھنے کا سبب پوچھا تو فرمایا: میں مسکین آدمی تھا اور پیٹ بھرنے کے بعد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ رہتا تھا، لیکن مہاجرین بازاروں میں اپنے کاروبار میں مشغول رہتے تھے اور انصار اپنے اموال کی دیکھ بھال میں۔ میں ایک دن نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جو شخص میری بات ختم ہونے تک اپنی چادر کو پھیلائے پھر اپنے سے ملا لے تو جو کچھ اس نے مجھ سے سنا اس کو کبھی نہیں بھولے گا۔ میں نے اپنی چادر کو پھیلا لیا۔ اس ذات کی قسم جس نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے پھر کبھی میں آپ کی کوئی حدیث جو آپ سے سنی تھی نہیں بھُولا۔ (صحیح بخاری: 7354)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول کل روایات تقریباً پانچ ہزار تین سو چوہتّر (5374) ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ستاون (57) ہجری میں ہوا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منوّرہ کے مشہور قبرستان جنّۃ البقیع میں سپردِ خاک کیے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے عالم، فقیہ اور محدّث صحابی ہیں۔ آپ کی فقہی آراء سے آج بھی عالمِ اسلام فائدہ اٹھا رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت عبادت گزار تھے، اوقات کا بیشتر حصّہ عبادتِ الٰہی میں صرف ہوتا۔ رات بھر نمازیں پڑھتے تھے، روزانہ کا معمول تھا کہ مسجد نبوی سے دن چڑھے نکلتے اور بازار کی ضروریات پوری کرتے۔

اتّباعِ سنّت کا اہتمام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاص وَصف ہے۔ آپ کی زندگی حیاتِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا عکس تھی۔ صرف عبادات ہی میں نہیں، بلکہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اتّفاقی اور بشری عادات کی بھی وہ پوری پیروی کرتے تھے، یہاں تک کہ جب وہ حج کے لیے سفر میں نکلتے تھے تو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اس سفر میں جن جن مقامات پر ٹھہرے تھے وہاں وہ بھی ٹھہرتے، جن مقامات پر حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے نمازیں پڑھی تھیں، وہاں یہ بھی پڑھتے تھے۔ حج کے سفر میں وہی راستہ اختیار کرتے جن راستوں سے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ گزرا کرتے تھے۔

چوہتّر (74) ہجری میں تراسی (83) یا چوراسی (84) برس کی عمر میں وفات پائی۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i حضرت عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے:

(الف) ترجمان القرآن (ب) سلطان الحدیث (ج) اَمین الاُمّۃ (د) صادق

ii نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے قرآنِ مجید سیکھنے کا حکم دیا:

(الف) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

(ج) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (د) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

iii کتابتِ قرآن، جمعِ قرآن اور نشرِ قرآن تینوں میں اہم کردار ادا کیا:

(الف) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ج) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (د) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

iv سلطان الحدیث کہا جاتا ہے:

(الف) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

(ج) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (د) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

v عبادات اور عادات میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سنّت پر عمل خاص وَصف تھا:

(الف) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (ب) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

(ج) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (د) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

2 مختصر جواب دیجیے۔

i حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک فضیلت تحریر کریں۔

ii حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خوبی تحریر کریں۔

iii حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خصوصیت تحریر کریں۔

iv حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام کیا تھا؟

v حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباعِ سنّت کی ایک مثال پیش کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ii حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کا اتباعِ سنّت کے حوالے سے جائزہ پیش کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- سبق میں مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی امتیازی خصوصیات پر مشتمل چارٹ بنائیں اور جماعت میں آویزاں کریں۔
- والدین اور اساتذہ کرام کی مدد سے سبق میں مذکور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی حیاتِ طیبہ پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جن میں ان کے نام، القابات، ولدیت، پیدائش، قبیلہ، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد اور وفات کا ذکر ہو۔

برائے اساتذہ کرام:

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی زندگی اور سیرت و کردار پر ذہنی آزمائش کا مقابلہ کروائیں اور اہم نکات بیان کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

۵ صوفیہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

(حضرت سیّد بہاء الدّین نقشبند بخاری، حضرت شہاب الدّین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما)

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. قرآن وسنّت کی روشنی میں تصوّف کا معنیٰ ومفہوم جان سکیں۔
2. مذکورہ صوفیہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مختصر حالاتِ زندگی، مقام ومرتبہ اور کرامات سے واقف ہو سکیں۔
3. ان کے اَخلاق وصفات اور اشاعتِ اسلام کے لیے ان کی خدمات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
4. تصوّف وروحانیت اور تزکیہ نفس کے فروغ میں ان کی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
5. مذکورہ صوفیہ کرام رحمہم اللہ کے حالاتِ زندگی سے سبق حاصل کر کے اپنی عملی زندگی میں اچھے اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کر سکیں۔
6. ان کے بلند رتبے کے پیشِ نظر ان صوفیہ کرام کا ذکر ادب واحترام سے کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

تصوّف، تزکیہ نفس کا ہم معنیٰ لفظ ہے۔ تزکیہ نفس کا معنیٰ ہے: انسانی نفس کو بُری عادات سے پاک کر کے اچھی عادات کا خوگر بنانا۔

قرآنِ مجید میں نفس کا تزکیہ کرنے والے یعنی اپنے نفس کو بُرے اعمال اور بُرے اخلاق سے پاک کرنے والے شخص کے لیے کامیابی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ (سورۃ الاعلیٰ:14)

ترجمہ: یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ (سورۃ الشّمس:09)

ترجمہ: یقیناً جس نے اس (نفس) کو پاک کر لیا وہ کامیاب ہو گیا۔

صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اللہ تعالیٰ کے ان نیک بندوں کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کے احکام اور حضرت محمد رَسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے مبارک طریقوں پر عمل کرتے ہیں۔ صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم خود بھی دین کے احکام کی پابندی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتے ہیں۔

صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم انبیائے کرام علیہم السّلام کے طریقے پر چلتے ہیں، ان کی زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ ہے۔ صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اچھے اَخلاق، اچھے عمل اور تبلیغ کے نتیجے میں بہت سے بھٹکے ہوئے لوگ سیدھے راستے پر آئے اور کئی لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

اس سبق میں ہم چند صوفیہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مختصر حالاتِ زندگی اور تعلیمات کے بارے میں پڑھیں گے:

حضرت سیّد بہاء الدّ ین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

بہاء الدّین نقشبند بخاری مسلم صوفی سلسلہ "نقشبندیہ" کے بانی ہیں۔ یہ سلسلہ پوری دنیا میں مقبول اور بڑا سلسلہ مانا جاتا ہے۔ نقشبندی سلسلہ آپ کی طرف منسوب ہے۔ آپ کا لقب "خواجہ خواجگان" ہے۔

آپ کا نام محمد اور والد کا نام بھی محمد ہے۔ آپ کا تعلّق سادات خاندان سے ہے۔ آپ تاریخی شہر بخارا سے تین میل کے فاصلے پر "قصرِ عارفاں" نامی قصبہ میں چودہ (14) محرم الحرام سات سو اٹھارہ (718) ہجری میں پیدا ہوئے۔

بچپن ہی سے آپ کی پیشانی پر آثارِ ولایت وہدایت نمایاں تھے۔ آپ کی ولادت سے پہلے وہاں سے گزرتے ہوئے محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا "مجھے یہاں سے ایک مردِ خدا کی خوش بُو آتی ہے۔" ایک اور مرتبہ فرمایا "اب وہ خوش بُو زیادہ ہوگئی ہے" اور جب آپ پیدا ہوئے اور دعا کے لیے آپ کے پاس لائے گئے تو انھیں اپنی شاگردی میں قبول فرمایا اور خصوصی توجُّہات سے نوازا۔ اس طرح شاہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ابتدائی روحانی تربیت بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی اور بعد میں آپ کو سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہری طور پر طریقت کی تعلیم وتربیت سید امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی، لیکن روحانی طور پر آپ کی تربیت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں اوائل احوال میں جذبات و بےقراری کے عالم میں راتوں کو اطراف بخارا میں پھرا کرتا تھا۔ ایک رات میں تین مزارات پر گیا۔ آخر میں جس بزرگ کے مزار پر گیا وہاں حالت بےخودی میں میں نے دیکھا کہ قبلہ کی جانب ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ یہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ میں نے خواجہ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور مجھے ارشاد فرمایا:

"اِستقامت سے شریعت کی شاہراہ پر چلنا۔ کبھی اس سے قدم باہر نہ نکالنا۔ عزیمت اور سنّت پر عمل کرنا اور بدعت سے دور رہنا۔"

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وِصال بروز پیر تین (03) ربیع الاوّل سات سو اکیانوے (791) ہجری کو تہتّر (73) برس کی عمر میں آبائی گاؤں قصرِ عارفاں میں ہوا۔ ان کی قبر پر ایک مزار تعمیر کیا گیا اور یہ بخارا کے قابلِ ذکر مقامات میں شامل ہے۔

حضرت شہاب الدّ ین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

شیخ شہاب الدین عمر شعبان پانچ سو انتالیس (539) ہجری میں آزر بائیجان کے دارالحکومت زنجان کے ایک قصبہ سہرورد میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوحفص ہے۔ آپ کا لقب شیخ الاسلام اور شیخ الشیوخ ہے۔ آپ سلسلہ سہروردیہ کے مایہ ناز بزرگ ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ جوانی میں اپنے چچا کے پاس بغداد تشریف لائے اور ان سے فقہ، وعظ اور تصوّف کا علم حاصل کیا۔ انھوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بھی کچھ وقت گزارا اور ان سے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ شافعی میں نمایاں مقام پایا۔ ابن نجار فرماتے ہیں: شہاب الدین اپنے زمانے میں علم حقیقت کے سب سے بڑے شیخ تھے۔ مریدین کی تربیت، مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے اور تصوّف میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک کتاب "عوارف المعارف" مرتّب کی جس میں خانقاہی نظام کے بارے میں پوری تفصیلات درج ہیں۔
حضرت شہاب الدّین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات یکم محرّم الحرام چھے سو بتیس (632) ہجری کو ہوئی۔ آپ کا مزار بغداد میں ہے۔
ہندوستان میں انھوں نے اپنے بہت سارے مرید بھیجے تھے۔ ان میں سے ایک شیخ بہاء الدّین زکریا ہیں، جو شیخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

سے بغداد میں خلافت حاصل کر کے ہندوستان آئے اور ملتان میں اوچ شریف اور پنجاب کے دوسرے مقامات پر سہروردیہ سلسلہ کی خانقاہیں قائم کیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف فنون پر کئی کتب تالیف فرمائیں۔ مشہور مستشرق بروکلمان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات کی تعداد چالیس (40) تک بیان کی ہے۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i تصوف کا ہم معنیٰ لفظ ہے:

(الف) تزکیہ نفس (ب) عبادت گزاری (ج) تدبُّر و تفکر (د) تخلیہ و تحلیہ

ii حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب ہے:

(الف) سید الطائفۃ (ب) حق باہو (ج) خواجہ خواجگان (د) شیخ الشیوخ

iii حضرت بہاء الدّین نقشبندی بخاری کی تاریخ وفات ہے:

(الف) 791 ہجری (ب) 792 ہجری

(ج) 793 ہجری (د) 794 ہجری

iv حضرت شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے:

(الف) دمشق میں (ب) بغداد میں (ج) سہرورد میں (د) زنجان میں

v سید الطائفۃ (صوفیہ کی جماعت کے سردار) لقب ہے:

(الف) حضرت عبد اللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

(ب) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

(ج) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

(د) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

2 مختصر جواب دیجیے۔

i تصوف سے کیا مراد ہے؟

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

ii حضرت بہاء الدّین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تصوُّف کے کس سلسلہ کے بانی ہیں؟

iii حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور کتاب کا کیا نام ہے؟

iv حضرت شہاب الدّین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے کب وفات پائی؟

v حضرت بہاء الدّین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تربیت کس نے کی؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i حضرت بہاء الدّین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالاتِ زندگی تحریر کریں۔

ii حضرت شہاب الدّین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ سبق میں مذکور صوفیہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مختصر حالات زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں، جس میں ان کے نام، القابات، ولدیت، پیدائش، عمر، تصانیف اور وفات کا ذکر ہو۔

برائے اساتذہ کرام:

- سبق میں مذکور صوفیہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے حالاتِ زندگی اور تعلیمات پر مکالمے کا اہتمام کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

و علماء ومفکرین

(حضرت امام بخاری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم)

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1. مذکورہ شخصیات کے اَخلاق وصفات اور علمی وفقہی کارناموں کی اہمیّت جان سکیں۔
2. ان کے اَخلاق وصفات اور اشاعتِ اسلام کے لیے ان کی خدمات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
3. تصوُّف وروحانیت اور تزکیہ نفس کے فروغ میں ان کی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
4. مذکورہ شخصیات کے اعلیٰ اَفکار وکردار کے مختلف پہلوؤں سے واقفیت حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال لیں۔

علماء ومفکرین ان مایہ ناز شخصیات کو کہا جاتا ہے جنھوں نے اسلامی علوم کی بے مثال خدمت کی۔ ان علوم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا اور اسے حفاظت کے ساتھ آنے والی نسلوں تک پہنچایا۔ دینِ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کے لیے ایسی شخصیات کا انتخاب فرمایا جنھوں نے علمِ دین کی خاطر دنیا کی ہر نعمت کو خیر باد کہا، علم کی خاطر دور دراز کے سفر کیے اور ہر مَشقّت برداشت کی۔ انھی علماء ومفکرین کی محنت کی وجہ سے آج ہمارے پاس اسلامی تعلیمات کا ذخیرہ بے شمار کتابوں کی شکل میں موجود ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

امام بخاری کا نام محمد بن اسماعیل ہے۔ آپ تیرہ (13) شوال ایک سو چورانے (194) ہجری کو بخارا میں پیدا ہوئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور محدّث اور حدیث کی سب سے معروف کتاب صحیح بخاری کے مُؤلّف ہیں۔ ان کے والد بھی محدّث تھے اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے۔ والد ماجد نے اپنے ہونہار فرزند کا علمی زمانہ نہیں دیکھا اور آپ کو بچپن ہی میں داغِ مفارقت دے گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت کی پوری ذمّہ داری والدہ محترمہ پر آ گئی جو بہت نیک خاتون تھیں۔ انھوں نے اس فریضے کو خوبی نبھایا اور اپنے بیٹے محمد بن اسماعیل کو حدیث کا امام بنایا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن اساتذہ کرام سے علم حاصل کیا، ان کی تعداد ایک ہزار اسی (1080) بتائی جاتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سب سے بڑا کارنامہ "صحیح بخاری" کی تالیف ہے۔ اس بارے میں خود امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی حدیث اس کتاب میں اس وقت تک شامل نہیں کی جب تک غسل کر کے دو رکعت نماز ادا نہ کر لی ہو۔ بیت اللہ شریف میں اسے میں نے تالیف کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر ہر حدیث کے لیے استخارہ کیا۔ مجھے جب ہر طرح اس حدیث کی صحت کا یقین ہوا، تب میں نے اس کے اندراج کے لیے قلم اٹھایا۔ اس کو میں نے اپنی نجات کے لیے ذریعہ بنایا ہے اور چھے لاکھ حدیثوں سے چھانٹ چھانٹ کر میں نے اس کتاب کو جمع کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صحیح بخاری کے علاوہ اور کتابیں بھی لکھی ہیں جن میں "الادب المفرد" اور "التاریخ الکبیر" زیادہ مشہور ہیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکسٹھ (61) سال کی عمر میں یکم شوال دوسو چھپن (256) ہجری کو بعد نمازِ عشاء "خرتنگ" نامی علاقے میں وفات پائی، جو سمرقند شہر سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام محمد بن ادریس اور کنیت ابوعبد اللہ ہے۔ آپ کے نسب میں ایک صحابی حضرت شافع بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے ہیں، جن کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو "شافعی" کہا جاتا ہے۔ آپ کا لقب "ناصر الحدیث" ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکّہ مکرّمہ میں مکتب سے تعلیم کی ابتدا فرمائی۔ بعد ازاں مدینہ منوّرہ میں تحصیل علم کیا۔ مکّہ مکرّمہ میں ہی آپ نے تیر اندازی، شہ سواری کے ساتھ ساتھ مکتبی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد بنو ہذیل میں رہتے ہوئے عربی زبان اور اشعارِ عرب میں خوب مہارت حاصل کر لی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور جب "موطّا امام مالک" حفظ کی تب میں دس سال کا تھا۔

امام شافعی تاریخِ اسلام کے مایہ ناز محدّثین اور فقہاء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُصول فقہ کے موضوع پر سب سے پہلی کتاب لکھی، جس کا نام "کتابُ الاُمّ" ہے۔ آپ بہت بڑے محدّث، فقیہ اور مجتہد ہونے کے ساتھ ساتھ عربی زبان کے ایک بہترین شاعر بھی تھے، آپ کی شاعری کا دیوان بھی موجود ہے۔ بہت سے بڑے علما، فقہا اور محدّثین فقہی آرا میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیروی کرتے رہے ہیں، آج بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیروکار پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عمر کے آخری حصّے میں ایک شدید بیماری لاحق ہو گئی تھی، اسی مرض کی شدّت سے چوّن (54) سال کی عمر میں بروز جمعرات اُنتیس (29) رجب دو سو چار (204) ہجری کو مصر کے شہر فسطاط میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی تدفین قرافہ صغریٰ میں کی گئی۔ امیرِ مصر نے نماز جنازہ پڑھائی اور عبداللہ بن الحکم کے بیٹوں نے تجہیز و تکفین کی سعادت پائی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش ربیع الاوّل ایک سو چونسٹھ (164) ہجری میں ہوئی۔ ان کے والدین نے اپنا وطن "خراسان" ترک کر کے بغداد میں سکونت اختیار کی۔ یہاں آنے کے چند ماہ بعد امام احمد پیدا ہوئے۔ وہ خالص عرب ہیں۔ ان کے والد تیس سال کی عمر میں ہی انتقال کر گئے تھے۔ والد کی وفات کے بعد امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پرورش کی ذمّہ داری اُن کی والدہ کے کندھوں پر آن پڑی۔

ابتدائی تعلیم بغداد میں ہوئی۔ پندرہ برس کی عمر میں انھوں نے حدیث کی تعلیم شروع کی۔ ان کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ بہت چھوٹی عمر میں قرآنِ مجید حفظ کر لیا تھا۔ اسلامی علوم پر دسترس پانے کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا طریقِ درس یہ تھا کہ روایات کو حدیث کی کتاب سے دیکھ کر پڑھتے اور اِس قدر احتیاط کرتے کہ زبانی روایت بیان نہیں کرتے تھے۔ حالاں کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تمام روایات حفظ تھیں اور اپنے زمانہ میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ خیال کیے جاتے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سب سے مشہور کتاب "مسند احمد" ہے۔ یہ کتاب احادیثِ نبویہ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔

دو سو اکتالیس (241) ہجری میں مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ نو دن تک طبیعت زیادہ خراب رہی۔ وفات سے قبل اپنا وضو کرایا، وضو کے دوران میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہے، جب وضو مکمّل ہوا تو دنیا سے رخصت ہو گئے۔ تاریخ بارہ (12) ربیع الاوّل اور سال دو سو اکتالیس (241) ہجری تھا۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

عمر تقریباً ستتر 77 برس تھی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازے میں جن لوگوں نے شرکت کی ان کی تعداد پچیس لاکھ تک بیان کی جاتی ہے۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ہے:

(الف) محمد بن ادریس (ب) محمد بن اسماعیل (ج) احمد بن حنبل (د) نعمان بن ثابت

ii قرآنِ مجید کے بعد سب سے صحیح کتاب کہا جاتا ہے:

(الف) صحیح بخاری کو (ب) صحیح مسلم کو (ج) سنن ترمذی کو (د) سنن ابی داؤد کو

iii امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ہے:

(الف) محمد بن ادریس (ب) محمد بن اسماعیل (ج) مالک بن انس (د) نعمان بن ثابت

iv امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے:

(الف) صحیح بخاری (ب) مؤطا مالک (ج) کتاب الاُمّ (د) مسند احمد

v امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سب سے مشہور کتاب کا نام ہے:

(الف) مسند احمد (ب) مؤطا مالک (ج) عوارف المعارف (د) مسند امام اعظم

2 مختصر جواب دیجیے:

i امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

ii امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے؟

iii امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شافعی کیوں کہتے ہیں؟

iv امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور کتاب کا کیا نام ہے؟

v امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کس شہر میں پیدا ہوئے؟

3 تفصیلی جواب دیجیے:

i امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعارف پیش کیجیے۔

ii امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعارف پیش کیجیے۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ اساتذہ کی مدد سے سبق میں مذکور شخصیات کی زندگی مثلاً ان کے نام، القاب، پیدائش، تلامذہ، تصانیف اور وفات وغیرہ پر مشتمل معلومات جمع کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

● سبق میں مذکور شخصیات کی علمی، فقہی اور معاشرتی خدمات پر تقریری مقابلہ کا انعقاد کیجیے اور اہم نکات لکھوائیے۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

ز

فاتحین

(موسیٰ بن نُصیر اور طارق بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما)

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. غلبۂ اسلام کے لیے مسلم فاتحین کے کردار سے آگاہ ہو سکیں۔
2. مذکورہ فاتحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
3. ان کی فتوحات اور اعلیٰ کردار کے مختلف پہلوؤں کی اہمیت سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
4. مراکش اور اندلس کی فتح کے حوالے سے طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نُصیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی حکمتِ عملی اور جذبہ ایمانی کو سمجھ سکیں۔
5. غلبۂ اسلام میں مسلم فاتحین کے روشن کردار کو اپناتے ہوئے اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔
6. ان کی بہادری اور عزم و ہمت سے سبق حاصل کر کے اپنے عمل میں بہتری لا سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

اسلامی تاریخ میں ایسے بہت سے بہادر سپاہی گزرے ہیں جنھوں نے جنگ کے میدان میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ ان مجاہدین نے اسلام کو دنیا کے چپے چپے تک پھیلانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی ظلم و ستم کا دَور دَورا تھا، مسلمان مجاہدین نے اس کو ختم کیا اور امن کا بول بالا کیا۔ اسلامی تاریخ ایسے سر بکف مجاہدین اور فاتحین کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔

اس سبق میں ہم ایسے مجاہدین میں سے دو کے حالات و واقعات پڑھیں گے:

موسیٰ بن نُصیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

موسیٰ بن نُصیر افریقہ کے عظیم اموی گورنر اور سپہ سالار تھے۔ اندلس کی فتح آپ کے بڑے کارناموں میں سے ایک ہے۔ موسیٰ بن نُصیر کی پیدائش عہد فاروقی میں انیس (19) ہجری میں ہوئی۔ آپ کی تعلیم و تربیت اسی ماحول میں ہوئی جس میں مشہور خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پرورش پا رہے تھے۔

موسیٰ بن نُصیر کا آبائی خاندان مسیحی تھا اور "عین التمر" میں مقیم تھا۔ شام و ایران کی سرحد پر واقع یہ شہر اہم تجارتی مرکز تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عین التمر فتح کیا تو موسیٰ بن نُصیر کے والد نُصَیر کو گرفتار کر کے مدینہ بھیج دیا، دستور کے مطابق وہ غلام تھے، لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد اُن کے مالک عبدالعزیز بن مروان نے اُنھیں آزاد کر دیا۔

جب موسیٰ بن نُصَیر جوان ہوئے تو عبدالملک بن مروان نے انھیں بصرہ میں خراج وصول کرنے کا افسر مقرّر کیا۔ بعد میں عبدالعزیز نے انھیں اپنے پاس مصر میں بلایا، وہ موسیٰ کی دیانت و ذہانت سے آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ انھیں عظیم کام سونپے جا سکتے ہیں۔ چناں چہ انھیں افریقہ کے گورنر کا منصب سونپا گیا۔

موسیٰ بن نُصَیر بہت اچھے جرنیل ہی نہیں بلکہ بہت اچھے منتظم بھی تھے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ مبلّغ اور مُصلح تھے۔ بر بر قبائل کو جو مسلسل بغاوتوں کے عادی تھے اور سخت سے سخت گورنروں کے مظالم برداشت کرنے کے سبب مسلمانوں سے مُتنفّر ہو رہے تھے۔ ایک ایسے ہی مُصلح کی ضرورت تھی جو ان کے نظریات کو درست کر سکے اور اسلامی اقدار کو ان کے دلوں میں بٹھا سکے۔

موسیٰ بن نُصیر افریقہ پہنچے تو انھوں نے قبائل میں گھل مل کر انھیں یقین دلایا کہ مسلمان کی حیثیت سے ان میں اور موسیٰ میں کوئی فرق نہیں اور وہ انھی میں سے ہیں۔ اس نئے انداز پر بر بر قبائل کو خوش گوار حیرت ہوئی۔

موسیٰ بن نُصیر کے فوجی کمانڈر طارق بن زیاد خود بر بر تھے اور قوّت ایمانی اور جذبہ جہاد سے معمور دل رکھتے تھے۔ طارق بن زیاد نے سات ہزار بر بر فوج کی دینی و فوجی تربیت کر کے اسے کسی بھی بڑی مہم کے لیے تیار کیا۔ غرض بر بر قبائل کو اعتماد میں لے کر انھیں متحد کر کے، ان کی تربیت کر کے اور ان میں جذبہ جہاد پیدا کر کے فتح اندلس کا پہلا مرحلہ مکمّل کیا گیا۔

افریقہ کے بر بر قبائل کو ایک منظم فوج میں ڈھالنا موسیٰ بن نُصیر کا بہت بڑا کارنامہ شمار کیا جاتا ہے۔

موسیٰ بن نصیر کا انتقال اٹھہتر (78) سال کی عمر میں ستانوے (97) ہجری میں ہوا۔

طارق بن زیاد:

طارق بن زیاد بَربَر نسل سے تعلّق رکھنے والے مسلم سپہ سالار اور بَنو اُمیّہ کے جرنیل تھے، جنھوں نے سات سو گیارہ (711) عیسوی میں ہسپانیہ (اسپین) میں عیسائی حکومت کا خاتمہ کر کے یورپ میں مسلم اقتدار کا آغاز کیا۔ انھیں اسپین کی تاریخ کے اہم ترین عسکری رہنماؤں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔

شروع میں وہ اُموی صوبے کے گورنر موسیٰ بن نُصیر کے نائب تھے، جنھوں نے ہسپانیہ میں وزیگوتھ بادشاہ کے مظالم سے تنگ عوام کے مطالبے پر طارق کو ہسپانیہ پر چڑھائی کا حکم دیا۔ طارق بن زیاد نے مختصر فوج کے ساتھ یورپ کے عظیم علاقے اسپین کو فتح کیا اور یہاں دینِ اسلام کا علَم بلند کیا۔ اسپین کی فتح اور یہاں پر اسلامی حکومت کا قیام ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے، جس نے یورپ کو سیاسی، معاشی اور ثقافتی پسماندگی سے نکال کر ایک نئی بصیرت عطا کی اور اس پر ناقابلِ فراموش اثرات مرتّب کیے تھے۔

طارق بن زیاد کی تعلیم و تربیت موسیٰ بن نُصیر کے زیرِ نگرانی ہوئی تھی، جو ایک ماہرِ حرب اور عظیم سپہ سالار تھے۔ اسی لیے طارق بن زیاد نے فنِ سپہ گری میں جلد ہی شہرت حاصل کر لی۔ ہر طرف اُن کی بہادری اور عسکری مہارتوں کے چرچے ہونے لگے۔ طارق بن زیاد نہ صرف دُنیا کے بہترین سپہ سالاروں میں سے ایک تھے بلکہ وہ متّقی، فرض شناس اور بلند ہمّت انسان بھی تھے۔ اُن کے حُسنِ اَخلاق کی وجہ سے عوام اور سپاہی انھیں احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔

افریقہ کی اسلامی سلطنت کو اندلس کی بحری قوّت سے خطرہ لاحق تھا، جب کہ اندلس کے عوام کا مطالبہ بھی تھا کہ انھیں بادشاہ کے ظلم سے آزاد کیا جائے، اسی لیے گورنر موسیٰ بن نُصیر نے دُشمن کی طاقت اور دفاعی استحکام کا جائزہ لے کر طارق بن زیاد کی کمان میں سات ہزار (بعض مؤرخین کے نزدیک بارہ ہزار) فوج دے کر ہسپانیہ کی فتح کے لیے روانہ کیا۔

اندلس کے بادشاہ راڈرک کا ظلم واضح ہو چکا تھا۔ اس کی بدکرداری سامنے آ گئی تھی۔ اندلس کا معاشرہ ہر لحاظ سے گل سڑ گیا تھا اور ایک نئے انقلاب کا تقاضا کر رہا تھا۔ طارق بن زیاد نے اپنے ابتدائی خطاب میں ہی مظلوم کی حمایت اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لیے کیے جانے والے جہاد کی اہمیت بیان کی، جس پر مجاہدین سر دھڑ کی بازی لگانے پر آمادہ ہو گئے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

تیس (30) اپریل سات سو گیارہ (711) عیسوی کو اسلامی لشکر ہسپانیہ کے ساحل پر اُترا اور ایک پہاڑ کے نزدیک اپنے قدم جما لیے، جو بعد میں طارق بن زیاد کے نام سے "جَبَلُ الطَّارِق" کہلایا۔ طارق بن زیاد نے جنگ کے لیے محفوظ جگہ منتخب کی۔ اس موقع پر اپنی فوج سے نہایت ولولہ انگیز خطاب کیا اور کہا کہ ہمارے سامنے دشمن اور پیچھے سمندر ہے۔ جنگ سے قبل اُنھوں نے اپنے تمام بحری جہازوں کو جلا دینے کا حکم دیا تا کہ دشمن کی کثیر تعداد کے باعث اسلامی لشکر بددِل ہو کر اگر پسپائی کا خیال لائے تو واپسی کا راستہ نہ ہو۔ اس صورت میں اسلامی فوج کے پاس صرف ایک ہی راستہ باقی تھا کہ یا تو دشمن کو شکست دے دیں یا شہادت قبول کر لیں۔

سات ہزار کے اسلامی لشکر نے پیش قدمی کی اور عیسائی حاکم کے ایک لاکھ کے لشکر کا سامنا کیا، گھمسان کا رَن پڑا، آخر کار دشمن فوج کو شکست ہوئی اور شہنشاہ راڈرک مارا گیا۔ بعض روایتوں کے مطابق وہ بھاگ نکلا تھا، جس کے انجام کا پتا نہ چل سکا۔ اس اعتبار سے یہ جنگ فیصلہ کُن تھی کہ اس کے بعد ہسپانوی فوج کبھی متحد ہو کر نہ لڑ سکی۔ فتح کے بعد طارق بن زیاد نے بغیر کسی مزاحمت کے دارالحکومت طلیطلہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

طارق بن زیاد کو ہسپانیہ کا گورنر بنا دیا گیا۔ طارق بن زیاد کی کام یابی کی خبر سُن کر موسیٰ بن نُصیر نے حکومت اپنے بیٹے عبداللہ کے سپرد کی اور خود طارق بن زیاد سے آ ملے۔ دونوں نے مل کر مزید کئی علاقے فتح کیے۔

اسی دوران میں خلیفہ ولید بن عبدالملک نے اپنے قاصد بھیج کر دونوں کو دمشق بلوا لیا اور یوں طارق بن زیاد کی عسکری زندگی کا اختتام ہوا، اسلامی دُنیا کے اس عظیم فاتح نے سات سو بیس (720) عیسوی میں وفات پائی۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i موسیٰ بن نُصیر کے خاندان کا مذہب تھا:

(الف) یہودیت (ب) مسیحیت (ج) ہندومت (د) سکھ مت

ii عبدالعزیز بن مروان نے موسیٰ بن نُصَیر کو گورنر مقرّر کیا:

(الف) فلسطین کا (ب) اردن کا (ج) مصر کا (د) افریقہ کا

iii موسیٰ بن نُصیر کا سب سے بڑا کارنامہ ہے:

(الف) ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ (ب) بربر قبائل کی فوجی تربیت
(ج) مصر کی تاریخی فتح (د) عراق کی فتح

iv طارق بن زیاد کا سب سے بڑا کارنامہ ہے:

(الف) فتحِ مصر (ب) فتحِ عراق (ج) فتحِ اندلس (د) فتحِ شام

v طارق بن زیاد گورنر مقرر ہوئے:

(الف) ہسپانیہ کے (ب) افریقہ کے (ج) شام کے (د) عراق کے

2 مختصر جواب دیجیے۔

i) موسیٰ بن نُصیر کا خاندان کس مذہب سے تعلّق رکھتا تھا؟

ii) موسیٰ بن نُصیر نے افریقی قبائل کو کیسے قریب کیا؟

iii) موسیٰ بن نُصیر کا انتقال کب ہوا؟

iv) طارق بن زیاد کا سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے؟

v) طارق بن زیاد کو کس علاقے کا گورنر بنایا گیا؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i) موسیٰ بن نُصیر کی شخصیت پر نوٹ لکھیں۔

ii) طارق بن زیاد کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ تفصیل سے بیان کیجیے۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ سبق میں مذکور فاتحین کی زندگی میں مثلاً ان کے علاقوں اور فتوحات وغیرہ پر تبادلۂ خیال کریں اور اہم نکات کا چارٹ بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- جماعت میں مذکورہ فاتحین کے حالاتِ زندگی سے متعلّق ذہنی آزمائش کا مقابلہ کرائیں۔
- انٹرنیٹ اور نقشوں کے ذریعہ مذکورہ فاتحین کے فتح کیے گئے علاقوں کی نشان دہی کریں۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

باب ہفتم

اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے

الف اسلام میں علم کی اہمیّت

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. اسلام میں دینی علوم کے مآخذ سے واقف ہو سکیں۔
2. اسلام میں مختلف علوم (دینی و سائنسی) کے حصول کی فضیلت و اہمیّت جان سکیں۔
3. علوم کی اقسام (نافع و غیر نافع) کا فرق جان سکیں۔
4. یہ جان سکیں کہ دینِ اسلام تفکر و تدبُّر اور سائنسی تحقیق و تعلیم کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔
5. اس بات سے آگاہ ہو سکیں کہ ریاستِ مدینہ اور خلافتِ راشدہ میں علم کے فروغ کے لیے کیا کیا اقدامات کیے گئے۔
6. مسلمان سائنس دانوں کی سائنسی علوم کی تحقیق، ترویج و اشاعت اور امتِ مسلمہ کی ترقی میں ان کے کردار کا جائزہ لے سکیں۔
7. دینی و سائنسی علوم میں بھرپور دل چسپی لے سکیں۔
8. سائنسی علوم کے حصول میں دینی تعلیمات کو پیشِ نظر رکھ سکیں۔
9. دینی و سائنسی علوم حاصل کر کے معاشرے کی فلاح و بہبود میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی، اس کا آغاز لفظ اِقْرَأْ سے ہوا تھا جس کا معنیٰ ہے پڑھ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ (سورۃ العلق: 1)

آپ (خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) اپنے ربّ کے نام سے پڑھیے جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔

حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"مجھے تو معلّم بنا کر بھیجا گیا ہے۔" (سنن ابن ماجہ: 44، بحار الانوار، ج 68، ص 382)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (سنن ابن ماجہ: 244، بحار الانوار، ج 67، ص 68)

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

اسلامی معاشرے کا نصابِ تعلیم:

ایک اسلامی معاشرے کے لیے صحیح نظامِ تعلیم وہ ہو سکتا ہے جس میں روحانی علوم کے ساتھ مادّی علوم پڑھنے اور پڑھانے کا بھی پورا انتظام ہو، چناں چہ جو نظامِ تعلیم محض روحانی علوم پر مشتمل ہو یا محض مادی علوم پر مشتمل ہو، مکمّل طور پر اسلامی نظامِ تعلیم نہیں کہلا سکتا۔ مکمّل طور پر اسلامی نظامِ تعلیم وہ ہوگا جس میں انسانوں کی روحانی اور جسمانی ضرورت سے متعلّق وہ تمام علوم پڑھائے جائیں، جو انسان کے لیے فائدہ مند ہیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے علمِ نافع یعنی فائدہ مند علم کے حُصول کی دعا مانگی اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَرِزْقًا طَيِّبًا (سنن ابن ماجہ:925)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، مقبول عمل اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں۔

علمِ نافع ہر وہ علم ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچے۔ اس میں سائنس کا علم بھی شامل ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ مسلمانوں کے پہلے معلّم تھے اور صُفّہ مسجد نبوی پہلا با قاعدہ اسلامی دارُ العُلُوم تھا۔ یہاں نصابِ تعلیم کا مرکز قرآنِ حکیم تھا۔ نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے درس گاہِ صُفّہ کے ذریعے سے جو نظامِ تعلیم دنیا کو عطا فرمایا، اس میں حسب ذیل خصوصیات تھیں:

- امیر اور غریب کے درمیان کوئی امتیاز نہ تھا۔
- اللہ تعالیٰ کی اطاعت، رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی پیروی، احتسابِ آخرت، تکمیل اَخلاق اور تبلیغِ اسلام جیسے مقاصد اس نظامِ تعلیم کا حصّہ تھے۔
- یکساں نصاب، مفت تعلیم، اساتذہ کی مکمّل کفالت، دین و دنیا کی یکجائی اور پاکیزہ تعلیمی ماحول درس گاہِ صُفّہ کے اہم عناصر تھے۔

صُفّہ کی درس گاہ میں درج ذیل مضامین پڑھائے جاتے تھے:

(1) حفظِ قرآن (2) فنِ قراءت و تجوید قرآن

(3) مختلف زبانوں کی تعلیم مثلاً عبرانی، سریانی، فارسی، رومی، قبطی، حبشی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت سی زبانوں کے ماہر تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بہت سی زبانیں جانتے تھے۔

(4) عسکری و جنگی فنون (نشانہ بازی، تیر اندازی، پیراکی، گھڑ دوڑ کے مقابلے، جنگی مشقیں)

(5) پرندوں اور جانوروں کا علم (6) زرعی علوم

(7) فلکیات اور علمِ انساب

خلفائے راشدین کے عہد میں قرآن مجید و حدیث نبوی نصابِ تعلیم کا لازمی حصّہ تھے، لیکن ان کے ساتھ ساتھ دوسرے علوم بھی مسلمانوں کو سکھائے جاتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں زبان و ادب بھی شاملِ نصاب ہو گئے، کیوں کہ عربی زبان و ادب کی تعلیم فہمِ قرآن و حدیث کے لیے مددگار تھی۔

عربی زبان چوں کہ قرآن و حدیث کی زبان ہے، لہٰذا اس کے متعلّقہ علوم بھی شامل نصاب ہو گئے۔ ضرورت کے پیشِ نظر تاریخ و فلسفہ، زبان و ادب، کتابت و خطابت، خوش نویسی، علمِ کیمیا اور علمِ طبّ جیسے علوم و فنون بھی عہد بنواُمیّہ میں شاملِ نصاب ہو گئے۔

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

دورِ عبّاسیہ میں میں مروّج نصابِ تعلیم میں شامل علوم کو دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا گیا:

(1) اوّل وہ علوم جن کا تعلّق قرآن فہمی سے ہے۔ ان میں قراءت وتفسیر، فقہ، کلام، صرف ونحو، زبان وادب اور لغت و بیان جیسے علوم شامل ہیں۔

(2) دوم وہ علوم جو مسلمانوں نے غیر عربوں سے حاصل کیے، انھیں علومِ عقلیہ کہتے ہیں۔ ان میں فلسفہ، جیومیٹری، طب، کیمیا، تاریخ اور جغرافیہ شامل ہیں۔

مسلمانوں کی سائنسی خدمات:

اسلامی تعلیمات کا ہی نتیجہ تھا کہ بہت سے مسلمانوں نے سائنس کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔ ابن سینا کی کتاب القانون، بصری کی کتاب الحیوان اور ابوالقاسم کی جراحی، سترہویں صدی عیسوی تک یورپ میں نصابی کتب کے طور پر پڑھائی جاتی رہیں۔

کاغذ کی صنعت کو کمال پر پہنچانے والے اہل شاطبہ ہیں۔ (شاطبہ، اندلس کے ایک شہر کا نام ہے) چھپائی کی مشین کے موجد مسلمان سائنسدان ہیں۔ ابوالقاسم زہراوی نے مثانہ کی پتھری نکالنے کے لیے جسم کا جو مقام آپریشن کے لیے تجویز کیا تھا آج تک اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ محمد بن زکریا رازی دنیا کے پہلے طبیب ہیں جنھوں نے تپ دق (ٹی بی) کا علاج اور چیچک کا علاج ایجاد کیا۔ سورج اور چاند کی گردش، سورج گرہن اور بہت سے سیاروں کے بارے میں غیر معمولی سائنسی معلومات البیرونی جیسے نامور مسلم سائنسدان نے فراہم کیں اور انھیں تحریری شکل دی۔ حساب، الجبرا اور جیومیٹری کے میدان میں الخوارزمی نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان کی کتاب (الجبر والمقابلہ) سولھویں صدی عیسوی تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں بنیادی نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی رہی۔

ابن سینا، الکندی، نصیر الدین طوسی اور ملا صدرا کی طبعیات کی خدمات ابتدائی طور پر بہت اہمیّت کی حامل ہیں۔ ابن الہیثم نے طبعیات کے دامن کو علم سے بھر دیا۔ وہ طبعیات، ریاضی، ہندسیات، فلکیات اور علم الادویات کے مایہ ناز محقق تھے۔ مسلمانوں کی دیگر صنعتی ایجادات میں قطب نما، زیتون کا تیل، عرق گلاب، خوش بُوئیں، عطر سازی، ادویہ سازی، معدنی وسائل میں ترقّی، چمڑے کی صنعت، صابن سازی، شیشہ سازی اور جنگی ساز وسامان شامل ہیں۔

قرآنِ مجید میں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر غور وفکر کرنے، نصیحت حاصل کرنے اور زمین وآسمان کے نظام سے عبرت حاصل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ زمین پر چلیں پھریں اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں کو دیکھ کر اپنے دل ودماغ کو روشن کریں۔ اس لیے ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ سائنسی علوم میں بھی مہارت حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور وفکر کرنا اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ بھی ہے اور بہت بڑی عبادت بھی ہے۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i پہلی وحی میں نازل ہونے والے لفظ اِقْرَأْ کا معنیٰ ہے:

(الف) غور کر (ب) یاد کر (ج) پڑھ (د) لکھ

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

ii علم حاصل کرنا فرض ہے:

(الف) مردوں پر (ب) عورتوں پر (ج) مال داروں پر (د) ہر مسلمان پر

iii اسلامی نظامِ تعلیم وہ ہے جس میں پڑھائے جائیں:

(الف) مادی علوم (ب) روحانی علوم (ج) روحانی اور مادی علوم (د) قدیم علوم

iv مشہور سائنسی کتاب القانون کے مصنف ہیں:

(الف) ابن سینا (ب) فارابی (ج) البیرونی (د) ابن الہیثم

v طبیعیات کے ماہر تھے:

(الف) البیرونی (ب) ابوالقاسم زہراوی (ج) محمد بن زکریا رازی (د) ابن الہیثم

2 مختصر جواب دیجیے۔

i علم کی اہمیّت کے بارے میں ایک آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

ii علم کی اہمیّت کے بارے میں ایک حدیث نبوی کا ترجمہ لکھیں۔

iii درس گاہِ صُفّہ میں پڑھائے جانے والے علوم میں سے دو کے نام لکھیں۔

iv علمِ نافع کسے کہتے ہیں؟

v علمِ طبّ کے میدان میں محمد بن زکریا رازی کا کیا کارنامہ ہے؟

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

i اسلام میں علم کی اہمیّت پر نوٹ لکھیں۔

ii مسلمان سائنس دانوں کی خدمات پر روشنی ڈالیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ علم کی اہمیّت سے متعلّق دو آیاتِ مبارکہ اور دو احادیثِ مبارکہ تلاش کریں اور جماعت میں سنائیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- دورِ حاضر میں دینی اور سائنسی علوم کے حُصول کی اہمیّت کے موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔
- چند مسلم سائنس دانوں کے ناموں اور ان کے مشہور کارناموں پر مشتمل چارٹ تیار کرنے میں طلبہ کی مدد کیجیے۔

ب اسلام اور امنِ عامہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کی تکمیل پر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. امنِ عامہ کا معنیٰ و مفہوم بیان کر سکیں۔
2. امنِ عامہ کی اہمیت سمجھ سکیں۔
3. یہ جان سکیں کہ السلام علیکم دوسروں کی سلامتی کے لیے ایک دعا اور پیغام ہے۔
4. اپنے اور دوسروں کے جان و مال اور عزّت کی سلامتی کی تاکید کو جانیں۔
5. اسوۂ رسول خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ، اہلِ بیتِ اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی سیرتِ مبارکہ کی روشنی میں امنِ عامہ کی مثالوں کا جائزہ لے سکیں۔
6. امن و سلامتی کے انفرادی اور اجتماعی فوائد و ثمرات کا جائزہ لے سکیں۔
7. دورِ حاضر میں ہر سطح پر امن کے قیام کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کا جذبہ پیدا کر سکیں۔

امنِ عامہ سے مراد یہ ہے کہ معاشرے میں بسنے والے ہر انسان کی جان، مال اور عزّت محفوظ ہو۔

دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو امن اور سلامتی کی ضمانت دیتا ہے جو ہر سطح پر فساد، دہشت گردی اور تخریب کاری کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ آج بھی اسلام کی آفاقی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ قرآن مجید میں ان لوگوں کی مذمّت کی گئی جو امنِ عامہ میں نقص ڈالتے ہیں اور فساد پھیلاتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ:60)

ترجمہ: اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔

معاشرتی جرائم، سرکشی، نظم و ضبط کا درہم برہم ہونا، فساد اور بے امنی سب گناہ کے کام ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا، جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یا فساد کے پھیلنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (سورۃ القصص:77)

ترجمہ: بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے سچّے مومن کی یہ نشانی بیان فرمائی:

ترجمہ: "سچا مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے مال اور جانیں محفوظ ہوں" (سنن ابن ماجہ:3934)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلموں کے بے شمار حقوق بیان فرمائے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان کی جان، مال اور عزّت آبرو کی حفاظت تمام مسلمانوں کا مذہبی فریضہ قرار دیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "جس نے اسلامی ریاست میں بسنے والے کسی غیر مسلم پر ظلم کیا، یا اس کا حق مارا، یا اس پر اس کی طاقت سے

Web Version of PCTB Textbook Not for Sale

زیادہ بوجھ ڈالا، یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر اس کی کوئی چیز لی تو میں قیامت کے دن اس مسلمان کے خلاف غیر مسلم کے حق میں وکیل بنوں گا۔" (سنن ابی داؤد:3052)

اسلامی معاشرت اور امنِ عامہ:

اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کے انسانوں کے لیے ایک ہی دین پسند کیا ہے اور وہ اسلام ہے جو سراسر سلامتی، امن اور عافیت کا دین ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس بات کی تعلیم دی کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملے تو اسے سلام کرے، اور جسے سلام کیا جائے وہ سلام کا جواب دے۔ سلام دراصل سلامتی کی ایک دعا ہے۔ جب ایک شخص دوسرے کو سلام کرتا ہے تو وہ نہ صرف اسے سلامتی کی دعا دے رہا ہوتا ہے بلکہ اسے یہ پیغام بھی دے رہا ہوتا ہے کہ تمھیں میری طرف سے کوئی تکلیف یا نقصان نہیں پہنچے گا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو اس پر ظلم کرے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے کی کوشش میں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان سے مصیبت دُور کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مصیبت دُور کرے گا۔ جو کسی مسلمان کے عیب چھپائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔" (صحیح بخاری:3330)

قرآنِ مجید نے رہتی دنیا تک اولادِ آدم کو امن اور سلامتی کی بشارت دی ہے۔ اس کتاب کو سراسر سلامتی اور امن والی رات میں اتارا گیا، جس کا نام شبِ قدر ہے اور اس رات کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (سورۃ القدر:05)

ترجمہ: "یہ (رات) فجر کے طلوع ہونے تک سلامتی (ہی سلامتی) ہے۔"

امنِ عامہ اور اُسوۂ حَسَنَہ اور مشاہیرِ اسلام کا کردار:

کسی بھی معاشرے میں امن اس وقت تک قائم نہیں ہوتا جب تک ہر شخص کو انصاف کی بروقت فراہمی نہ ہو۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے جس معاشرے کی بنیاد رکھی اس میں قانون کی نظر میں سب برابر تھے اور ہر شخص کو یقینی اور بروقت انصاف مُیسّر تھا۔ ایک مرتبہ ایک مجرم کے بارے میں معافی کی سفارش کی گئی تو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی طاقت ور چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تھا تو اس پر حد جاری کرتے تھے۔" (صحیح بخاری:3475)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں ایک مسلمان اور ایک یہودی مقدمہ لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ یہودی حق پر ہے تو آپ نے بلاتردد مسلمان کے خلاف اور یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ (مؤطا مالک:1206)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالمِ اسلام کو خون ریزی سے بچانے کے لیے اپنی جان نچھاور کر دی، لیکن کسی مسلمان کے خلاف تلوار اٹھانے کی اجازت نہ دی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ چناں چہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ایک ایسا موقع آیا کہ انھوں نے اُمّتِ مسلمہ کو انتشار اور جھگڑے سے بچانے کے لیے خلافت سے دست بردار ہونے کا اعلان کر دیا۔ ان کا یہ عمل معاشرے میں امن و سلامتی کے فروغ کی بہترین مثال ہے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں چاہیے کہ ہم ہمیشہ معاشرے میں امن وسلامتی کو فروغ دیں۔ ہر ایسی چیز سے انکار کریں جو فساد، انتشار اور بدامنی کا سبب بن سکتی ہے۔ امن وامان قائم رکھنے کے لیے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ہر انسان کو اس کا حق دیا جائے۔ جب ہر انسان اپنا فرض پورا کرتا رہے اور دوسروں کا حق ادا کرتا رہے تو معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارا بن جاتا ہے۔ یہی ہمارے دین کی تعلیم ہے اور یہی ہمارے نبی حضرت **محمد** رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا طریقہ ہے۔

مشق

1 درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

i اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا:

(الف) فساد مچانے والوں کو (ب) تجارتی سفر کرنے والوں کو

(ج) مال و دولت خرچ کرنے والوں کو (د) مالی حساب و کتاب کرنے والوں کو

ii سلام دراصل دعا ہے:

(الف) لمبی زندگی کی (ب) سلامتی کی (ج) تن درستی کی (د) مغفرت کی

iii قرآنِ مجید میں شبِ قدر کو قرار دیا گیا ہے:

(الف) لمبی رات (ب) روشن رات (ج) غیر معمولی رات (د) سلامتی والی رات

iv حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمان کے خلاف فیصلہ فرمایا:

(الف) یہودی کے حق میں (ب) مشرک کے حق میں (ج) مسیحی کے حق میں (د) منافق کے حق میں

v امّتِ مسلمہ کو انتشار سے بچانے کے لیے خلافت سے دست بردار ہوئے:

(الف) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

2 مختصر جواب دیجیے۔

i امنِ عامہ سے کیا مراد ہے؟

ii امن عامہ کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

iii امن عامہ کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

iv معاشرے میں امن کے قیام کی پہلی شرط کیا ہے؟

v قرآنِ مجید کو کس رات میں اتارا گیا؟

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

3 تفصیلی جواب دیجیے۔

(i) قرآن وسنّت کی روشنی میں اسلام میں امنِ عامہ کی اہمیّت پر نوٹ لکھیں۔

(ii) امنِ عامہ کے لیے مشاہیرِ اسلام کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

★ امن وسلامتی سے متعلّق دو قرآنی آیات اور دو مستند احادیثِ مبارکہ مع ترجمہ تلاش کر کے لکھیں۔

برائے اساتذہ کرام:

● طلبہ کی مدد کیجیے کہ وہ امن وسلامتی کے لیے قائم شدہ قومی و بین الاقوامی اداروں کے ناموں اور ذمہ داریوں کا چارٹ بنائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

فرہنگ

باب اوّل: قرآن مجید وحدیث نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

محتاج	ضرورت مند
معرفت	پہچان
تخلیق	پیدا کرنا

باب دوم: ایمانیات وعبادات

خارج	باہر
منسوخ ہونا	ختم ہونا، عمل کے قابل نہ رہنا
اتباع	پیروی، پیچھے چلنا
تحفُّظ	حفاظت
تابعین	وہ لوگ جنھوں نے کسی صحابی کی زیارت کی ہو
اجماعی	اتفاقی
معصوم عن الخطا	غلطی اور گناہ سے پاک
معجزہ	نبی سے ظاہر ہونے والا غیر معمولی واقعہ
پیشین گوئی	مستقبل کی خبر
عاقل	سمجھ دار، جو مجنون نہ ہو
قوّت مدافعت	بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت
قطع رحمی	رشتہ داروں سے تعلّق توڑنا
مصیبت ٹل جانا	مصیبت دور ہو جانا

باب سوم: سیرتِ طیّبہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

محاصرہ کرنا	گھیراؤ کرنا
جلاوطنی	وطن سے نکل جانا یا نکالے جانا
طیش	غصّہ
کفّار	"کافر" کی جمع
ملامت کرنا	برا کہنا، برائی کرنا
دستِ مبارک	برکت والا ہاتھ
احرام	حج یا عمرے کے لیے پہنا جانے والا لباس
قیام وطعام	رہائش اور کھانا پینا
تزکیہ نفوس	انسانی اخلاق کو صاف اور پاکیزہ بنانا
تھرتھرانا	کانپنا
خشیت	اللہ تعالیٰ کا خوف
عیب جوئی	عیب تلاش کرنا یا بیان کرنا
فہم	سمجھ

باب چہارم: اخلاق وآداب

حق تلفی کرنا	حق ادا نہ کرنا، ظلم کرنا
نادار	غریب
مشغلہ	کام، مصروفیت
استعداد	صلاحیت
تفہیم	سمجھانا
سرخرو ہونا	کامیاب ہونا
خفیہ	پوشیدہ، چھپا ہوا

باب پنجم: حسنِ معاملات ومعاشرت

تقدّس	احترام، عزت، مرتبہ
یکساں	برابر
خندہ پیشانی	خوشی کے تاثرات
تاکید کرنا	زور دینا

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

وضع کرنا	بنانا، تیار کرنا
درہم برہم ہونا	خراب ہونا، تباہ ہونا
امراض	بیماریاں
زرہ	جنگی لباس کا حصہ جو سینے اور گردن کی حفاظت کے لیے پہنا جاتا ہے۔
توکل	اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنا

باب ششم: ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیرِ اسلام

پشت مبارک	کمر مبارک
سانحہ	بہت بڑا حادثہ
استقامت	ثابت قدمی، جمے رہنا
شہرہ آفاق	بہت مشہور
دوش بدوش	ساتھ ساتھ
داغِ مفارقت دینا	جدا ہونا، انتقال کر جانا
استخارہ	اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا مانگنا
سکونت اختیار کرنا	رہائش اختیار کرنا
دسترس	کمال، مہارت، رسائی، پہنچ
متنفر ہونا	دور ہونا، نفرت کرنا
علَم	پرچم، جھنڈا

باب ہفتم: اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے

امتیاز	فرق
فہمِ قرآن	قرآن کو سمجھنا
موجد	ایجاد کرنے والا
معزّز	عزت والا
بلاتردُّد	فوری طور پر
دست بردار ہونا	پیچھے ہٹ جانا

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale